مطالعۂ قرآنِ حکیم

کا

منتخب نصاب

☆

مرتبہ

ڈاکٹر اسرار احمد

مکتبہ خدام القرآن لاہور

36-K ماڈل ٹاؤن لاہور۔فون:35869501-3

www.tanzeem.org

ترتیب

حصہ اوّل 6

جامع اسباق

☆ درسِ اول: سورۃ العصر
☆ درسِ دوم: آیۃُ البر (سورۃ البقرہ، آیت ۱۷۷)
☆ درسِ سوم: سورۃ لقمان، رکوع ۲
☆ درسِ چہارم: سورۃ حم السجدہ، آیات ۳۰ تا ۳۶

حصہ دوم 15

مباحثِ ایمان

☆ درسِ اول: سورۃ الفاتحہ
☆ درسِ دوم: سورۃ آل عمران، آیات ۱۹۰ تا ۱۹۵
☆ درسِ سوم: سورۃ النور، رکوع ۵
☆ درسِ چہارم: سورۃ التغابن (مکمل)
☆ درسِ پنجم: سورۃ القیامہ (مکمل)

حصہ سوم 31

مباحثِ عمل صالح

☆ درسِ اول: سورۃ المومنون، آیات ۱ تا ۱۱، اور سورۃ المعارج آیات ۱۹ تا ۳۵
☆ درسِ دوم: سورۃ الفرقان، آخری رکوع
☆ درسِ سوم: سورۃ التحریم (مکمل)
☆ درسِ چہارم: سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۳ و ۴
☆ درسِ پنجم: سورۃ الحجرات (مکمل)

حصہ چہارم 66

جہاد وقتال فی سبیل اللہ

☆ درسِ اول: سورۃ الحج، آخری رکوع

☆ درسِ دوم: سورۃ التوبہ، آیت ۲۴

☆ درسِ سوم: سورۃ الصّف (مکمل)

☆ درسِ چہارم: سورۃ الجمعہ (مکمل)

☆ درسِ پنجم: سورۃ المنافقون (مکمل)

حصہ پنجم 114

مباحثِ صبر ومصابرت

☆ درسِ اول: مشتمل بر (i) سورۃ العنکبوت رکوع ۱ (ii) سورۃ البقرۃ آیت ۲۱۴ (iii) سورۃ آل عمران آیت ۱۴۲ (iv) سورۃ التوبہ آیت ۱۶

☆ درسِ دوم: مشتمل بر (i) سورۃ العنکبوت آخری ۳ رکوع (ii) سورۃ الکہف، آیت ۶۷ تا ۶۹ (iii) سورۃ البقرۃ، آیات ۱۵۳ تا ۱۵۷

☆ درسِ سوم: سورۃ الانفال، آیات ۱ تا ۱۰ اور ۷۲ تا ۷۵

☆ درسِ چہارم: سورۃ آل عمران، آیات ۱۲۱ تا ۱۲۹ اور ۱۳۹ تا ۱۴۸

☆ درسِ پنجم: سورۃ الاحزاب رکوع ۲ اور ۳

☆ درسِ ششم: سورۃ الفتح آخری رکوع

☆ درسِ ہفتم: سورۃ التوبہ آیات ۳۸ تا ۵۷

حصہ ششم 141

جامع سبق

☆ سورۃ الحدید (مکمل)

تعارف

آغاز ہی میں یہ بات عرض کردینی مناسب ہے کہ یہ نصاب راقم کا 'طبعزاد' نہیں ہے بلکہ اس کا اصل ڈھانچہ مولانا امین احسن اصلاحی کا تیار کردہ ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ۵۲-۱۹۵۱ء میں جب راقم الحروف اسلامی جمعیت طلبہ لاہور و پنجاب کا ناظم تھا اس نے جمعیت کے زیرِ اہتمام طلبہ کے لئے دو تربیتی کیمپ منعقد کئے تھے ایک دسمبر ۱۹۵۱ء میں کرسمس کی تعطیلات میں اور دوسرا ۱۹۵۲ء کی تعطیلاتِ موسم گرما میں۔ ان تربیت گاہوں میں قرآنِ حکیم کا درس مولانا اصلاحی مرحوم نے دیا تھا اور اس غرض سے انہوں نے ایک نصاب تجویز کیا تھا جو درجِ ذیل ہے:

۱۔ انسان کی انفرادی زندگی کی رہنمائی کے لئے سورۃ لقمان کا دوسرا اور سورۃ الفرقان کا آخری رکوع۔

۲۔ عائلی زندگی سے متعلق......سورۃ التحریم مکمل۔

۳۔ قومی، ملی اور سیاسی زندگی کی رہنمائی کے ذیل میں سورۃ الحجرات مکمل۔

۴۔ فریضۂ اِقامت دین کے ذیل میں سورۃ الصّف مکمل۔

۵۔ اور تحریکِ اسلامی سے متعلق مختلف مسائل میں رہنمائی کے ذیل میں سورۃ العنکبوت مکمل۔

راقم کی خوش قسمتی تھی کہ اسے بطور ناظم ان دونوں تربیت گاہوں میں شرکت کا موقع ملا اور یہ مقامات اس نے دو بار مولانا اصلاحی صاحب سے براہِ راست پڑھے اور راقم نے ان مقامات کو اس طرح اخذ کرلیا کہ "بَلِّغُوْا عَنِّی وَلَوْ اٰیَۃً" (پہنچاؤ میری جانب سے چاہے ایک ہی آیت) کے مصداق انہیں آگے پڑھانے کے لئے بھی کسی قدر اعتماد پیدا ہوگیا۔ چنانچہ زمانۂ طالب علمی میں جمعیت کے اجتماعات میں بھی راقم مطالعۂ قرآن کی ذمہ داریاں نبھاتا رہا۔ تعطیلات کے زمانے میں ساہیوال میں جماعتِ اسلامی کیک اجتماعات میں بھی ان مقامات کا درس دیتا رہا اور رمضان المبارک کے ایک تربیتی پروگرام میں پورا نصاب بھی پڑھایا۔ ۱۹۵۴ء میں ملتان میں منعقدہ جمعیت کی ایک تربیت گاہ میں راقم نے پھر یہ نصاب

اسی تدریج کے ساتھ پڑھایا۔ بعد میں جب ساہیوال میں راقم نے ایک 'اسلامی ہاسٹل' قائم کیا تو اس میں مقیم طلبہ کو بھی راقم نے اس پورے نصاب کا درس دیا۔ اس کے بعد جب راقم کراچی میں تھا تو وہاں بھی مقبولِ عام ہاؤسنگ سوسائٹی میں ایک حلقہ قائم کر کے اسی منتخب نصاب کا درس دیا گیا۔ بعدۂ لاہور میں ''حلقہ ہائے مطالعہ قرآن'' کے اس سلسلے کی اساس بھی راقم نے اسی کو بنایا جس نے اللہ کے فضل و کرم سے ایک باقاعدہ تحریک کی صورت اختیار کر لی۔

البتہ اس عرصے کے دوران میں وقتاً فوقتاً راقم اس بنیادی نصاب میں اضافے کرتا رہا۔ جن سے اس نصاب کی ایک واضح بنیاد بھی قائم ہوگئی اور مختلف مقامات کے مضامین میں جو فاصلے تھے وہ بھی بہت حد تک پاٹ دیئے گئے۔ ہوسکتا ہے کہ آئندہ بھی خود راقم یا کوئی اور شخص اس میں مزید مفید اضافے کر سکے۔ تاہم اس وقت راقم کا گمان ہے کہ ایک خاص نقطۂ نظر سے قرآن حکیم کا جو انتخاب انصاب میں کیا گیا ہے وہ بہت حد تک مکمل بھی ہے اور نہایت مفید بھی۔

آگے چلنے سے پہلے اس ''خاص نقطۂ نظر'' کی وضاحت بھی ہو جائے تو اچھا ہے۔ وہ نقطۂ نظر یہ ہے کہ ایک مسلمان کے سامنے یہ بات بالکل واضح ہو جائے کہ اس کے دین کے تقاضے اس سے کیا ہیں اور ان کا رب اس سے کیا چاہتا ہے؟ گویا دین کے تقاضوں اور مطالبوں کا ایک اجمالی لیکن جامع تصور پیش کرنا اس انتخاب کا اصل مقصود ہے، ویسے ضمناً اس سے خود دین کا ایک جامع تصور بھی آپ سے آپ واضح ہو جاتا ہے اور محدود مذہبی تصورات کی جڑیں خود بخود کٹتی چلی جاتی ہیں۔

ایک عرصے سے اس بات کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی کہ اس منتخب نصاب کو یکجا شائع کر دیا جائے۔ لیکن بوجوہ یہ ارادہ پورا نہ ہو سکا۔ اللہ تعالیٰ کی مشیت میں ہر کام کے لئے وقت معین ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ اب اس کی صورت پیدا ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی سے دعا ہے کہ وہ اسے لوگوں کے لئے مفید بنائے اور اسی سے اجر و ثواب کی امید ہے۔

خاکسار اسرار احمد عفی عنہ

حصہ اول

جامع اسباق

درسِ اوّل

لوازمِ نجات

سورۃ العصر کی روشنی میں

درسِ دوم

حقیقتِ برّ وتقویٰ

آیہ بر (سورۃ البقرہ:۱۷۷) کی روشنی میں

درسِ سوم

مقامِ عزیمت

سورۃ لقمان کے دوسرے رکوع کی روشنی میں

درسِ چھارم

حظِّ عظیم

سورۃ حم السجدہ کی آیات ۳۰ تا ۳۶ کی روشنی میں

حصہ اوّل

درسِ اوّل

لوازمِ نجات

سورة العصر کی روشنی میں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالۡعَصۡرِ ① اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَفِىۡ خُسۡرٍ ② اِلَّا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

قسم ہے عصر کی۔ مقرر انسان ٹوٹے میں ہے۔ مگر جو لوگ کہ یقین لائے اور کئے بھلے کام

وَتَوَاصَوۡا بِالۡحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوۡا بِالصَّبۡرِ ③

اور آپس میں تاکید کرتے رہے سچے دین کی، اور آپس میں تاکید کرتے رہے تحمل کی

متذکرہ الصدر 'مقصد' کے تحت اس نصاب کا نہایت موزوں آغاز سورة العصر سے ہوتا ہے جو خسرانِ ابدی سے انسان کے بچاؤ کی چار بنیادی شرائط یا بالفاظ دیگر کامیابی اور فوز وفلاح کے چار ناگزیر لوازم یا نجات کی راہ کے چار سنگ ہائے میل کا تعین کر دیتی ہے یعنی ایمان، عمل صالح، تواصی بالحق اور تواصی بالصبر۔ راقم کے نزدیک یہ سورت صرف اس نصاب ہی کے لئے نہیں، پورے قرآن حکیم کے لئے بمنزلہ اساس ہے اور اس کی حیثیت اس بیج کی سی ہے جس سے قرآن مجید کی تمام تعلیمات کے برگ وبار پھوٹے ہیں۔ واللہ اعلم۔ بہرحال اس نصاب کی جڑ سورہ العصر ہے اور بقیہ پورا نصاب گویا اسی کی تفسیر کی حیثیت رکھتا ہے۔ سورة العصر پر راقم کی ایک تقریر اور ایک تحریر یکجا ''راہِ نجات: سورة العصر کی روشنی میں'' کے نام سے مطبوعہ موجود ہے۔

حصہ اوّل

درسِ دوم

حقیقتِ برّ وتقویٰ

آیۂ برّ (سورۃ البقرہ:۱۷۷) کی روشنی میں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

لَیۡسَ الۡبِرَّ اَنۡ تُوَلُّوۡا وُجُوۡهَکُمۡ قِبَلَ الۡمَشۡرِقِ وَالۡمَغۡرِبِ وَلٰکِنَّ الۡبِرَّ

نیکی کچھ یہی نہیں کہ منہ کرو اپنا مشرق کی طرف یا مغرب کی لیکن بڑی نیکی تو یہ ہے

مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَالۡمَلٰٓئِکَةِ وَالۡکِتٰبِ وَالنَّبِیّٖنَ ج

جو کوئی ایمان لائے اللہ پر اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر اور سب کتابوں پر اور پیغمبروں پر،

وَاٰتَی الۡمَالَ عَلٰی حُبِّهٖ ذَوِی الۡقُرۡبٰی وَالۡیَتٰمٰی وَالۡمَسٰکِیۡنَ وَابۡنَ السَّبِیۡلِ لا

اور دے مال اس کی محبت پر رشتہ داروں کو اور یتیموں کو اور محتاجوں کو اور مسافروں کو،

وَالسَّآئِلِیۡنَ وَفِی الرِّقَابِ ج وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَی الزَّکٰوةَ ج وَالۡمُوۡفُوۡنَ

اور مانگنے والوں کو اور گردنیں چھڑانے میں، اور قائم رکھے نماز اور دیا کرے زکوٰۃ، اور پورا کرنے والے

بِعَهۡدِهِمۡ اِذَا عٰهَدُوۡا ج وَالصّٰبِرِیۡنَ فِی الۡبَاۡسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِیۡنَ الۡبَاۡسِ ط

اپنے اقرار کو جب عہد کریں، اور صبر کرنے والے سختی میں اور تکلیف میں اور لڑائی کے وقت،

اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ صَدَقُوۡا ط وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الۡمُتَّقُوۡنَ ﴿۱۷۷﴾

یہی لوگ ہیں سچے، اور یہی ہیں پرہیزگار

اس نصاب کا دوسرا درس ''آیۂ برّ'' ہے یعنی سورۃ البقرۃ کی آیت ۱۷۷ جس سے نہ صرف یہ کہ نیکی کے ایک محدود مذہبی تصور کی جڑ کٹ جاتی ہے اور نیکی کا ایک جامع اور مکمل

تصور ﴿اَصۡلُهَا ثَابِتٌ﴾ سے لے کر ﴿فَرۡعُهَا فِی السَّمَآءِ﴾ تک واضح ہو جاتا ہے بلکہ اس آیت کی نسبت سورۃ العصر سے کچھ ایسی ہے جیسے ایک بند کلی تھی جو ذرا کھل گئی ہے یعنی ایمان نے بنیادی ایمانیات کی تفصیل کی صورت اختیار کر لی، عملِ صالح کی تین محکم بنیادیں متعین ہو گئیں اور صبر کے مواقع کی بھی قدرے تفصیل آ گئی۔ صرف تواصی بالحق کا ذکر یہاں نہیں ہے اگرچہ تبعاً وہ بھی صبر کے ذیل میں موجود ہے۔ الغرض یہ آیت ہر اعتبار سے اس نصاب کا موزوں ترین درس نمبر۲ ہے۔

❀ ❀ ❀

حصہ اوّل

درسِ سوم

مقامِ عزیمت
اور حکمتِ قرآنی کی اساسات
سورۃ لقمان (رکوع نمبر۲) کی روشنی میں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا لُقْمٰنَ الْحِکْمَةَ اَنِ اشْکُرْ لِلّٰہِ ؕ وَ مَنْ یَّشْکُرْ فَاِنَّمَا یَشْکُرُ لِنَفْسِہٖ ۚ

اور ہم نے دی لقمان کو عقلمندی کہ حق مان اللہ کا، اور جو کوئی حق مانے گا تو مانے گا اپنے بھلے کو،

وَمَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ ﴿۱۲﴾ وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِہٖ وَھُوَ یَعِظُہٗ ۚ

اور جو کوئی منکر ہوگا تو اللہ بے پرواہ ہے سب تعریفوں والا۔ اور جب کہا لقمان نے اپنے بیٹے کو جب اس کو سمجھانے لگا،

یٰبُنَیَّ لَا تُشْرِکْ بِاللّٰہِ ؕ اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ ﴿۱۳﴾ وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ

اے بیٹے شریک نہ ٹھہرائیو اللہ کا، بیشک شریک بنانا بھاری بے انصافی ہے۔ اور ہم نے تاکید کر دی انسان کو

بِوَالِدَیْہِ ۚ حَمَلَتْہُ اُمُّہٗ وَھْنًا عَلٰی وَھْنٍ وَّفِصٰلُہٗ فِیْ عَامَیْنِ

اس کی ماں باپ کے واسطے، پیٹ میں رکھا اس کو اس کی ماں نے تھک تھک کر اور دودھ چھڑانا ہے اس کا دو برس میں

اَنِ اشْکُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْکَ ؕ اِلَیَّ الْمَصِیْرُ ﴿۱۴﴾ وَاِنْ جَاھَدٰکَ عَلٰٓی

کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا، آخر مجھی تک آنا ہے۔ اور اگر وہ دونوں تجھ سے اڑیں اس بات پر

اَنْ تُشْرِکَ بِیْ مَا لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْھُمَا وَصَاحِبْھُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا ز

کہ شریک مان میرا اس چیز کو جو تجھ کو معلوم نہیں تو ان کا کہنا مت مان اور ساتھ دے ان کا دنیا میں دستور کے موافق،

وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ط ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵﴾

اور راہ چل اس کی جو رجوع ہوا میری طرف، پھر میری طرف ہے تم کو پھر آنا پھر میں جتلا دوں گا تم کو جو کچھ تم کرتے تھے۔

يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ

اے بیٹے اگر کوئی چیز ہو برابر رائی کے دانہ کی پھر وہ ہو کسی پتھر میں یا آسمانوں میں یا زمین میں

يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ط اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ﴿۱۶﴾ يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ

لا حاضر کرے اس کو اللہ، بیشک اللہ جانتا ہے چھپی ہوئی چیزوں کو خبر دار ہے۔ اے بیٹے قائم رکھ نماز اور سکھلا بھلی بات

وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ ط اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۱۷﴾

اور منع کر برائی سے اور تحمل کر جو تجھ پر پڑے، بیشک یہ ہیں ہمت کے کام۔

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ط اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ

اور اپنے گال مت پُھلا لوگوں کی طرف اور مت چل زمین پر اِتراتا، بیشک اللہ کو نہیں بھاتا

كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ﴿۱۸﴾ وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ط اِنَّ

کوئی اِتراتا بڑائیاں کرنے والا۔ اور چل بیچ کی چال اور نیچی کر آواز اپنی، بیشک

اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ﴿۱۹﴾ ع

بُری سے بُری آواز گدھے کی آواز ہے۔

اس نصاب کا تیسرا درس سورۂ لقمان کا رکوع نمبر۲ ہے جو پھر ایک دوسرے زاویئے سے سورۃ العصر ہی کی تفصیل ہے۔ یہاں ایمان کے ذیل میں خدا کے شکر کے التزام اور اس کے ساتھ شرک سے اجتناب کا ذکر ہے۔ اعمال صالحہ میں برِّ والدین اور نماز کی تاکید کے علاوہ کبر و غرور سے روکا گیا ہے اور میانہ روی کی تعلیم دی گئی ہے۔ 'تواصی بالحق' کی ایک فرع 'امر بالمعروف اور نہی عن المنکر' پر زور ہے اور صبر کی تاکید ہے۔ گویا سورۃ العصر کے چاروں اجزاء یہاں بھی موجود ہیں۔

ان کے علاوہ یہ رکوع حکمتِ قرآنی کے نہایت اہم اور بنیادی اور اساسی نکات کا حامل

ہے۔یعنی

(۱) یہ کہ فطرت کی صحت اور سلامتی کا لازمی نتیجہ 'شکر' ہے۔

(۲) حکمت کا لازمی تقاضا ہے کہ یہ جذبۂ شکر خدا کی ذات پر مرتکز ہو جائے۔

(۳) خدا کا شکر مستلزم ہے اجتناب ِشرک اور التزام ِتوحید کو۔

(۴) انسان پر جو حقوق عائد ہوتے ہیں وہ سب سے پہلے خالق کے ہیں اور اس کے بعد سب سے مقدم والدین کے۔

(۵) اگر ان دونوں میں ٹکراؤ ہو تو الاقدم فالاقدم کے مصداق خدا کا حق فائق رہے گا۔

(٦) برِّ والدین میں ان کا اتباع لازماً شامل نہیں، اتباع صرف اس کا کیا جانا چاہیے جس نے اپنا رخ خدا کی طرف کر لیا ہو وغیرہ وغیرہ۔

(۷) نیکی اور بدی کا شعور فطرتِ انسانی میں ودیعت شدہ ہے۔

سورۂ لقمان کے رکوع دوم میں وارد شدہ الفاظ ﴿اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ﴾ کی مناسبت سے منتخب نصاب کے اس مرحلے پر ایک مفصل تقریر ''حقیقت واقسام شرک'' کے موضوع پر کی جاتی ہے جو بالعموم دو نشستوں میں مکمل ہوتی ہے۔

❀❀❀

حصہ اوّل

درسِ چہارم

حظِّ عظیم

سورۃ حٰم السجدہ کی آیات ۳۰ تا ۳۶ کی روشنی میں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِنَّ الَّذِیۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا تَتَنَزَّلُ عَلَیۡہِمُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوۡا وَلَا تَحۡزَنُوۡا

تحقیق جنہوں نے کہا رب ہمارا اللہ ہے پھر اسی پر قائم رہے ان پر اترتے ہیں فرشتے کہ تم مت ڈرو اور نہ غم کھاؤ

وَاَبۡشِرُوۡا بِالۡجَنَّۃِ الَّتِیۡ کُنۡتُمۡ تُوۡعَدُوۡنَ ﴿۳۰﴾ نَحۡنُ اَوۡلِیٰٓؤُکُمۡ فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا

اور خوشخبری سنو اس بہشت کی جس کا تم سے وعدہ تھا۔ ہم ہیں تمہارے رفیق دنیا میں

وَفِی الۡاٰخِرَۃِ ۚ وَلَکُمۡ فِیۡہَا مَا تَشۡتَہِیۡۤ اَنۡفُسُکُمۡ وَلَکُمۡ فِیۡہَا مَا تَدَّعُوۡنَ ﴿۳۱﴾

اور آخرت میں، اور تمہارے لئے وہاں ہے جو چاہے جی تمہارا اور تمہارے لئے وہاں ہے جو کچھ مانگو۔

نُزُلًا مِّنۡ غَفُوۡرٍ رَّحِیۡمٍ ﴿۳۲﴾ وَمَنۡ اَحۡسَنُ قَوۡلًا مِّمَّنۡ دَعَاۤ اِلَی اللّٰہِ

مہمانی ہے اس بخشنے والے مہربان کی طرف سے۔ اور اس سے بہتر کس کی بات جس نے بلایا اللہ کی طرف

وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیۡ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ ﴿۳۳﴾ وَلَا تَسۡتَوِی الۡحَسَنَۃُ وَلَا السَّیِّئَۃُ ؕ

اور کیا نیک کام اور کہا میں حکمبردار ہوں۔ اور برابر نہیں نیکی اور نہ بدی،

اِدۡفَعۡ بِالَّتِیۡ ہِیَ اَحۡسَنُ فَاِذَا الَّذِیۡ بَیۡنَکَ وَبَیۡنَہٗ عَدَاوَۃٌ کَاَنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیۡمٌ ﴿۳۴﴾

جواب میں وہ کہہ جو اس سے بہتر ہو پھر تو دیکھ لے کہ تجھ میں اور جس میں دشمنی تھی گویا دوستدار ہے قرابت والا۔

وَمَا یُلَقّٰہَاۤ اِلَّا الَّذِیۡنَ صَبَرُوۡا ۚ وَمَا یُلَقّٰہَاۤ اِلَّا ذُوۡ حَظٍّ عَظِیۡمٍ ﴿۳۵﴾

اور یہ بات ملتی ہے انہی کو جو سہار رکھتے ہیں، اور یہ بات ملتی ہے اس کو جس کی بڑی قسمت ہے۔

وَاِمَّا يَنۡزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيۡطٰنِ نَزۡغٌ فَاسۡتَعِذۡ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ ﴿۳۶﴾

اور جو کبھی چوک لگے تجھ کو شیطان کے چوک لگانے سے تو پناہ پکڑ اللہ کی، بیشک وہی ہے سننے جاننے والا۔

چوتھا درس سورۂ حٰمٓ السجدہ کی آیات ۳۰ تا ۳۶ پر مشتمل ہے اور یہ بھی سورۃ العصر کے چاروں اجزاء پر جامعیت کے ساتھ محیط ہے۔ اس فرق کے ساتھ کہ سورۃ العصر میں ان چاروں اجزاء کی ابتدائی اور کم از کم یا ناگزیر اساسات کا ذکر ہے اور یہاں ان ہی کے بلند ترین مقامات کا تذکرہ ہے چنانچہ ایمان کا لبِّ لباب یہ ہے کہ انسان اللہ ربوبیت پر مطمئن ہو جائے۔ تواصی بالحق کی بلند ترین منزل دعوت الی اللہ ہے اور صبر کا بلند ترین مقام یہ ہے کہ انسان بدی کو جھیلے ہی نہیں بلکہ اس کا جواب نیکی سے دے۔ رہا عملِ صالح تو یہ بجائے خود ایک ایسی جامع اصطلاح ہے جو بیک وقت اصول وفروع اور جڑ اور چوٹی سب پر حاوی ہے۔ گویا کہ یہ مقام ع ''کہ عنقا را بلند است آشیانہ'' کی تفسیر اور انسانیت کے بلند ترین مراتب یا ''حظِّ عظیم'' کی تفصیل ہے یا بالفاظ دیگر یوں کہہ لیا جائے کہ سورۃ العصر نے جس راہ کے ابتدائی مراحل کا ذکر کیا ہے اس مقام پر اس کی انتہائی منزلیں واضح کر دی گئیں۔

متذکرہ بالا چاروں درس جامع تھے، یعنی ان سب میں نجات کے چاروں لوازم کا ذکر موجود ہے۔ آگے اسباق میں ان میں سے ایک ایک جزو کو لے کر ان کی تشریح وتفصیل کی کوشش کی گئی ہے۔ چنانچہ پانچ مقامات ایمان کے ذیل میں ہیں اور چھ مقامات تواصی بالصبر کے سلسلے میں ہیں اور آخر میں ایک جامع سورت کے درس پر اس نصاب کا اختتام ہوتا ہے جس سے گویا ایک بار پھر پورے سبق کی دہرائی ہو جاتی ہے۔ ان مقامات میں سے کچھ مختصر ہیں جنہیں ایک نشست میں بیان کیا جا سکتا ہے اور کچھ طویل ہیں جن کے لئے ایک سے زائد درس درکار ہوں گے۔ لہٰذا آئندہ درسوں کا نمبر متعین نہیں رہے گا یہ تعداد مختلف احوال ومقامات کی مناسبت سے تبدیل ہوتی رہے گی۔

❁ ❁ ❁

حصہ دوم

مباحثِ ایمان

درسِ اوّل

قرآن کے فلسفہ وحکمت کی اساسِ کامل

سورۃ الفاتحہ کی روشنی میں

درسِ دوم

اولوالالباب کے ایمان کی کیفیت

سورۃ آل عمران کے آخری رکوع کی روشنی میں

درسِ سوم

نورِ ایمانی کے اجزائے ترکیبی

سورۃ النور (رکوع ۵) کی روشنی میں

درسِ چہارم

ایمان اور اس کے ثمرات ومضمرات

سورۃ التغابن کی روشنی میں

درسِ پنجم

اثباتِ آخرت کے لئے قرآن کا استدلال

سورۃ القیامہ کی روشنی میں

حصہ دوم

درسِ اوّل

قرآن حکیم کے فلسفہ وحکمت کی اساسِ کامل

سورة الفاتحه

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ① الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ② مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ③

سب تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جو پالنے والا سارے جہان کا۔ بیحد مہربان نہایت رحم والا۔ مالک روزِ جزا کا۔

اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ④ اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ⑤

تیری ہی ہم بندگی کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔ بتلا ہم کو راہ سیدھی۔

صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۙ۬ ⑥ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ ⑦ ع

راہ ان لوگوں کی جن پر تو نے فضل فرمایا۔ جن پر نہ تیرا غصہ ہوا اور نہ وہ گمراہ ہوئے۔

ایمان کے مباحث میں پہلا درس سورۃ الفاتحہ پر مشتمل ہے جو گویا قرآن کے فلسفہ وحکمت کے خلاصے کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہی سبب ہے کہ اسے ''اساس القرآن'' بھی کہا گیا اور ''اُمّ القرآن'' بھی۔ اس سورۂ مبارکہ سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ جہاں تک ایمان باللہ یا توحید اور ایمان بالآخرت یا معاد کا تعلق ہے ان تک تو ایک سلیم الفطرت اور سلیم العقل انسان عقل وفطرت کی رہنمائی میں ازخود بھی رسائی حاصل کرسکتا ہے۔ جس کے نتیجے میں ایک بے پناہ جذبۂ عبادت واستعانت اس کے اندر ابھرتا ہے لیکن جہاں تک ''صراط مستقیم''، یعنی زندگی بسر کرنے کے لئے معتدل اور متوازن طریقے کا معاملہ ہے وہاں انسانی عقل بالکل بے بس ہے اور انسان کے لئے اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے کہ وہ گھٹنے ٹیک کر اللہ سے ہدایت کی درخواست کرے۔ اور اصلاً یہی ایمان بالرسالت کی عقلی بنیاد ہے!

حصہ دوم

درسِ دوم

اولوالالباب کے ایمان کی کیفیت

سورۃ آل عمران کے آخری رکوع کی روشنی میں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَالنَّہَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الۡاَلۡبَابِ ﴿۱۹۰﴾

بیشک آسمان اور زمین کا بنانا اور رات اور دن کا آنا جانا اس میں نشانیاں ہیں عقل والوں کو۔

الَّذِیۡنَ یَذۡکُرُوۡنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّقُعُوۡدًا وَّعَلٰی جُنُوۡبِہِمۡ وَیَتَفَکَّرُوۡنَ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ

وہ جو یاد کرتے ہیں اللہ کو کھڑے اور کروٹ پر لیٹے اور فکر کرتے ہیں پیدائش میں آسمان

وَالۡاَرۡضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقۡتَ ہٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبۡحٰنَکَ فَقِنَا

اور زمین کی، کہتے ہیں اے رب ہمارے تو نے یہ عبث نہیں بنایا، تو پاک ہے سب عیبوں سے سو ہم کو بچا

عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۹۱﴾ رَبَّنَاۤ اِنَّکَ مَنۡ تُدۡخِلِ النَّارَ فَقَدۡ اَخۡزَیۡتَہٗ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِیۡنَ

دوزخ کے عذاب سے۔ اے رب ہمارے جس کو تو نے دوزخ میں ڈالا سو اس کو رسوا کر دیا، اور نہیں کوئی گنہگاروں کا

مِنۡ اَنۡصَارٍ ﴿۱۹۲﴾ رَبَّنَاۤ اِنَّنَا سَمِعۡنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیۡ لِلۡاِیۡمَانِ اَنۡ اٰمِنُوۡا بِرَبِّکُمۡ

مددگار۔ اے رب ہمارے ہم نے سنا کہ ایک پکارنیوالا پکارتا ہے ایمان لانے کو کہ ایمان لاؤ اپنے رب پر

فَاٰمَنَّا ۖ رَبَّنَا فَاغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَکَفِّرۡ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا

سو ہم ایمان لے آئے، اے رب ہمارے اب بخش دے گناہ ہمارے اور دور کردے ہم سے برائیاں ہماری

وَتَوَفَّنَا مَعَ الۡاَبۡرَارِ ﴿۱۹۳﴾ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدۡتَّنَا

اور موت دے ہم کو نیک لوگوں کے ساتھ۔ اے رب ہمارے اور دے ہم کو جو وعدہ کیا تو نے ہم سے

عَلٰی رُسُلِکَ وَلَا تُخۡزِنَا یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ ؕ اِنَّکَ لَا تُخۡلِفُ الۡمِیۡعَادَ ﴿۱۹۴﴾ فَاسۡتَجَابَ لَہُمۡ

اپنے رسولوں کے واسطہ سے اور رسوا نہ کر ہم کو قیامت کے دن بیشک تو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔ پھر قبول کی ان کی دعا

رَبُّہُمۡ اَنِّیۡ لَاۤ اُضِیۡعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنۡکُمۡ مِّنۡ ذَکَرٍ اَوۡ اُنۡثٰی ۚ بَعۡضُکُمۡ مِّنۡۢ بَعۡضٍ ۚ

ان کے رب نے کہ میں ضائع نہیں کرتا محنت کسی محنت کرنیوالے کی تم میں سے مرد ہو یا عورت، تم آپس میں ایک ہو،

فَالَّذِیۡنَ ہَاجَرُوۡا وَ اُخۡرِجُوۡا مِنۡ دِیَارِہِمۡ وَ اُوۡذُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِیۡ وَ قٰتَلُوۡا

پھر وہ لوگ کہ ہجرت کی انہوں نے اور نکالے گئے اپنے گھروں سے اور ستائے گئے میری راہ میں اور لڑے

وَ قُتِلُوۡا لَاُکَفِّرَنَّ عَنۡہُمۡ سَیِّاٰتِہِمۡ وَ لَاُدۡخِلَنَّہُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا

اور مارے گئے البتہ دور کروں گا میں ان سے برائیاں ان کی اور داخل کروں گا ان کو باغوں میں جن کے نیچے بہتی ہیں

الۡاَنۡہٰرُ ۚ ثَوَابًا مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰہِ ؕ وَ اللّٰہُ عِنۡدَہٗ حُسۡنُ الثَّوَابِ ﴿۱۹۵﴾

نہریں، یہ بدلا ہے اللہ کے ہاں سے، اور اللہ کے ہاں ہے اچھا بدلا۔

ایمان کے ذیل میں دوسرا درس سورۂ آلِ عمران کے آخری رکوع کی آیات ۱۹۰ تا ۱۹۵ پر مشتمل ہے۔ یہ آیاتِ مبارکہ ایمان کے سلسلے میں قرآنِ حکیم کے سادہ اور فطری استدلال کو انتہائی اختصار اور جامعیت کے ساتھ پیش کرتی ہیں۔ گویا ان سے اس امر پر روشنی پڑتی ہے کہ ایک صحیح العقل اور سلیم الفطرت انسان کس طرح اولاً آفاق وانفس میں غور وفکر کے نتیجے میں خدا کے وجود، اس کی توحید اور اس کی صفاتِ کمال کا علم حاصل کرتا ہے یا بالفاظ دیگر ایمان باللہ تک رسائی حاصل کرتا ہے۔ پھر کس طرح وہ خدا کی یاد کے التزام (۱) کے ساتھ مزید غور وفکر سے ایمان باللہ کی ایک فرع ہی کی حیثیت سے معاد وآخرت پر ایمان لاتا ہے۔

(۱) بقول علامہ اقبال مرحوم:

جز بہ قرآں ضیغمی رو باہی است — فقرِ قرآں اصلِ شاہنشاہی است
فقرِ قرآں؟ اختلاطِ ذکر و فکر — فکر را کامل نہ دیدم جز بہ ذکر

اور بقول رومی:

ایں قدر گفتیم باقی فکر کُن — فکر اگر جامد بود، رَو ذکر کُن
ذکر آرد فکر را در اہتزاز — ذکر را خورشید ایں افسردہ ساز

اور پھر جب انہی دو اساسی امور پر مشتمل کسی نبی کی دعوت اس کے کانوں میں پڑتی ہے تو کس طرح والہانہ اس پر لبیک کہتا ہے۔اس طرح ان آیات سے گویا 'ایمانِ عقلی' اور 'ایمانِ سمعی' کا باہمی ربط بھی واضح ہو جاتا ہے اور فی الجملہ ایمان کی عقلی و منطقی ترکیب (synthesis) پر بھی روشنی پڑ جاتی ہے۔

آخر میں اس ایمان سے اس صحیح الفطرت انسان کی زندگی میں جو انقلاب آتا ہے اور حق کے لئے وہ جس ایثار و قربانی، صبر وضبط اور ثبات واستقامت کا مظاہرہ کرتا ہے اس کا ذکر ہے اور اس کی ان جانبازیوں اور سرفروشیوں پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے انتہائی تاکیدی انداز میں اجر وثواب کا وعدہ اور پختہ یقین دہانی ہے۔

ایمان کی متذکرہ بالا تین کڑیوں میں سے پہلی یعنی ۔

برگِ درختانِ سبز در نظر ہوشیار

ہر ورقے دفتریست معرفتِ کردگار

کے مصداق کائنات میں ہر چہار طرف پھیلی ہوئی آیاتِ ی پر غور وفکر سے اصحابِ عقل ودانش کے خدا کو پہچاننے اور اس کی توحید اور صفاتِ کمال کا علم حاصل کرنے یا بالفاظِ دیگر اس پر ایمان لانے کی مزید وضاحت کے ضمن میں سورۃ البقرہ کی آیات ۱۶۴ اور ۱۶۵ سے مدد لی جاتی ہے، جن سے مزید ایک اور حقیقت بھی واضح ہو جاتی ہے یعنی یہ کہ معرفتِ خداوندی کا اصل ثمرہ یہ ہے کہ انسان خدا کی محبت سے اس درجہ سرشار ہو جائے کہ بقیہ تمام محبتیں اس کی محبت کے تابع ہو جائیں۔

اسی طرح ایمان کے سلسلۃ الذہب کی دوسری کڑی یعنی تخلیقِ کائنات میں حکمتِ خداوندی کی کارفرمائی اور ہر چیز کی بامقصدیت (purposefulness) کے مشاہدے سے جزا وسزا پر استدلال اور ایمان بالآخرت تک رسائی کی مزید وضاحت کے لئے سورۃ المومنون کی آیات ۱۱۵، ۱۱۶ سے استشہاد کیا جاتا ہے اور اس طرح 'ایمانِ عقلی' کے دونوں اجزاء کی مزید وضاحت بھی ہو جاتی ہے اور سامع پر ''اَلْقُرْاٰنُ یُفَسِّرُ بَعْضُهٗ بَعْضًا'' کی حقیقت بھی منکشف ہو جاتی ہے۔

حصہ دوم

درسِ سوم

نورِ ایمانی کے اجزائے ترکیبی

نورِ فطرت اور نورِ وحی

سورۃ النور (رکوع ۵) کی روشنی میں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَللّٰہُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ مَثَلُ نُوۡرِہٖ کَمِشۡکٰوۃٍ فِیۡہَا مِصۡبَاحٌ ؕ اَلۡمِصۡبَاحُ

اللہ روشنی ہے آسمانوں کی اور زمین کی، مثال اس کی روشنی کی جیسے ایک طاق اس میں ہو ایک چراغ، وہ چراغ

فِیۡ زُجَاجَۃٍ ؕ اَلزُّجَاجَۃُ کَاَنَّہَا کَوۡکَبٌ دُرِّیٌّ یُّوۡقَدُ مِنۡ شَجَرَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ

دھرا ہوا ایک شیشہ میں، وہ شیشہ ہے جیسے ایک تارہ چمکتا ہوا تیل جلتا ہے اس میں ایک برکت کے درخت کا

زَیۡتُوۡنَۃٍ لَّا شَرۡقِیَّۃٍ وَّ لَا غَرۡبِیَّۃٍ ۙ یَّکَادُ زَیۡتُہَا یُضِیۡٓءُ وَ لَوۡ لَمۡ تَمۡسَسۡہُ نَارٌ ؕ

وہ زیتون ہے نہ مشرق کی طرف ہے اور نہ مغرب کی طرف قریب ہے اس کا تیل کہ روشن ہو جائے اگرچہ نہ لگی ہو اس میں آگ،

نُوۡرٌ عَلٰی نُوۡرٍ ؕ یَہۡدِی اللّٰہُ لِنُوۡرِہٖ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ یَضۡرِبُ اللّٰہُ الۡاَمۡثَالَ لِلنَّاسِ ؕ

روشنی پر روشنی، اللہ راہ دکھلا دیتا ہے اپنی روشنی کی جس کو چاہے، اور بیان کرتا ہے اللہ مثالیں لوگوں کے واسطے،

وَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ ﴿۳۵﴾ فِیۡ بُیُوۡتٍ اَذِنَ اللّٰہُ اَنۡ تُرۡفَعَ وَ یُذۡکَرَ فِیۡہَا اسۡمُہٗ ۙ

اور اللہ سب چیز کو جانتا ہے۔ ان گھروں میں کہ اللہ نے حکم دیا ان کو بلند کرنے کا اور وہاں اس کا نام پڑھنے کا

یُسَبِّحُ لَہٗ فِیۡہَا بِالۡغُدُوِّ وَ الۡاٰصَالِ ﴿۳۶﴾ رِجَالٌ ۙ لَّا تُلۡہِیۡہِمۡ تِجَارَۃٌ وَّ لَا بَیۡعٌ عَنۡ ذِکۡرِ اللّٰہِ

یاد کرتے ہیں اس کی وہاں صبح اور شام۔ وہ مرد کہ نہیں غافل ہوتے سودا کرنے میں اور نہ بیچنے میں اللہ کی یاد سے

وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ﴿۳۷﴾

اور نماز قائم رکھنے سے اور زکوٰۃ دینے سے، ڈرتے رہتے ہیں اس دن سے جس میں الٹ جائیں گے دل اور آنکھیں۔

لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ

تا کہ بدلہ دے ان کو اللہ ان کے بہتر سے بہتر کاموں کا اور زیادتی دے ان کو اپنے فضل سے، اور اللہ روزی دیتا ہے

مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۭ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ

جس کو چاہے بے شمار۔ اور جو لوگ منکر ہیں ان کے کام جیسے ریت جنگل میں پیاسا جانے اس کو

مَآءً ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـًٔا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ؕ وَاللّٰهُ

پانی، یہاں تک کہ جب پہنچا اس پر اس کو کچھ نہ پایا اور اللہ کو پایا اپنے پاس پھر اس کو پورا پہنچا دیا اس کا لکھا، اور اللہ

سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۳۹﴾ اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ

جلد لینے والا ہے حساب۔ یا جیسے اندھیرے گہرے دریا میں چڑھی آتی ہے اس پر ایک لہر اس پر ایک اور لہر

مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ؕ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ؕ اِذَاۤ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا ؕ

اس کے اوپر بادل، اندھیرے ہیں ایک پر ایک، جب نکالے اپنا ہاتھ لگتا نہیں کہ اس کو وہ سوجھے،

وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ﴿۴۰﴾ ع

اور جس کو اللہ نے نہ دی روشنی اس کے واسطے کہیں نہیں روشنی۔

ایمان کے ذیل میں تیسرا درس سورۃ النور کے رکوع ۵ پر مشتمل ہے جس کی آیت ۳۵ میں ایک حد درجہ بلیغ تمثیل کے پیرائے میں 'نورِ ایمان کی حقیقت' سمجھائی گئی ہے اور اس کے اجزائے ترکیبی کو واضح کیا گیا ہے۔ یعنی یہ کہ یہ دو اجزاء سے مرکب ہے: ایک نورِ فطرت جس کی مثال اس صاف شفاف تیل کی سی ہے جو گویا کہ منتظر ہوتا ہے کہ جونہی آگ اس کے قریب آئے وہ فوراً بھڑک اٹھے اور دوسرے نورِ وحی جس کی مثال اس آگ کی سی ہے جو فطرت کے صاف روغن کو فوراً مشتعل کر دیتی ہے۔ یہ تمثیل اگرچہ کاملۃً تو صرف صدیقین کے ایمان ہی پر چسپاں ہوتی ہے چونکہ ان ہی کی فطرت کا روغن اتنا شفاف ہوتا ہے کہ وہ نبیؑ کی دعوت پر بغیر کوئی دلیل طلب کئے فوراً ایمان لے آتے ہیں تاہم اس سے اس بنیادی

حقیقت پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ جس طرح بصارتِ ظاہری کے لئے بھی خارج میں روشنی اور آنکھوں میں بینائی دونوں کا ہونا لازم ہے اسی طرح اس بصیرتِ باطنی کے لئے بھی کہ جس کا نام ایمان ہے یہ دونوں چیزیں لازم ہیں کہ خارج میں نورِ وحی ورسالت بھی موجود ہو اور انسان کے باطن میں اس کی فطرت کا نور بھی بالکل بجھ نہ چکا ہو۔ اس طرح یہ تمثیل سلسلۂ ایمان کی تیسری کڑی یعنی 'ایمان بالرسالت' کی حقیقت کو مزید واضح کر دیتی ہے۔

آیات ۳۶ تا ۳۸ میں ان سلیم الفطرت انسانوں کی زندگیوں کی ایک دوسری جھلک دکھائی گئی ہے جو نورِ ایمان سے کماحقہٗ بہرہ ور ہوتے ہیں یعنی مساجد کے ساتھ ان کی محبت، ذکرِ الٰہی کے ساتھ ان کا اُنس اور اس کے لئے ان کا ذوق وشوق اور اس پر ان کا دوام، صلوٰۃ وزکوٰۃ کا التزام اور ان سب کے بعد بھی خشیتِ الٰہی کا غلبہ اور حساب وکتاب اور جزا وسزا کے خیال سے لرزہ براندام رہنا۔

اس مقام پر اس حقیقت کی طرف خاص طور پر توجہ دلائی جاتی ہے کہ 'مردِ مؤمن' کی زندگی کی تصویر کا ایک رخ تو وہ ہے جو سورۂ آل عمران کی آیت ۱۹۵ میں بیان ہوا ہے اور دوسرا رخ یہ ہے جو یہاں سورۃ النور کی آیات ۳۶ تا ۳۸ میں دکھایا گیا ہے اور مکمل تصویر ان دونوں کے امتزاج ہی سے بنتی ہے ایک نقشہ عشق ومحبت، ذوق وشوق اور عبادت وریاضت کا ہے اور دوسرا نقشہ سعی وجہد، مصابرت ومقاومت اور جہاد وقتال کا۔ اور بات تبھی بنتی ہے جب یہ دونوں پہلو موجود ہوں۔ یعنی وہی بات جو دشمنوں نے ان الفاظ میں بیان کی تھی کہ ''هُمْ بِاللَّيْلِ رُهْبَانٌ وَّبِالنَّهَارِ فُرْسَانٌ'' (یہ لوگ تو رات کے راہب ہیں اور دن کے شہسوار!)

اس رکوع کی بقیہ آیات میں دو تمثیلوں کے پیرائے میں ایک تو ''نور علیٰ نور'' کے بالکل برعکس ﴿ظُلُمٰتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ﴾ کا نقشہ کھینچا گیا ہے اور یہ ان لوگوں کی مثال ہے جو ایک طرف تو نورِ وحی ونبوت سے بالکل محروم رہے اور دوسری طرف ان کا نورِ فطرت بھی بالکل بجھ چکا، چنانچہ اب ان کے پاس نہ تو نورِ ایمان کی کوئی جھلک ہے نہ کسی نیکی یا بھلائی کی کوئی روشنی، حتیٰ کہ ان کی زندگی ریاکارانہ نیکی کی ملمع سازی والی جھوٹی چمک سے بھی بالکل خالی نظر آتی ہے۔ اور دوسرے ایک درمیانی کردار کی نقشہ کشی کی گئی ہے جن کے پاس ایمان

ہے تو صرف زبانی اقرار اور دعویٰ کی حد تک، قلب کی تصدیق سے بالکل تہی دست، اور اگر کوئی نیکی یا صدقہ و خیرات ہے تو محض ریا و سمعہ کی خاطر، خلوص اور اخلاص سے بالکل خالی۔ ان کی مثال اس پیاسے کی سی ہے جو سراب کو پانی سمجھ کر اس کے پیچھے دوڑتا ہے اور آخر کار تباہی و ہلاکت سے دوچار ہو کر رہتا ہے۔

❁❁❁

حصۂ دوم

درسِ چہارم

ایمان اور اس کے ثمرات و مضمرات

سورۃ التغابن کی روشنی میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ز

پاکی بول رہا ہے اللہ کی جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں، اسی کا راج ہے اور اسی کو تعریف ہے،

وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١﴾ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ ط

اور وہی ہر چیز کر سکتا ہے۔ وہی ہے جس نے تم کو بنایا پھر کوئی تم میں منکر ہے اور کوئی تم میں ایماندار،

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿٢﴾ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ

اور اللہ جو تم کرتے ہو دیکھتا ہے۔ بنایا آسمانوں کو اور زمین کو تدبیر سے اور صورت کھینچی تمہاری پھر اچھی بنائی

صُوَرَكُمْ ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿٣﴾ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ

تمہاری صورت، اور اس کی طرف سب کو پھر جانا ہے۔ جانتا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور جانتا ہے

مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ط وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ ۢبِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿٤﴾ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ

جو تم چھپاتے ہو اور جو کھول کر کرتے ہو، اور اللہ کو معلوم ہے جیؤں کی بات۔ کیا پہنچی نہیں تم کو خبر ان لوگوں کی

كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ز فَذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٥﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ كَانَتْ

جو منکر ہو چکے ہیں پہلے، پھر انہوں نے چکھی سزا اپنے کام کی اور ان کو عذاب دردناک ہے۔ یہ اس لئے کہ لاتے تھے

تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا ز فَكَفَرُوْا وَتَوَلَّوْا

ان کے پاس ان کے رسول نشانیاں پھر کہتے کیا آدمی ہم کو راہ سمجھائیں گے، پھر منکر ہوئے اور منہ موڑ لیا

وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ ط وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ﴿٦﴾ زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا ط

اوراللہ نے بے پروائی کی،اوراللہ بے پرواہے سب تعریفوں والا۔دعویٰ کرتے ہیں منکر کہ ہرگز ان کو کوئی نہ اٹھائے گا،

قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ط وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿٧﴾

تو کہہ کیوں نہیں قسم ہے میرے رب کی تم کو بیشک اٹھانا ہے پھر تم کو جتلانا ہے جو کچھ تم نے کیا،اور یہ اللہ پر آسان ہے۔

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا ط وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿٨﴾

سو ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس نور پر جو ہم نے اتارا،اور اللہ کو تمہارے سب کام کی خبر ہے۔

يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ ط وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ

جس دن تم کو اکٹھا کرے گا جمع ہونے کے دن وہ دن ہے ہار جیت کا،اور جو کوئی یقین لائے اللہ پر اور کرے کام

صَالِحًا يُّكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ

بھلا اتار دیگا اس پر سے اس کی برائیاں اور داخل کرے گا اس کو باغوں میں جن کے نیچے بہتی ہیں ندیاں رہا کریں

فِيْهَآ اَبَدًا ط ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿٩﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ

ان میں ہمیشہ،یہی ہے بڑی مراد ملنی۔اور جو لوگ منکر ہوئے اور جھٹلائیں انہوں نے ہماری آیتیں وہ لوگ ہیں

النَّارِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ط وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿١٠﴾ ع مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ط وَمَنْ

دوزخ والے رہا کریں اسی میں،اور بری جگہ جا پہنچے۔نہیں پہنچتی کوئی تکلیف بدون حکم اللہ کے،اور جو کوئی

يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ ط وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿١١﴾ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ج

یقین لائے اللہ پر وہ راہ بتلائے اس کے دل کو،اور اللہ کو ہر چیز معلوم ہے۔اور حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا،

فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿١٢﴾ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط

پھر اگر تم منہ موڑو تو ہمارے رسول کا تو یہی کام ہے پہنچا دینا کھول کر۔اللہ اس کے سوائے کسی کی بندگی نہیں،

وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿١٣﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ

اور اللہ پر چاہیئے بھروسہ کریں ایمان والے۔ اے ایمان والو تمہاری بعض جورؤیں اور اولاد

عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴﴾

دشمن ہیں تمہارے سوان سے بچتے رہو، اور اگر معاف کرو اور درگزرو اور بخشو تو اللہ ہے بخشنے والا مہربان ۔

اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ؕ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۵﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ

تمہارے مال اور تمہاری اولا دیہی ہیں جانچنے کو، اور اللہ جو ہے اس کے پاس ہے ثواب بڑا۔ سوڈرو اللہ سے

مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ؕ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ

جہاں تک ہو سکے اور سنو اور مانو اور خرچ کرو اپنے بھلے کو، اور جس کو بچا دیا اپنے جی کے لالچ سے

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۶﴾ اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ

سو وہ لوگ وہی مراد کو پہنچے۔ اگر قرض دو اللہ کو اچھی طرح پر قرض دیناوہ دونا کر دے تم کو اور تم کو بخشے،

وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۷﴾ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۸﴾ ع

اور اللہ قدر دان ہے تحمل والا۔ جاننے والا پوشیدہ اور ظاہر کا زبردست حکمت والا۔

ایمان کی بحث کے ذیل میں چوتھے نمبر پر سورۃ التغابن پڑھی جاتی ہے جو عموماً دو نشستوں ہی میں پڑھی جاسکتی ہے۔ ایک میں اس کا رکوعِ اول اور دوسری میں رکوعِ ثانی۔ اس سورت کے مضامین کی ترتیب اس اعتبار سے بڑی عجیب ہے کہ اس کے رکوع اول میں ایمان کے تینوں اجزاء کو صرف بیان (Narrate) کر دیا گیا ہے۔ استدلال کا پہلو یہاں بھی اگرچہ موجود ہے تاہم بہت خفی اور دوسرے رکوع میں ایمان کے بعض مضمرات اور مقدرات کو بھی کھول دیا گیا ہے اور اس کے اہم ثمرات کی وضاحت بھی کر دی گئی ہے۔

چنانچہ رکوع اول میں سب سے پہلے خدا کی ہستی، اس کی توحید اور اس کی صفاتِ کمال پر آیاتِ آفاقی کی شہادت کو اس پیرائے میں بیان کیا گیا ہے کہ آسمان وزمین میں جو کچھ ہے، اللہ کی تسبیح کر رہا ہے اور پھر اس کے مرتبہ ومقام اور اس کی بعض صفاتِ کمال خصوصاً قدرت اور علم کا بیان ہے۔ پھر رسالت کے ذیل میں رسولوں کی تکذیب کرنے والی قوموں کے عذابِ الٰہی سے ہلاک ہونے کا بیان بھی ہے اور رسالت کے باب میں ان کی اس اصل

گمراہی کا ذکر بھی کر دیا گیا ہے کہ انہوں نے بشریت اور نبوت و رسالت کو ایک دوسرے کی ضد خیال کیا۔ (۱) اس کے بعد منکرین بعث بعد الموت کی شدت کے ساتھ تردید اور قیامِ قیامت اور حشر و نشر اور جزا و سزا کا بیان اور اس حقیقت کا اظہار ہے کہ اصل ہار جیت اور کامیابی و ناکامی کا فیصلہ قیامت کے دن ہوگا۔ اور آخر میں اللہ، رسول، کتاب اور آخرت پر ایمان کی پُر زور دعوت ہے۔

دوسرے رکوع میں، جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا ایمان کے مضمرات اور ثمرات کا بیان ہے یعنی: (i) تسلیم و رضا (ii) اطاعت و انقیاد، (iii) توکل و اعتماد (iv) علائقِ دنیوی کی فطری محبت کے پردے میں انسان کے دین و ایمان اور آخرت و عاقبت کے لئے جو بالقوہ (Potential) خطرہ مضمر ہے اس سے متنبہ اور چوکس و چوکنا رہنا۔ البتہ یہ بھی نہ ہو کہ انسان گھر کو میدانِ جنگ ہی بنا ڈالے۔ اس کے برعکس بہتر ہے کہ عفو و درگزر کی روش اختیار کی جائے۔ (v) تقویٰ (vi) سمع و طاعت اور (vii) انفاق فی سبیل اللہ جس کی اہمیت پر سب سے زیادہ زور دیا گیا ہے۔

اس طرح یہ سورت ایمان کے بیان میں نہایت جامع ہے کہ اس کے اجزائے ثلاثہ کی تفصیل بھی اس میں آ گئی اور اس سے انسان کے نقطۂ نظر، طرزِ فکر اور ذہنی روش میں جو تبدیلیاں آنی چاہئیں اور اس کے طرزِ عمل اور معاملاتِ دنیوی میں اس کے عملی رویے میں جو انقلاب برپا ہو جانا چاہئے، اس کا بیان بھی ہو گیا۔ اس سورت کا دوسرا رکوع ایک کسوٹی ہے جس پر انسان اپنے ایمان کو پرکھ کر دیکھ سکتا ہے کہ واقعۃً ایمان موجود ہے یا نہیں اور ہے تو کتنا ہے اور کیسا؟

❀ ❀ ❀

---

(۱) اس مقام پر راقم اس حقیقت کو وضاحت سے بیان کیا کرتا ہے کہ اصل مرض ایک ہی ہے یعنی بشریت اور نبوت و رسالت کا ایک دوسرے سے استبعاد جس کا ظہور ایک شکل میں اس طرح ہوتا ہے کہ لوگ اس بنا پر رسول کی رسالت کا انکار کر دیتے ہیں کہ یہ تو بشر ہیں نبی یا رسول کیسے ہو سکتے ہیں اور دوسری طرف اسی مرض کا ظہور اس شکل میں ہوتا ہے کہ نبوت و رسالت کا اقرار کر لینے والے نبی یا رسول کی بشریت کا انکار کر بیٹھتے ہیں اور خود ان کو ماوراء البشر قرار دے کر الوہیت کے مقام پر لا بٹھاتے ہیں۔

حصہٴ دوم

درسِ پنجم

اثباتِ آخرت کیلئے قرآن کا استدلال

سورۃ القیامہ کی روشنی میں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ (۱) وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ (۲) اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ

قسم کھاتا ہوں قیامت کے دن کی۔ اور قسم کھاتا ہوں جی کی کہ جو ملامت کرے برائی پر۔ کیا خیال رکھتا ہے آدمی

اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ (۳) بَلٰى قٰدِرِيْنَ عَلٰٓى اَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ (۴) بَلْ يُرِيْدُ الْاِنْسَانُ

کہ جمع نہ کریں گے ہم اس کی ہڈیاں۔ کیوں نہیں ہم ٹھیک کر سکتے ہیں اس کی پوریاں۔ بلکہ چاہتا ہے آدمی

لِيَفْجُرَ اَمَامَهٗ (۵) يَسْئَلُ اَيَّانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ (۶) فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ (۷)

کہ ڈھٹائی کرے اس کے سامنے۔ پوچھتا ہے کب ہو گا دن قیامت کا۔ پھر جب چندھیانے لگے آنکھ۔

وَخَسَفَ الْقَمَرُ (۸) وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ (۹) يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّ (۱۰)

اور گہہ جائے چاند۔ اور اکٹھے ہوں سورج اور چاند۔ کہے گا آدمی اس دن کہاں چلا جاؤں بھاگ کر۔

كَلَّا لَا وَزَرَ (۱۱) اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ نِالْمُسْتَقَرُّ (۱۲) يُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍۢ بِمَا

کوئی نہیں کہیں نہیں ہے بچاؤ۔ تیرے رب تک ہے اس دن جا ٹھہرنا۔ جتلا دیں گے انسان کو اس دن جو اس نے

قَدَّمَ وَاَخَّرَ (۱۳) بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ (۱۴) وَّلَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ (۱۵)

آگے بھیجا اور پیچھے چھوڑا۔ بلکہ آدمی اپنے واسطے آپ دلیل ہے۔ اور پڑا لا ڈالے اپنے بہانے۔

لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ (۱۶) اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ

نہ چلا تو اس کے پڑھنے پر اپنی زبان تا کہ جلدی اس کو سیکھ لے۔ وہ تو ہمارا ذمہ ہے اس کو جمع رکھنا تیرے سینہ میں

وَقُرْاٰنَهٗ ﴿۱۷﴾ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ﴿۱۸﴾ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا

اور پڑھنا تیری زبان سے۔ پھر جب ہم پڑھنے لگیں فرشتہ کی زبانی تو ساتھ رہ اس کے پڑھنے کے۔ پھر مقرر ہمارا ذمہ ہے

بَيَانَهٗ ﴿۱۹﴾ كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ ﴿۲۰﴾ وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ ﴿۲۱﴾ وُجُوْهٌ

اس کو کھول کر بتلانا۔ کوئی نہیں پر تم چاہتے ہو جو جلد (آئے)۔ اور چھوڑتے ہو جو دیر میں آئے۔ کتنے منہ

يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿۲۲﴾ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿۲۳﴾ وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍۢ بَاسِرَةٌ ﴿۲۴﴾ تَظُنُّ

اس دن تازہ ہیں۔ اپنے رب کی طرف دیکھنے والے۔ اور کتنے منہ اس دن اداس ہیں۔ خیال کرتے ہیں

اَنْ يُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ﴿۲۵﴾ كَلَّآ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ﴿۲۶﴾ وَقِيْلَ مَنْ سكتة رَاقٍ ﴿۲۷﴾

کہ ان پر وہ آئے جس سے ٹوٹے کمر۔ ہرگز نہیں جس وقت جان پہنچے ہانس تک۔ اور لوگ کہیں کون ہے جھاڑنے والا۔

وَّظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ ﴿۲۸﴾ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ﴿۲۹﴾ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ۨالْمَسَاقُ ﴿۳۰﴾ ع

اور وہ سمجھا کہ اب آیا وقت جدائی کا۔ اور لپٹ گئی پنڈلی پر پنڈلی۔ تیرے رب کی طرف ہے اس دن کھنچ کر چلا جانا۔

فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى ﴿۳۱﴾ وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿۳۲﴾ ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ يَتَمَطّٰى ﴿۳۳﴾

پھر نہ یقین لایا اور نہ نماز پڑھی۔ پھر جھٹلایا اور منہ موڑا۔ پھر گیا اپنے گھر کو اکڑتا ہوا۔

اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ﴿۳۴﴾ ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ﴿۳۵﴾ اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى ﴿۳۶﴾

خرابی تیری خرابی پر خرابی تیری۔ پھر خرابی تیری خرابی پر خرابی تیری۔ کیا خیال رکھتا ہے آدمی کہ چھوٹا رہے گا بے قید۔

اَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ يُّمْنٰى ﴿۳۷﴾ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰى ﴿۳۸﴾ فَجَعَلَ مِنْهُ

بھلا نہ تھا وہ ایک بوند منی کی جو ٹپکی۔ پھر تھا لہو جما ہوا پھر اس نے بنایا اور ٹھیک کر اٹھایا۔ پھر کیا اس میں

الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ﴿۳۹﴾ اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ﴿۴۰﴾ ع

جوڑا نر اور مادہ۔ کیا یہ خدا زندہ نہیں کر سکتا مُردوں کو۔

متذکرہ بالا چار مقامات کے درس سے ایمان کی بحث اگرچہ مکمل ہو جاتی ہے لیکن ایمانیات کے ذیل میں قرآن حکیم میں خاص طور پر جس قدر زور ایمان بالآخرت پر دیا گیا ہے اور خصوصاً انسان کے عمل پر جتنا اثر قیامِ قیامت، حشر و نشر، حساب و کتاب اور جزا و سزا

کے یقین سے پڑتا ہے اس کے پیش نظر ایک مزید درس خاص اسی موضوع پر شاملِ نصاب کیا گیا ہے۔ یعنی سورۃ القیامہ مکمل جس میں قیامِ قیامت اور جزاوسزا کے لئے مثبت استدلال کو تو دو قسموں کی صورت میں بیان کر دیا گیا ہے اور منفی طور پر منکرینِ قیامت کے موقف کا کامل ابطال کر دیا گیا ہے اور ان کے اعتراضات اور دلائل کی قلعی کھول دی گئی ہے۔ چنانچہ ایک طرف تو قیامت کے بارے میں ان کے استعجاب اور استبعاد کو دور کرنے کے لئے خدا کی اس قدرتِ کاملہ کی طرف توجہ مبذول کرائی گئی جس کا سب سے بڑا مظہر خود انسان کی اپنی پیدائش ہے اور دوسری طرف منکرینِ قیامت کی گمراہی کا اصل سبب بھی بیان کر دیا۔ اوران کے مرض کی اصل تشخیص بھی کر دی گئی یعنی حبِ عاجلہ میں گرفتار اور فسق وفجور کا عادی اور ظلم وتعدی کا خوگر ہو جانا جس کی بنا پر انسان حساب وکتاب اور جزاوسزا کے تصور تک سے بھاگتا ہے اور اس کبوتر کے مانند جو بلی کو دیکھ کر آنکھیں بند کر لیتا ہے، نہیں چاہتا کہ خواہ مخواہ قیامت، حشر ونشر، حساب وکتاب اور جزاوسزا کے تصور سے اپنے موجودہ عیش کو مکدر اور منغص کرے۔ واقعہ یہ ہے کہ زبان سے انسان چاہے جو کچھ کہے، اس کے انکارِ قیامت کا اصل سبب وہی ہے جو سورۃ القیامہ میں ﴿ بَلْ يُرِيْدُ الْاِنْسَانُ لِيَفْجُرَ اَمَامَهٗ ﴾ اور ﴿ كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ ﴾ کے الفاظ مبارکہ میں بیان ہوا۔

ضمنی طور پر ایک نہایت لطیف پیرائے میں یہ حقیقت بھی کھول دی گئی کہ خود دعوتِ دین اور ابلاغ وتبلیغ حتیٰ کہ تحصیل علم کے معاملے میں بھی 'عجلت پسندی' سے اجتناب کیا جانا چاہیے۔

❀ ❀ ❀

حصہ سوم

مباحثِ عملِ صالح

درسِ اوّل

تعمیر سیرت کی اساسات

سورۃ المؤمنون اور سورۃ المعارج کی روشنی میں

درسِ دوم

بندۂ مومن کی شخصیت کے خدوخال

سورۃ الفرقان کے آخری رکوع کی روشنی میں

درسِ سوم

عائلی زندگی کے بنیادی اصول

سورۃ التحریم کی روشنی میں

درسِ چہارم

سماجی اور معاشرتی اقدار

سورۃ بنی اسرائیل کی روشنی میں

درسِ پنجم

مسلمانوں کی سیاسی وملی زندگی کے رہنما اصول

سورۃ الحجرات کی روشنی میں

ایمان کے مباحث کے بعد 'عملِ صالح' کی تشریح پر مشتمل چھ مقامات شاملِ نصاب ہیں اور وہ گویا کہ سورۃ العصر میں بیان شدہ لوازمِ نجات میں سے دوسری لازمی شرط یعنی ﴿وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾ ہی کی تفسیرِ مزید ہیں۔ اس لئے کہ ازروئے قرآن انسان کی مطلوبہ سیرت و کردار کا پورا ڈھانچہ بغایتِ اختصار ان تین مقامات میں بیان ہو چکا ہے جو سورۃ العصر کے فوراً بعد 'جامع اسباق' کی حیثیت سے شاملِ نصاب ہیں۔ اور پھر اس کی کسی قدر وضاحت بھی ایمان کے مباحث میں ہو چکی ہے۔ چنانچہ آیۂ بر (سورۃ البقرہ ۱۷۷) میں ایک صحیح معنی میں 'نیک' اور 'شریف' انسان کی شخصیت کا پورا خاکہ موجود ہے۔ پھر سورۂ لقمان کے دوسرے رکوع میں بھی ایک 'حقیقت بیں' اور 'فرض شناس' انسان کی شخصیت کا کامل ہیولیٰ موجود ہے۔ اور سورۂ حٰمٓ السجدہ کی آیات ۳۰ تا ۳۶ میں بھی ایک حقیقی معنوں میں 'بندۂ رب' کی پوری تصویر کشی کر دی گئی ہے۔ اور پھر ان سے بھی کہیں زیادہ وضاحت اور جامعیت کے ساتھ مباحثِ ایمان کے ذیل میں ایک 'مردِ مومن' کا پورا کردار سامنے آ چکا ہے، جس کے 'خارج' کے دو پہلو یا ظاہری تصویر کے دو رخ سورۂ آلِ عمران کے آخری اور سورۃ النور کے پانچویں رکوع سے واضح ہو گئے (یعنی مؤخر الذکر مقام پر تعبدی پہلو جو عشق و محبت، ذوق و شوق، عبادت و ریاضت، ذکر و شغل، انابت و اخبات اور خوف و خشیت کا رنگ لئے ہوئے ہے۔ اور مقدم الذکر مقام پر مجاہدانہ پہلو جو جہاد و قتال، مصابرت و مقاومت، ایذا و ابتلاء اور ہجرت و انقطاع کی شان رکھتا ہے) اور اس کی تکمیل سورۃ التغابن کے دوسرے رکوع سے ہو گئی جس نے ایمان کی داخلی کیفیات اور اس کے باطنی نتائج و ثمرات (یعنی تسلیم و رضا، توکل و اعتماد، اطاعت و انقیاد وغیرہ) کو بیان کر کے گویا قرآن کے 'مردِ مؤمن' کی شخصیت کا 'عرضِ ثالث' (Third Dimension) بھی واضح کر دیا جس سے ایک زندہ اور جیتی جاگتی انسانی شخصیت پورے طور پر نگاہوں کے سامنے آ گئی۔ اور قرآن کے انسانِ مطلوب کا پورا ہیولیٰ واضح ہو گیا۔

اسی کی مزید وضاحت کے لئے قرآن مجید کے چھ اور مقامات کو داخلِ نصاب کیا گیا ہے جن میں سے پہلے تین مقامات زیادہ تر انسان کی نجی شخصیت اور اس کی ذاتی سیرت

وکردار سے بحث کرتے ہیں اور بقیہ تین مقامات انسان کی اجتماعی زندگی کے مختلف گوشوں پر روشنی ڈالتے ہیں۔ذیل میں ان کو سلسلہ وار بیان کیا جاتا ہے۔

اس سلسلے کے پہلے دو مقامات سورۃ المومنون کی ابتدائی آیات (ایک تا گیارہ) اور سورۃ المعارج کی آیات ۱۹ تا ۳۵ پر مشتمل ہیں۔اور (چونکہ ان میں حیرت انگیز مشابہت اور مماثلت پائی جاتی ہے۔لہٰذا دراصل) یہ دونوں مل کر ایک درس بنتے ہیں اور انہیں ایک ہی نشست میں بیان کیا جاسکتا ہے۔

حصہ ٔسوم

درسِ اوّل

تعمیرِ سیرت کی اساسات

سورۃ المؤمنون اور سورۃ المعارج کی روشنی میں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ① الَّذِیۡنَ هُمۡ فِیۡ صَلَاتِهِمۡ خَاشِعُوۡنَ ② وَالَّذِیۡنَ هُمۡ عَنِ اللَّغۡوِ

کام نکال لے گئے ایمان والے۔ جو اپنی نماز میں جھکنے والے ہیں۔ اور جو نکمی بات پر

مُعۡرِضُوۡنَ ③ وَالَّذِیۡنَ هُمۡ لِلزَّکٰوۃِ فَاعِلُوۡنَ ④ وَالَّذِیۡنَ هُمۡ لِفُرُوۡجِهِمۡ حٰفِظُوۡنَ ⑤

دھیان نہیں کرتے۔ اور جو زکوٰۃ دیا کرتے ہیں۔ اور جو اپنی شہوت کی جگہ کو تھامتے ہیں۔

اِلَّا عَلٰۤی اَزۡوَاجِهِمۡ اَوۡ مَا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُهُمۡ فَاِنَّهُمۡ غَیۡرُ مَلُوۡمِیۡنَ ⑥ فَمَنِ ابۡتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِکَ

مگر اپنی عورتوں پر یا اپنے ہاتھ کے مال باندیوں پر سو ان پر نہیں کچھ الزام۔ پھر جو کوئی ڈھونڈے اس کے سوا

فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الۡعٰدُوۡنَ ⑦ وَالَّذِیۡنَ هُمۡ لِاَمٰنٰتِهِمۡ وَعَهۡدِهِمۡ رٰعُوۡنَ ⑧ وَالَّذِیۡنَ

سو وہی ہیں حد سے بڑھنے والے۔ اور جو اپنی امانتوں سے اور اپنے قرار سے خبردار ہیں۔ اور جو

هُمۡ عَلٰی صَلَوٰتِهِمۡ یُحَافِظُوۡنَ ⑨ اُولٰٓئِکَ هُمُ الۡوٰرِثُوۡنَ ⑩ الَّذِیۡنَ یَرِثُوۡنَ الۡفِرۡدَوۡسَ ط

اپنی نمازوں کی خبر رکھتے ہیں۔ وہی ہیں میراث لینے والے۔ جو میراث پائینگے باغ ٹھنڈی چھاؤں کے،

هُمۡ فِیۡهَا خٰلِدُوۡنَ ⑪

وہ اسی میں ہمیشہ رہیں گے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِنَّ الۡاِنۡسَانَ خُلِقَ هَلُوۡعًا ⑲ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوۡعًا ⑳ وَّاِذَا مَسَّهُ الۡخَیۡرُ مَنُوۡعًا ㉑

بنا ہے جی کا کچا۔ جب پہنچے اس کو برائی تو بے صبرا۔ اور جب پہنچے اس کو بھلائی تو بے توفیقا۔

اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ ﴿۲۲﴾ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ

مگر وہ نمازی۔ جو اپنی نماز پر قائم ہیں۔ اور جن کے مال میں حصہ

مَّعْلُوْمٌ ﴿۲۴﴾ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ﴿۲۵﴾ وَالَّذِيْنَ يُصَدِّقُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۲۶﴾ وَالَّذِيْنَ

مقرر ہے۔ مانگنے والے اور ہارے ہوئے کا۔ اور جو یقین کرتے ہیں انصاف کے دن پر۔ اور جو لوگ

هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ﴿۲۷﴾ اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَاْمُوْنٍ ﴿۲۸﴾

کہ اپنے رب کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ بیشک ان کے رب کے عذاب سے کسی کو نڈر نہ ہونا چاہئے۔

وَّالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ﴿۲۹﴾ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ

اور جو اپنی شہوت کی جگہ کی حفاظت کرتے ہیں۔ مگر اپنی جوروؤں سے یا اپنے ہاتھ کے مال سے سو ان پر

غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ﴿۳۰﴾ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَالَّذِيْنَ

نہیں کچھ اُلاہنا۔ پھر جو کوئی ڈھونڈے اس کے سوائے سو وہی ہیں حد سے بڑھنے والے۔ اور جو لوگ

هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِشَهٰدٰتِهِمْ قَآئِمُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَالَّذِيْنَ

کہ اپنی امانتوں اور اپنے قول کو نباہتے ہیں۔ اور جو اپنی گواہیوں پر سیدھے ہیں۔ اور جو

هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ﴿۳۴﴾ اُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ ﴿۳۵﴾ ع

اپنی نماز سے خبردار ہیں۔ وہی لوگ ہیں باغوں میں عزت سے۔

ان دونوں مقامات کے مطالعے سے وہ بنیادی اصول واضح ہو جاتے ہیں جن پر قرآن مجید کے 'انسانِ مطلوب' کی ذاتی شخصیت اور انفرادی سیرت کا قصرِ تعمیر کیا جا سکتا ہے۔ گویا کہ ان مقامات پر بیان شدہ صفات مل کر وہ بنیاد کا پتھر (Rock Foundation) مہیا کرتی ہیں جس کے بغیر اسلامی سیرت و کردار کی تعمیر ایک خیالِ خام اور امیدِ موہوم ہے۔

ان اساسات میں اولین اور اہم ترین اساس نماز ہے جس کو دونوں جگہوں پر اولین صفت کی حیثیت سے بھی بیان کیا گیا اور آخری صفت کی حیثیت سے بھی۔ گویا کہ یہ ایک

مسلمان کی زندگی کی ابتداء بھی ہے اور انتہا بھی۔ اور اس کی شخصیت کی عمارت کا سنگ بنیاد بھی ہے اور اس کی بلند ترین منزل بھی، بلکہ یوں کہنا زیادہ صحیح ہوگا کہ اس کے شہرِ زندگی کی ایسی فصیل ہے جس نے پورے طور پر اس کی زندگی کا احاطہ کرلیا ہے اور اسے کاملۃً اپنے حصار میں لے لیا ہے۔ اسی حقیقت کو مزید اس طرح واضح کیا گیا کہ سورۃ المؤمنون میں جس جگہ 'المؤمنون' کا لفظ استعمال ہوا سورۃ المعارج میں وہاں 'المصلین' کی اصطلاح رکھ دی گئی۔ گویا 'مسلمان' اور 'نمازی' لازم وملزوم ہیں، یا باہم دگر مترادف وہم معنی۔ مزید یہ کہ نماز کی روح یعنی خشوع کی اہمیت تو اس طرح واضح کر دی گئی کہ سب سے پہلے ذکر اسی کا ہوا لیکن ساتھ ہی یہ حقیقت بھی کھول دی گئی کہ اس کی اصل جان دوام ومحافظت ہے۔ چنانچہ دونوں مقامات کو بیک وقت نگاہ میں رکھئے تو معلوم ہوتا ہے کہ خشوع کا ذکر صرف ایک بار ہوا ہے جب کہ دوام ومحافظت کا تین بار۔

دوسری صفت استحضارِ آخرت ہے جس کا ذکر سورۃ المعارج میں ''تصدیق یوم الدین'' اور ''خوفِ عذاب وعقوبت'' کی صورت میں کیا گیا اور جس کا ماحصل ''اعراض عن اللغو'' کے عنوان سے سورۃ المؤمنون میں بیان کردیا گیا۔

تیسری صفت تزکیۂ نفس اور تصفیۂ قلب کے حصول کے لئے انفاق فی سبیل اللہ اور صدقہ وخیرات پر مسلسل عامل رہنا ہے جس کی طرف دونوں مقامات پر گہرے اور بلیغ اشارے کردیئے گئے۔ چنانچہ سورۃ المؤمنون میں ﴿لِلزَّكٰوةِ فَاعِلُوْنَ﴾ کے الفاظ سے اس عمل کے دوام اور تسلسل کی طرف اشارہ کردیا گیا اور سورۃ المعارج میں اسے ''حق'' سے تعبیر کرکے صدقہ وخیرات کی اصل روح کی طرف توجہ دلا دی گئی۔

چوتھی صفت 'ضبطِ شہوت' (Sex Discipline) ہے جس کے ذیل میں ایک طرف آزاد شہوت رانی کی افراط اور دوسری طرف راہبانہ نفس کشی کی تفریط دونوں کی نفی اور تردید کرتے ہوئے اعتدال کی راہ کو واضح کردیا گیا۔

اس کے بعد بین الانسانی معاملات کا ذکر ہے، جہاں انسان کی سیرت وکردار کی اصل جانچ ہوتی ہے اور انسان کی اصل حقیقت کھلتی ہے کہ وہ فی الواقع کتنے پانی میں ہے۔ اس

ضمن میں انسان کی پوری زندگی کے تمام 'معاملات' کی صحت اور درستی کے لئے انسانی سیرت میں تین لازمی بنیادی اوصاف کی نشاندہی کی گئی ہے یعنی امانت، عہد اور شہادت۔ ان میں سے بھی چونکہ مزید تجزیئے سے واضح ہو جاتا ہے کہ اصل بنیادی اوصاف امانتداری اور پاسِ عہد ہی ہیں اور خود حقِ شہادت کی ادائیگی کا دارومدار بھی اصلاً ان ہی پر ہے لٰہذا امانت اور عہد کا ذکر تو دونوں مقامات پر ہوا۔ اور شہادت کا صرف ایک پر یعنی سورۃ المعارج میں گویا کہ ان دونوں کی ایک اہم فرع کی حیثیت سے۔ واقعہ یہ ہے کہ انسان جتنا چاہے غور کر لے اسے اس حقیقت پر گہرا اور پختہ یقین حاصل ہوتا چلا جائے گا کہ معاملاتِ انسانی کی صحت و درستی کا پورا انحصار سیرت و کردار میں ان دو بنیادوں کے قائم اور استوار ہونے پر ہے۔ اسی آسمانی ہدایت کی بہترین تشریح حکمتِ نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی رو سے یہ ہے کہ "لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَةَ لَهٗ وَلَا دِيْنَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهٗ" (جس شخص میں امانت داری موجود نہیں اس کا کوئی ایمان نہیں اور جو پاسِ عہد سے تہی دست ہو اس کا کوئی دین نہیں) او کما قال ﷺ وفداہ ابی وامی۔

اس طرح قرآن حکیم کے ان دو مقامات پر مشتمل درس میں وہ تمام لازمی و ناگزیر بنیادی اوصاف بیان ہو جاتے ہیں جن پر ایک مؤمن و مسلم کی ذاتی شخصیت اور انفرادی سیرت و کردار کی تعمیر کی جا سکتی ہے۔ اس امر کی وضاحت تحصیلِ حاصل ہے کہ ان میں سے ایک بنیاد بھی مفقود یا ضعیف ہو گی تو یہ تعمیر اسی نسبت و تناسب سے ناقص و کج اور کمزور و مضمحل ہو گی۔

❀ ❀ ❀

حصہ سوم

درسِ دوم

بندۂ مومن کی شخصیت کے خدوخال

سورۃ الفرقان کے آخری رکوع کی روشنی میں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تَبٰرَکَ الَّذِیۡ جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوۡجًا وَّ جَعَلَ فِیۡہَا سِرٰجًا وَّ قَمَرًا مُّنِیۡرًا ﴿۶۱﴾ وَ ہُوَ الَّذِیۡ

بڑی برکت ہے اسکی جس نے بنائے آسمان میں برج اور رکھا اس میں چراغ اور چاند اجالا کرنیوالا۔ اور وہی ہے

جَعَلَ الَّیۡلَ وَ النَّہَارَ خِلۡفَۃً لِّمَنۡ اَرَادَ اَنۡ یَّذَّکَّرَ اَوۡ اَرَادَ شُکُوۡرًا ﴿۶۲﴾

جس نے بنائے رات اور دن بدلنے والے اس شخص کے واسطے کہ چاہے دھیان رکھنا یا چاہے شکر کرنا۔

وَ عِبَادُ الرَّحۡمٰنِ الَّذِیۡنَ یَمۡشُوۡنَ عَلَی الۡاَرۡضِ ہَوۡنًا وَّ اِذَا خَاطَبَہُمُ الۡجٰہِلُوۡنَ

اور بندے رحمٰن کے وہ ہیں جو چلتے ہیں زمین پر دبے پاؤں اور جب بات کرنے لگیں ان سے بے سمجھ لوگ

قَالُوۡا سَلٰمًا ﴿۶۳﴾ وَ الَّذِیۡنَ یَبِیۡتُوۡنَ لِرَبِّہِمۡ سُجَّدًا وَّ قِیَامًا ﴿۶۴﴾ وَ الَّذِیۡنَ

تو کہیں صاحب سلامت۔ اور وہ لوگ جو رات کاٹتے ہیں اپنے رب کے آگے سجدہ میں اور کھڑے۔ اور وہ لوگ کہ

یَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَا اصۡرِفۡ عَنَّا عَذَابَ جَہَنَّمَ ٭ۖ اِنَّ عَذَابَہَا کَانَ غَرَامًا ﴿۶۵﴾ اِنَّہَا سَآءَتۡ

کہتے ہیں اے رب ہٹا ہم سے دوزخ کا عذاب، بیشک اس کا عذاب چمٹنے والا ہے۔ وہ بری جگہ ہے

مُسۡتَقَرًّا وَّ مُقَامًا ﴿۶۶﴾ وَ الَّذِیۡنَ اِذَاۤ اَنۡفَقُوۡا لَمۡ یُسۡرِفُوۡا وَ لَمۡ یَقۡتُرُوۡا

ٹھہرنے کی اور بری جگہ رہنے کی۔ اور وہ لوگ کہ جب خرچ کرنے لگیں نہ بے جا اڑائیں اور نہ تنگی کریں

وَ کَانَ بَیۡنَ ذٰلِکَ قَوَامًا ﴿۶۷﴾ وَ الَّذِیۡنَ لَا یَدۡعُوۡنَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰـہًا اٰخَرَ وَ لَا یَقۡتُلُوۡنَ النَّفۡسَ

اور ہے اس کے بیچ ایک سیدھی گزران۔ اور وہ لوگ کہ نہیں پکارتے اللہ کے ساتھ دوسرے حاکم کو اور نہیں خون کرتے جان کا

الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا یَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ یَلْقَ اَثَامًا ﴿۶۸﴾

جو منع کردی اللہ نے مگر جہاں چاہئے اور بدکاری نہیں کرتے، اور جو کوئی کرے یہ کام وہ جا پڑا گناہ میں۔

یُّضٰعَفْ لَہُ الْعَذَابُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَیَخْلُدْ فِیْہٖ مُھَانًا ﴿۶۹﴾ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ

دونا ہوگا اس کو عذاب قیامت کے دن اور پڑا رہے گا اس میں خوار ہوکر۔ مگر جس نے توبہ کی اور یقین لایا اور کیا

عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِھِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ﴿۷۰﴾ وَمَنْ

کچھ کام نیک سو ان کو بدل دے گا اللہ برائیوں کی جگہ بھلائیاں، اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان۔ اور جو کوئی

تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّہٗ یَتُوْبُ اِلَی اللّٰہِ مَتَابًا ﴿۷۱﴾ وَالَّذِیْنَ لَا یَشْھَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ

توبہ کرے اور کرے کام نیک سو وہ پھر آتا ہے اللہ کی طرف پھر آنے کی جگہ۔ اور جو لوگ شامل نہیں ہوتے جھوٹے کام میں،

وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا کِرَامًا ﴿۷۲﴾ وَالَّذِیْنَ اِذَا ذُکِّرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّھِمْ

اور جب گزرتے ہیں کھیل کی باتوں پر نکل جائیں بزرگانہ۔ اور وہ لوگ کہ جب ان کو سمجھائیے ان کے رب کی باتیں

لَمْ یَخِرُّوْا عَلَیْھَا صُمًّا وَّعُمْیَانًا ﴿۷۳﴾ وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا ھَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا

نہ پڑیں ان پر بہرے اندھے ہوکر۔ اور وہ لوگ جو کہتے ہیں اے رب دے ہم کو ہماری عورتوں کی طرف سے

وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّۃَ اَعْیُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا ﴿۷۴﴾ اُولٰٓئِکَ یُجْزَوْنَ الْغُرْفَۃَ

اور اولاد کی طرف سے آنکھ کی ٹھنڈک اور کر ہم کو پرہیزگاروں کا پیشوا۔ ان کو بدلہ ملیگا کوٹھوں کے جھروکے

بِمَا صَبَرُوْا وَیُلَقَّوْنَ فِیْھَا تَحِیَّۃً وَّسَلٰمًا ﴿۷۵﴾ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا ؕ حَسُنَتْ

اسلئے کہ وہ ثابت قدم رہے اور لینے آئینگے ان کو وہاں دعا اور سلام کہتے ہوئے۔ سدا رہا کریں ان میں، خوب جگہ ہے

مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ﴿۷۶﴾ قُلْ مَا یَعْبَؤُا بِکُمْ رَبِّیْ لَوْلَا دُعَآؤُکُمْ ۚ فَقَدْ کَذَّبْتُمْ

ٹھہرنے کی اور رہنے کی۔ تو کہہ پرواہ نہیں رکھتا میرا رب تمہاری اگر تم اس کو نہ پکارا کرو، سو تم تو جھٹلا چکے

فَسَوْفَ یَکُوْنُ لِزَامًا ﴿۷۷﴾ ع

اب آگے کو ہونی ہے مڈبھیڑ۔

'عمل صالح' کی وضاحت میں تیسرا مقام سورۃ الفرقان کے آخری رکوع پر مشتمل ہے،

جس میں بعض دوسرے اہم اور نہایت حکیمانہ اور دین کے فلسفہ وحکمت کے اعتبار سے انتہائی بنیادی حقائق کی وضاحت کے ساتھ ساتھ ایک بندۂ مؤمن کی پختہ اور پوری طرح تعمیر شدہ شخصیت کی جھلک ''عبادالرحمٰن'' کے اوصاف کی صورت میں دکھا دی گئی ہے۔ گویا کہ پچھلے درس میں جس انسانی شخصیت کی تعمیر کے ابتدائی لوازم کا ذکر تھا، اس مقام پر اس کی پوری طرح تکمیل شدہ وتیار (Finished) اور ہر اعتبار سے پختہ (Mature) حالت کی کامل تصویر کشی کر دی گئی ہے۔

چنانچہ یہاں آغاز ان دو اوصاف کے بیان سے ہوا جو کسی انسان کی پختگی (Maturity) کی سب سے نمایاں اور اہم ترین علامتیں ہیں۔ یعنی ایک عجز وانکسار اور تواضع وفروتنی (واضح رہے کہ اس صفت کا ذکر ابتدائی اسباق میں سے سبق نمبر تین میں آخری اور بلند ترین وصف کی حیثیت سے ہوا ہے) اور دوسرے گفت وشنید، بحث وتمحیص اور مناظرہ ومجادلہ میں وقار شائستگی اور حکمتِ دعوت وتبلیغ کو ملحوظ رکھنا۔

پھر نماز کا ذکر آیا۔ لیکن نماز پنجگانہ اور صلوٰۃ مفروضہ کا نہیں بلکہ رات کے قیام وسجود، تسبیح وتہلیل، اور دعاء واستغفار کا، جو گویا کہ 'صلوٰۃ' کا نقطۂ عروج ہے (واضح رہے کہ سورۃ النور کی طرح یہاں بھی عبادت وریاضت کی اس بلند منزل پر ہونے کے باوجود خوفِ عذاب اور تقویٰ وخشیتِ الٰہی کا ذکر موجود ہے)۔

پھر ایک اور وصف کا ذکر ہے جو تواضع وانکسار اور شائستگی ووقار ہی کی طرح انسانی شخصیت کی پختگی (Maturity) کی ایک اہم علامت ہے یعنی اعتدال اور میانہ روی، جس کا سب سے بڑا مظاہرہ انسان کے ذاتی خرچ اور گھریلو اخراجات کے میدان میں ہوتا ہے کہ نہ بخل سے کام لیا جائے نہ اسراف سے۔

''شہادتِ زُور'' کا ذکر یہاں اس انداز سے آیا کہ یہ لوگ جھوٹ کی گواہی ہی سے مجتنب نہیں رہتے بلکہ جھوٹ پر ''موجودگی'' تک کو گوارا نہیں کرتے۔ اسی طرح ''اعراض عن اللغو'' کا ذکر اس طور سے ہوا کہ بالارادہ کسی لغو کا ارتکاب یا اس کے جانب میلان تو درکنار اگر اتفاقاً ان کا گزر 'لغو' کے پاس سے ہو جائے تو بھی متوجہ نہیں ہوتے بلکہ شریفانہ انداز سے

دامن بچاتے ہوئے گزر جاتے ہیں۔

پھر کفار پر ایک تعریض کے اسلوب میں 'عباد الرحمٰن' کا یہ وصف بیان کر دیا گیا کہ وہ غور وفکر اور تدبر و تفکر سے کام لیتے ہیں۔ (تقابل کے لئے دیکھئے سورۃ آل عمران کا آخری رکوع)

پھر ان کی اس خواہش کا ذکر ایک دعا کی شکل میں ہے کہ اسلام و ایمان، اور نیکی اور بھلائی کی جس راہ پر وہ خود گامزن ہوئے ہیں ان کے اہل وعیال اور اولاد واحفاد بھی اسی راہ پر چلیں (واضح رہے کہ سورۃ التغابن کے آخر میں عائلی زندگی میں ایک مومن کے رویے کا جو منفی رخ پیش کیا گیا ہے یہ اسی کا مثبت پہلو ہے)۔

ایک حقیقی بندۂ رحمٰن یعنی شجرِ انسانیت کے ایک پورے پکے ہوئے (Ripe) اور ہر طرح سے تیار پھل کی انفرادی زندگی کی اس نقشہ کشی کے ساتھ ساتھ اس رکوع میں حسبِ ذیل بنیادی حقائق بھی بیان ہوئے:

۱۔ رکوع کے آغاز میں دو الفاظ میں وہ کیفیات بیان ہوئی ہیں جو آفاق و انفس میں آیاتِ الٰہی کے مشاہدے سے ایک سلیم الفطرت اور صحیح العقل انسان میں پیدا ہونی چاہئیں یعنی تذکر اور شکر (یہ گویا کہ خلاصہ ہے فلسفۂ قرآن اور حکمتِ قرآنی کے ان مباحث کا جو سورۂ آل عمران کے آخری، سورۃ النور کے پانچویں اور سورۂ لقمان کے دوسرے رکوع میں تفصیل سے آچکے ہیں)۔

۲۔ کبیرہ گناہوں میں سے بھی تین گناہ سب سے عظیم ہیں۔ ایک شرک اور اس کے جملہ اقسام میں سے بھی شرک فی الدعاء (واضح رہے کہ دعا عبادت کا اصل جوہر ہے: بقول نبی کریم ﷺ اَلدُّعَا مُخُ الْعِبَادَةِ اور اَلدُّعَآءُ هُوَ الْعِبَادَةُ) یہ تو گویا کہ وہ بنیادی گمراہی ہے جو انسان کو مرتبہ انسانیت ہی سے گرا دیتی ہے۔ دوسرے ''قتل نفس بغیر الحق'' جس سے انسانی تمدن کی جڑیں کھوکھلی ہو جاتی ہیں اور معاشرے کا امن اور چین رخصت ہو جاتا ہے۔ اور تیسرے زنا، جس سے انسان کی سماجی زندگی تباہ ہو جاتی ہے اور عائلی زندگی سے باہمی اعتماد اور مودت و رحمت رخصت ہو جاتے ہیں۔

۳۔ ازروئے ہدایتِ قرآنی گناہ گاروں کے لئے توبہ کا در مستقل طور پر کھلا ہوا ہے جس کے ذریعے ان کے پاس موت کے واضح آثار کے شروع ہو جانے تک تلافیٔ مافات کا پورا موقع موجود رہتا ہے۔ بقول سرمدؔ

باز آ، باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ

ایں درگہِ ما درگہِ نو میدی نیست صد بار اگر توبہ شکستی، باز آ

۴۔ حقیقی توبہ انسان کے گناہ کے اثرات کو زائل ہی نہیں کرتی ان کو 'حسنات' میں بدل دیتی ہے۔ توبہ اسلام کے بنیادی فلسفے کے نظام کی وہ شق ہے جس سے انسان میں امید اور رَجا کی کیفیات برقرار رہتی ہیں اور اصلاح کے لئے ارادہ اور ہمت قائم رہتے ہیں۔

۵۔ اس ضمن میں صحیح توبہ کی شرائط بھی بیان ہو گئیں یعنی تجدید ایمان اور عمل صالح۔ اس سے اس حقیقت پر بھی روشنی پڑ گئی کہ اگرچہ گناہ کبیرہ کے ارتکاب سے انسان دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا تاہم واقعہ یہی ہے کہ گناہ کا صدور انسان سے حقیقی ایمان کی حالات میں نہیں ہوتا، اور گناہ کے بعد توبہ حقیقی اعتبار سے تجدید ایمان ہی کی حیثیت رکھتی ہے۔ (حدیث نبوی ﷺ "لَا یَزْنِی الزَّانِیْ حِیْنَ یَزْنِیْ وَ ھُوَ مُؤمِنٌ وَلَا یَسْرِقُ السَّارِقُ حِیْنَ یَسْرِقُ وَ ھُوَ مُؤمِنٌ"۔ نہ کوئی زانی حالتِ ایمان میں زنا کرتا ہے اور نہ کوئی چور حالتِ ایمان میں چوری کرتا ہے)۔

۶۔ آخر میں ایک تنبیہہ ہے کہ نبی ﷺ کے دعوت و تبلیغ میں حد سے بڑھے ہوئے انہماک اور لوگوں کی ہدایت کے لئے آپ کی بے قراری سے یہ نہ سمجھا جائے کہ خدا کو لوگوں کی کوئی پرواہ ہے، یہ تو صرف اتمامِ حجت کے لئے ہے۔ پھر اگر کوئی اپنی شامتِ اعمال سے اعراض و تکذیب پر مصر ہی ہو جائے تو اسے اس کی بھرپور سزا مل کر رہے گی۔

حصہ سوم

درسِ سوم

عائلی زندگی کے بنیادی اصول

سورۃ التحریم کی روشنی میں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

يٰۤاَيُّهَا النَّبِىُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ‌ ۚ تَبۡتَغِىۡ مَرۡضَاتَ اَزۡوَاجِكَ‌ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ

اے نبی تو کیوں حرام کرتا ہے جو حلال کیا اللہ نے تجھ پر، چاہتا ہے تو رضامندی اپنی عورتوں کی، اور اللہ بخشنے والا ہے

رَّحِيۡمٌ ﴿۱﴾ قَدۡ فَرَضَ اللّٰهُ لَـكُمۡ تَحِلَّةَ اَيۡمَانِكُمۡ‌ ۚ وَاللّٰهُ مَوۡلٰٮكُمۡ‌ ۚ وَهُوَ

مہربان۔ مقرر کر دیا ہے اللہ نے تمہارے لئے کھول ڈالنا تمہاری قسموں کا، اور اللہ مالک ہے تمہارا، اور وہی ہے

الۡعَلِيۡمُ الۡحَكِيۡمُ ﴿۲﴾ وَاِذۡ اَسَرَّ النَّبِىُّ اِلٰى بَعۡضِ اَزۡوَاجِهٖ حَدِيۡثًا‌ ۚ فَلَمَّا نَـبَّاَتۡ بِهٖ

سب کچھ جانتا حکمت والا۔ اور جب چھپا کر کہی نبی نے اپنی کسی عورت سے ایک بات، پھر جب اس نے خبر کر دی اسکی

وَاَظۡهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيۡهِ عَرَّفَ بَعۡضَهٗ وَاَعۡرَضَ عَنۡۢ بَعۡضٍ‌ ۚ فَلَمَّا نَـبَّاَهَا بِهٖ

اور اللہ نے جتلا دی نبی کو وہ بات تو جتلائی نبی نے اس میں سے کچھ اور ٹلا دی کچھ، پھر جب وہ جتلائی عورت کو

قَالَتۡ مَنۡ اَنۡۢبَاَكَ هٰذَا‌ ؕ قَالَ نَـبَّاَنِىَ الۡعَلِيۡمُ الۡخَبِيۡرُ‏ ﴿۳﴾ اِنۡ تَتُوۡبَاۤ اِلَى اللّٰهِ فَقَدۡ صَغَتۡ

بولی تجھ کو کس نے بتلا دی یہ، کہا مجھ کو بتایا اس خبر والے واقف نے۔ اگر تم دونوں توبہ کرتی ہو تو جھک پڑے ہیں

قُلُوۡبُكُمَا‌ ۚ وَاِنۡ تَظٰهَرَا عَلَيۡهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوۡلٰٮهُ وَجِبۡرِيۡلُ وَصَالِحُ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ‌ ۚ

دل تمہارے، اور اگر تم دونوں چڑھائی کرو گی اس پر تو اللہ ہے اس کا رفیق اور جبرئیل اور نیک بخت ایمان والے،

وَالۡمَلٰۤئِكَةُ بَعۡدَ ذٰلِكَ ظَهِيۡرٌ‏ ﴿۴﴾ عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنۡ طَلَّقَكُنَّ اَنۡ يُّبۡدِلَهٗۤ اَزۡوَاجًا

اور فرشتے اس کے پیچھے مددگار ہیں۔ اگر نبی چھوڑ دے تم سب کو ابھی اس کا رب بدلے میں دے دے اس کو عورتیں

خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ

تم سے بہتر حکم بردار یقین رکھنے والیاں نماز میں کھڑی ہونے والیاں توبہ کرنے والیاں بندگی بجالانے والیاں

سٰٓئِحٰتٍ ثَيِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا ﴿۵﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا

روزہ رکھنے والیاں بیاہیاں اور کنواریاں۔اے ایمان والو بچاؤ اپنی جان کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے

وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ

جس کی چھپٹیاں ہیں آدمی اور پتھر اس پر مقرر ہیں فرشتے تندخو زبردست نافرمانی نہیں کرتے اللہ کی

مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ﴿۶﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ ط

جو بات فرمائے ان کو اور وہی کام کرتے ہیں جو ان کو حکم ہو۔اے منکر ہونے والو مت بہانے بتلاؤ آج کے دن،

اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۷﴾ ع يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ط

وہی بدلا پاؤ گے جو تم کرتے تھے۔ اے ایمان والو توبہ کرو اللہ کی طرف صاف دل کی توبہ،

عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لا

امید ہے تمہارا رب اتار دے تم پر سے تمہاری برائیاں اور داخل کرے تم کو باغوں میں جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں،

يَوْمَ لَا يُخْزِى اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ج نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ

جس دن کہ اللہ ذلیل نہ کریگا نبی کو اور ان لوگوں کو جو یقین لاتے ہیں اسکے ساتھ، انکی روشنی دوڑتی ہے انکے آگے

وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ج اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۸﴾

اور انکے داہنے کہتے ہیں اے رب ہمارے پوری کردے ہم کو ہماری روشنی اور معاف کر ہم کو، بیشک تو سب کچھ کر سکتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ط وَمَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ ط وَبِئْسَ

اے نبی لڑائی کر منکروں سے اور دغابازوں سے اور سختی کر ان پر، اور ان کا گھر دوزخ ہے اور بری

الْمَصِيْرُ ﴿۹﴾ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ ط كَانَتَا تَحْتَ

جگہ جا پہنچے۔اللہ نے بتلائی ایک مثل منکروں کے واسطے عورت نوح کی اور عورت لوط کی، گھر میں تھیں دونوں

عَبۡدَیۡنِ مِنۡ عِبَادِنَا صَالِحَیۡنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمۡ یُغۡنِیَا عَنۡهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَیۡـًٔا

دو نیک بندوں کے ہمارے نیک بندوں میں سے پھر انہوں نے ان سے چوری کی پھر وہ کام نہ آئے انکے اللہ کے ہاتھ سے کچھ بھی

وَّقِیۡلَ ادۡخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِیۡنَ ﴿۱۰﴾ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِیۡنَ اٰمَنُوا امۡرَاَتَ

اور حکم ہوا کہ چلی جاؤ دوزخ میں جانے والوں کے ساتھ۔ اور اللہ نے بتلائی ایک مثل ایمان والوں کیلئے عورت

فِرۡعَوۡنَ اِذۡ قَالَتۡ رَبِّ ابۡنِ لِیۡ عِنۡدَكَ بَیۡتًا فِی الۡجَنَّةِ وَنَجِّنِیۡ مِنۡ فِرۡعَوۡنَ

فرعون کی جب بولی اے رب بنا میرے واسطے اپنے پاس ایک گھر بہشت میں اور بچا نکال مجھ کو فرعون سے

وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِیۡ مِنَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۱۱﴾ وَمَرۡیَمَ ابۡنَتَ عِمۡرٰنَ الَّتِیۡۤ اَحۡصَنَتۡ فَرۡجَهَا

اور اسکے کام سے اور بچا نکال مجھ کو ظالم لوگوں سے۔ اور مریم بیٹی عمران کی جس نے روکے رکھا اپنی شہوت کی جگہ کو

فَنَفَخۡنَا فِیۡهِ مِنۡ رُّوۡحِنَا وَصَدَّقَتۡ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ

پھر ہم نے پھونک دی اس میں ایک اپنی طرف سے جان اور سچا جانا اپنے رب کی باتوں کو

وَكَانَتۡ مِنَ الۡقٰنِتِیۡنَ ﴿۱۲﴾ ع

اور اس کی کتابوں کو اور وہ تھی بندگی کرنے والوں میں۔

'عمل صالح' کی تشریح مزید کے ضمن میں چوتھا مقام سورۃ التحریم کا مل ہے جو اصلاً انسان کی عائلی اور خاندانی زندگی میں ایک بندۂ مومن کے صحیح رویے کی وضاحت کرتی ہے۔

اس منتخب نصاب میں اس سے قبل دو مقامات پر ایک خاندان کے سربراہ کی حیثیت سے ایک بندۂ رب کے صحیح رویے کے دو پہلوؤں کی جانب اشارہ ہو چکا ہے، یعنی ایک سورۃ التغابن کے دوسرے رکوع میں، جہاں منفی اور سلبی پہلو واضح کیا گیا کہ علائقِ دنیوی کی فطری محبت کی شکل میں ایک انسان کے دین وایمان کے لئے جو بالقوہ خطرہ (Potential Danger) موجود ہے ایک مومن کو ہر دم اس سے باخبر اور چوکس اور چوکنا رہنا چاہیئے۔ اور دوسرے سورۃ الفرقان کے آخری رکوع میں، جہاں ایجابی و مثبت طور پر واضح کیا گیا کہ ایک بندۂ رحمٰن کی شدید خواہش ہوتی ہے کہ اس کے اہل وعیال بھی تقویٰ اور احسان کی روش

اختیار کریں تا کہ اسے ٹھنڈک حاصل ہو۔سورۃ التحریم میں یہی دونوں پہلو مزید وضاحت سے بیان ہوئے ہیں۔

چنانچہ اس میں اولاً ان مفاسد کا ذکر ہے جو ایک شوہر اور اس کی بیوی کے مابین اعتماد اور الفت ومحبت کے ایک مناسب حد سے تجاوز کر جانے سے پیدا ہوتے ہیں۔یعنی شوہر کی جانب سے بیوی کی دلجوئی میں غلو (جس کی مثال اس سے دی گئی کہ آنحضورﷺ نے ''ابتغاء مرضات ازواج'' میں ایک حلال چیز کو اپنے اوپر حرام کرلیا) اور بیویوں میں شوخی کا مناسب حد سے بڑھ جانا جس سے حدود اللہ کے ٹوٹ جانے اور گھر کا نظام درہم برہم ہو جانے کا خطرہ پیدا ہو جائے (اس کی مثال میں آنحضورﷺ کے ایک راز کے بارے میں بعض ازواج مطہرات کی روش کو پیش کیا) واضح رہے کہ میاں بیوی کے مابین اعتماد اور باہمی الفت ومحبت اور مودت ورحمت فی نفسہٖ تو مطلوب ہیں لیکن ایک مناسب حد کے اندر اندر، نہ کہ لامحدود! (یہ بھی واضح رہے کہ سورۃ التحریم سے متصلاً قبل سورۃ الطلاق ہے جو اس کے بالکل برعکس اس صورت سے بحث کرتی ہے جہاں میاں بیوی کے مابین یہ تمام چیزیں کم ہوتے ہوتے مفقود ہونے کی حد تک پہنچ جائیں اور طلاق کی نوبت آجائے!)

اس منفی پہلو کی وضاحت کے بعد مثبت طور پر واضح کیا گیا ہے کہ ایک خاندان اور کنبے کے سربراہ کی حیثیت سے مرد پر اپنے اہل وعیال کے صرف نان نفقے ہی کی ذمہ داری نہیں ہے بلکہ یہ ذمہ داری بھی ہے کہ وہ انہیں اللہ کے عذاب اور آخرت کی سزا سے بچانے کی فکر کرے۔ چنانچہ اسے ہر دم یہ فکر دامن گیر رہنی چاہیئے کہ کہیں اس کے محبوب اور لاڈلے اور چہیتے ﴿زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ﴾ آخرت میں جہنم کے ان فرشتوں کے حوالے نہ کر دیئے جائیں جن کے دل شفقت ورحمت اور نرمی ورقت سے بالکل خالی ہوں گے۔ اور جہاں نافرمانوں کی ساری جزع وفزع اور فریاد وواویلے کا بس ایک ہی جواب ملے گا کہ یہ سب تمہاری اپنی کمائی ہے اور اس ''خود کردہ'' کا اب کوئی علاج نہیں (اس مقام پر آنحضورﷺ کا وہ خطبہ ذہن میں رہنا چاہیئے جو آپ نے اپنے قریب ترین عزیزوں کو جمع کر کے دیا تھا کہ: ''اے فاطمہ، محمدؐ کی لختِ جگر، اور اے صفیہ، محمدؐ کی پھوپھی

اپنے آپ کو آگ سے نکالنے کی فکر کرو۔اس لئے کہ خدا کے یہاں تمہارے بارے میں مجھے کوئی اختیار حاصل نہیں ہوگا!'' صلی اللہ علیہ وسلم وفداہ ابی وامی)

اس کے بعد دو باتیں ایسی ہیں جن کا بظاہر خاندانی و عائلی زندگی سے تو کوئی تعلق نہیں لیکن اس سورہ کے بنیادی مضمون اور اس کے عمومی مزاج سے گہرا ربط موجود ہے۔یعنی ایک عام مسلمانوں کو ''توبۂ نصوح'' کی دعوت اور اس کے نتائج یعنی تکفیرِ سیئات اور ادخالِ جنت کے وعدوں اور آخرت کی رسوائی سے بچاؤ اور میدانِ حشر میں ایمان اور اعمال صالحہ کے نور کے ظہور کے ذکر سے اس کی جانب پرزور تشویق و ترغیب اور دوسرے کفار اور منافقین کے ساتھ پوری سختی اور درشتی کے برتاؤ کا حکم اور ان کے ساتھ مجاہدے کے معاملے میں کسی نرمی کو راہ نہ دینے کی تاکید۔ان میں سے مؤخرالذکر کے بارے میں تو بادنیٰ تامل واضح ہوجاتا ہے کہ یہ حکم اس سورت کے عمومی مزاج یعنی محبت ومودت اور رحمت ورافت کے حد اعتدال سے تجاوز کے خلاف تنبیہ کے ساتھ بالکل ہم آہنگ ہے۔پہلا معاملہ البتہ ذرا غور طلب ہے لیکن قدرے گہرائی میں اترنے سے جلد ہی یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ توبہ میں تاخیر اور اس کے مسلسل التواء کا اصل سبب انسان کی خود اپنے نفس پر بے جا نرمی اور اس کے ساتھ حد سے زیادہ لاڈ پیار ہی ہے جس کے سبب سے انسان اس کے جا و بے جا تمام تقاضے اور مطالبے پورے کرتا چلا جاتا ہے اور اس کی باگیں کھینچنے اور طنابیں کسنے کی جانب متوجہ نہیں ہوتا۔ (سورۃ التحریم کے اس مقام کا مثنّٰی ،سورۃ الحدید کے رکوع ۲ میں ہے جہاں حشر کے میدان میں نورِ ایمان و اعمال کے ظہور کا ذکر بھی ہے اور منافقین کی رسوائی کا تذکرہ بھی،اور ان کے بعد اَلَمۡ یَاۡنِ لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا......الآیہ میں اسی تاخیر والتواء کی جانب اشارہ ہے)

آخر میں خواتین کے لئے ایک نہایت اہم ہدایت اور بنیادی رہنمائی ہے۔اور ان کے اس عام مغالطے کا پردہ چاک کیا گیا ہے کہ وہ اپنے نان نفقے کی طرح شاید دین وایمان کے معاملے میں بھی بالکلیہ مردوں ہی کے تابع (Dependant) ہیں۔اور یہ حقیقت بیان کی گئی ہے کہ عورت بھی مرد کی طرح ایک کامل شخصیت (Personality) کی حامل ہے اور اسے اپنے دین وایمان اور فلاح ونجات کی فکر خود کرنی چاہیئے۔

اس ضمن میں چار خواتین کو مثال میں پیش فرمایا گیا۔ اور اس سے تین طرح کے حالات کی طرف اشارہ کردیا جن سے ایک عورت کو امکانی طور پر سابقہ پیش آسکتا ہے یعنی ایک بہترین شوہر اور عمدہ ترین ماحول کے باوجود بدترین انجام جیسے حضرت نوح اور حضرت لوط علیہما السلام کی بیویاں۔ دوسرے بدترین شوہر اور بدترین ماحول کے علی الرغم بہترین انجام جیسے فرعون کی بیوی حضرت آسیہ، اور تیسرے نورٌ علیٰ نور کے مصداق عمدہ ترین ماحول اور اس سے بہترین استفادہ جس کی مثال حضرت مریم صدیقہ ہیں۔ ان مثالوں سے قطعی طور پر ثابت ہو گیا کہ عورت لازماً اپنے شوہر اور ماحول کے تابع نہیں بلکہ اس کا معاملہ بھی ﴿لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ﴾ کے قاعدہ کلیہ کے عین مطابق ہے۔ (ان تین صورتوں کے علاوہ نظری طور پر ایک ہی صورت اور ممکن ہے اور وہ یہ کہ عورت خود بھی بدخو وبدطینت ہو اور اسے شوہر بھی ایسا ہی مل جائے گویا ﴿ظُلُمٰتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ﴾ والی صورت بن جائے۔ اس کا ذکر اس مقام پر اس لئے نہیں کیا گیا کہ قرآن مجید کی بالکل ابتدائی زمانے کی سورتوں میں سے سورۃ اللّھب میں ابولہب کی بیوی امّ جمیل کے کردار کی صورت میں اس کا ذکر موجود ہے)۔

❁ ❁ ❁

حصہ سوم

درسِ چہارم

سماجی اور معاشرتی اقدار

سورۃ بنی اسرائیل، رکوع ۳ و ۴ کی روشنی میں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِیَّاہُ وَبِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا ؕ اِمَّا یَبۡلُغَنَّ عِنۡدَکَ

اور حکم کر چکا تیرا رب کہ نہ پوجو اس کے سوائے اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو، اگر پہنچ جائے تیرے سامنے

الۡکِبَرَ اَحَدُہُمَاۤ اَوۡ کِلٰہُمَا فَلَا تَقُلۡ لَّہُمَاۤ اُفٍّ وَّلَا تَنۡہَرۡہُمَا وَقُلۡ لَّہُمَا قَوۡلًا کَرِیۡمًا ﴿۲۳﴾

بڑھاپے کو ایک ان میں سے یا دونوں تو نہ کہہ ان کو ہوں اور نہ جھڑک ان کو اور کہہ ان سے بات ادب کی۔

وَاخۡفِضۡ لَہُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحۡمَۃِ وَقُلۡ رَّبِّ ارۡحَمۡہُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیۡ صَغِیۡرًا ﴿۲۴﴾

اور جھکا دے انکے آگے کندے عاجزی کر کر نیاز مندی سے اور کہہ اے رب ان پر رحم کر جیسا پالا انہوں نے مجھ کو چھوٹا سا۔

رَبُّکُمۡ اَعۡلَمُ بِمَا فِیۡ نُفُوۡسِکُمۡ ؕ اِنۡ تَکُوۡنُوۡا صٰلِحِیۡنَ فَاِنَّہٗ کَانَ لِلۡاَوَّابِیۡنَ غَفُوۡرًا ﴿۲۵﴾

تمہارا رب خوب جانتا ہے جو تمہارے جی میں ہے اگر تم نیک ہوگے تو وہ رجوع کرنے والوں کو بخشتا ہے۔

وَاٰتِ ذَا الۡقُرۡبٰی حَقَّہٗ وَالۡمِسۡکِیۡنَ وَابۡنَ السَّبِیۡلِ وَلَا تُبَذِّرۡ تَبۡذِیۡرًا ﴿۲۶﴾ اِنَّ الۡمُبَذِّرِیۡنَ

اور دے قرابت والے کو اس کا حق اور محتاج کو اور مسافر کو اور مت اڑا بیجا۔ بیشک اڑانے والے

کَانُوۡۤا اِخۡوَانَ الشَّیٰطِیۡنِ ؕ وَکَانَ الشَّیۡطٰنُ لِرَبِّہٖ کَفُوۡرًا ﴿۲۷﴾ وَاِمَّا تُعۡرِضَنَّ عَنۡہُمُ ابۡتِغَآءَ

بھائی ہیں شیطانوں کے اور شیطان ہے اپنے رب کا ناشکر۔ اور اگر کبھی تغافل کرے تو ان کی طرف سے انتظار میں

رَحۡمَۃٍ مِّنۡ رَّبِّکَ تَرۡجُوۡہَا فَقُلۡ لَّہُمۡ قَوۡلًا مَّیۡسُوۡرًا ﴿۲۸﴾ وَلَا تَجۡعَلۡ یَدَکَ مَغۡلُوۡلَۃً

اپنے رب کی مہربانی کے جس کی تجھ کو توقع ہے تو کہہ دے ان کو بات نرمی کی۔ اور نہ رکھ اپنا ہاتھ بندھا ہوا

اِلٰی عُنُقِکَ وَلَا تَبْسُطْهَا کُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ﴿۲۹﴾ اِنَّ رَبَّکَ یَبْسُطُ

اپنی گردن کے ساتھ اور نہ کھول دے اس کو بالکل کھول دینا پھر تو بیٹھ رہے الزام کھایا ہارا ہوا۔ تیرا رب کھول دیتا ہے

الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ ط اِنَّهٗ کَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِیْرًا بَصِیْرًا ﴿۳۰﴾ وَلَا تَقْتُلُوْٓا

روزی جس کے واسطے چاہے اور تنگ بھی وہی کرتا ہے، وہی ہے اپنے بندوں کو جاننے والا دیکھنے والا۔ اور نہ مار ڈالو

اَوْلَادَکُمْ خَشْیَةَ اِمْلَاقٍ ط نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِیَّاکُمْ ط اِنَّ قَتْلَهُمْ کَانَ خِطْاً کَبِیْرًا ﴿۳۱﴾

اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے، ہم روزی دیتے ہیں ان کو اور تم کو، بیشک ان کا مارنا بڑی خطا ہے۔

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓی اِنَّهٗ کَانَ فَاحِشَةً ط وَسَآءَ سَبِیْلًا ﴿۳۲﴾ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ

اور پاس نہ جاؤ زنا کے وہ ہے بے حیائی، اور بری راہ ہے۔ اور نہ مارو اس جان کو جس کو منع کر دیا ہے اللہ نے

اِلَّا بِالْحَقِّ ط وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِیِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا یُسْرِفْ فِّی الْقَتْلِ ط

مگر حق پر، اور جو مارا گیا ظلم سے تو دیا ہم نے اس کے وارث کو زور سو حد سے نہ نکل جائے قتل کرنے میں،

اِنَّهٗ کَانَ مَنْصُوْرًا ﴿۳۳﴾ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْیَتِیْمِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ حَتّٰی یَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ص

اس کو مدد ملتی ہے۔ اور پاس نہ جاؤ یتیم کے مال کے مگر جس طرح کہ بہتر ہو جب تک کہ وہ پہنچے اپنی جوانی کو،

وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ج اِنَّ الْعَهْدَ کَانَ مَسْئُوْلًا ﴿۳۴﴾ وَاَوْفُوا الْکَیْلَ اِذَا کِلْتُمْ وَزِنُوْا

اور پورا کرو عہد کو، بیشک عہد کی پوچھ ہو گی۔ اور پورا بھر دو ماپ جب ماپ کر دینے لگو اور تولو

بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِیْمِ ط ذٰلِکَ خَیْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِیْلًا ﴿۳۵﴾ وَلَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَکَ بِهٖ عِلْمٌ ط

سیدھی ترازو سے، یہ بہتر ہے اور اچھا ہے اس کا انجام۔ اور نہ پیچھے پڑ جس بات کی خبر نہیں تجھ کو،

اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ کُلُّ اُولٰٓئِکَ کَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا ﴿۳۶﴾ وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا ج

بیشک کان اور آنکھ اور دل ان سب کی اس سے پوچھ ہو گی۔ اور مت چل زمین پر اتراتا ہوا،

اِنَّکَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ﴿۳۷﴾ کُلُّ ذٰلِکَ کَانَ سَیِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّکَ

تو پھاڑ نہ ڈالیگا زمین کو اور نہ پہنچے گا پہاڑوں تک لمبا ہو کر۔ یہ جتنی باتیں ہیں ان سب میں بری چیز ہے تیرے رب کی

مَكْرُوْهًا ﴿٣٨﴾ ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ط وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ

بیزاری۔ یہ ہے ان باتوں میں سے جو وحی بھیجی تیرے رب نے تیری طرف عقل کے کاموں سے، اور نہ ٹھہرا اللہ کے سوائے

اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِيْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿٣٩﴾ اَفَاَصْفٰكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ

کسی اور کی بندگی پھر پڑے تو دوزخ میں الزام کھا کر دھکیلا جا کر۔ کیا تم کو چن کر دے دیئے تمہارے رب نے بیٹے

وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِنَاثًا ط اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِيْمًا ﴿٤٠﴾ ع

اور اپنے لئے کر لیا فرشتوں کو بیٹیاں، تم کہتے ہو بھاری بات۔

'اعمالِ صالحہ' کے ذیل میں پانچواں مقام سورۃ بنی اسرائیل کے رکوع ۳ و ۴ پر مشتمل ہے، جن میں انسان کی تمدنی وسماجی ومعاشرتی زندگی کے متعلق بعض انتہائی بنیادی اور حد درجہ اہم احکام بیان ہوئے ہیں۔

ماہرینِ اجتماعیات نے دورِ جدید کے ہمہ گیر تصورِ ریاست کے ارتقاء کے دوران بہت سے درمیانی مراحل کا ذکر کیا ہے اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ان دو رکوعوں میں بیان شدہ احکام وہدایات کی صورت میں ایک ایسی سوسائٹی کے لئے کامل لائحہ عمل اور دستورِ حیات موجود ہے جو تمدن کے ابتدائی مراحل میں ہو اور جس میں ایک مختصر سا مجموعۂ ہدایات سوسائٹی کے جملہ تہذیبی وسماجی، معاشی ومعاشرتی اور اخلاقی وقانونی گوشوں میں رہنمائی کے لئے کافی ہو جائے۔ واضح رہے کہ اس حقیقت کی جانب حضرت ابن عباسؓ کا وہ قول بھی رہنمائی کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں توراۃ کی پوری تعلیم درج فرما دی ہے، گویا کہ یہ آیات توراۃ کے احکامِ عشرہ (Ten Commandments) کی قرآنی تعبیر (Version) ہیں۔

سورۃ المومنون اور سورۃ المعارج کی طرح ان احکام کا اول وآخر بھی ایک ہی ہے، یعنی اجتناب عن الشرک اور التزامِ توحید فی العبادۃ والالوھیۃ۔ گویا کہ جیسے ایک فردِ نوعِ بشر کی سعادت عقیدۂ توحید پر منحصر ہے، اسی طرح انسانی اجتماعیت کی فلاح کا دارومدار بھی توحید ہی پر ہے۔ اس لئے کہ توحید محض ایک عقیدہ (Dogma) نہیں ہے بلکہ ایک پورے نظامِ فکر کی اساس ہے جس سے ایک صالح تمدن وجود میں آتا ہے اور ایک صحت مند معاشرت، منصفانہ

معیشت اور عادلانہ حکومت کی داغ بیل پڑتی ہے۔

دوسرے نمبر پر والدین کے ساتھ حسنِ سلوک اور خصوصاً ان کی ضعیفی میں ان پر رحمت وشفقت اور ان کے سامنے دبے اور جھکے رہنے کا حکم ہے۔ سورۂ لقمان کے دوسرے رکوع کی طرح اس مقام پر بھی واضح کر دیا گیا کہ انسان پر خدا کے بعد سب سے زیادہ اور سب سے زیادہ مقدم حقوق والدین ہی کے ہیں حتیٰ کہ کسی انسان کے لئے ان کے حقوق کی ادائیگی فی الحقیقت ممکن ہی نہیں، اور وہ مجبور ہے کہ خدا ہی سے ان پر رحم کی دعائیں کر کے ان کا بدلہ کسی قدر چکانے کی کوشش کرے۔ یہ بھی واضح رہے کہ انسانی تمدن کی صحت اور درستی کے لئے والدین اور اولاد کے تعلق کا صحیح بنیادوں پر قائم ہونا ناگزیر ہے۔

والدین کے بعد اعزہ واقارب کے وسیع تر حلقے کے حقوق کی ادائیگی کی تاکید ہے جن کے ساتھ پوری سوسائٹی کے مساکین وغرباء کو بھی ملحق کر دیا گیا ہے اور اس ذیل میں تبذیر کی ممانعت اور اس کی شدید مذمت بھی کر دی گئی ہے۔ اس لئے کہ جب انسان محض نمائش اور نرے نام ونمود پر پیسہ اڑانے لگتا ہے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ادائے حقوقِ اقارب ومساکین کے لئے اس کے پاس پیسہ ہی باقی نہیں رہتا۔ واضح رہے کہ سورۃ الفرقان کے آخری رکوع میں چونکہ زیادہ تر انسان کا ذاتی کردار زیر بحث ہے لہٰذا بخل اور اسراف کو ایک دوسرے کے مقابلے میں لایا گیا جو اصلاً انسان کے ذاتی اخراجات کی دو انتہائیں ہیں، اور یہاں چونکہ معاشرتی وسماجی مسائل زیر بحث ہیں لہٰذا تبذیر کا ذکر کیا گیا جو ادائے حقوق کی ضد ہے۔ گویا ایک ہی آیت میں ان دونوں کا ذکر کر کے یہ رہنمائی دے دی گئی کہ انسان کو چاہئے کہ اپنی دولت کو ابنائے نوع پر رُعب گانٹھنے کی بجائے ان کی احتیاجات کا رفع کرنے کا ذریعہ بنائے۔

پھر حکم دیا گیا کہ نہ مٹھی بالکل بند کر لو اور نہ ہاتھ پورے کا پورا کھول دو، بلکہ اعتدال اور میانہ روی اختیار کرو۔ اور اس میں اگرچہ تبعاً ذاتی اخرجات کا معاملہ بھی شامل ہے تاہم اس مقام پر اصلاً ہدایت صدقات وخیرات میں اعتدال کی ہے۔ چنانچہ واضح کر دیا گیا کہ کسی کی کشادگی وتونگری کے نہ تو تم ذمہ دار ہو اور نہ یہ فی الواقع تمہارے بس ہی میں ہے۔ اس کا

فیصلہ تو اللہ تعالیٰ ہی اپنے علمِ کامل اور اپنی حکمتِ بالغہ کے تحت کرتا ہے۔ تمہارا کام صرف اپنا فرض ادا کرنا ہے۔ اسے اعتدال کے ساتھ ادا کرتے رہو۔

ان معاشی ہدایات کے ذیل میں بھوک اور افلاس کے خوف سے قتلِ اولاد (جس میں اصلاً تو نہیں البتہ تبعاً معاشی محرکات کے تحت منع حمل بھی شامل ہے) سے روکا گیا اور واضح کیا گیا کہ رزق کے ٹھیکیدار تم نہیں ہو بلکہ اس کی پوری ذمہ داری خدا پر ہے۔ وہی تمہیں بھی کھلاتا ہے اور تمہاری آئندہ نسل کو بھی کھلائے گا۔

اس کے بعد زنا اور قتلِ نفس بغیر حق سے روکا گیا۔ (تقابل کے لئے دیکھئے سورۃ الفرقان کا آخری رکوع) اور آخر میں چند انتہائی اہم اخلاقی ہدایات دی گئی ہیں جو صالح معاشرت کی ضامن ہیں۔ یعنی (۱) یتیم کے مال کی حفاظت (۲) عہد اور قول وقرار کی پابندی (۳) ناپ تول میں کمی بیشی سے اجتناب (۴) صحیح علم کی پیروی کرنا (اور اوہام وظنون سے بچنا) اور (۵) تکبر وغرور سے بچے رہنا۔ (تقابل کے لئے دیکھئے سورۂ لقمان رکوع ۲۔ دونوں مقامات پر سب سے آخری حکم غرور وتمکنت سے اجتناب ہی کا ہے اور دونوں جگہوں پر اسی کو 'حکمت' کا آخری ثمرہ قرار دیا گیا ہے)

اس سلسلۂ ہدایات کے اختتام پر توحید میں سے خصوصاً وحدتِ الٰہ اور توحید فی الالوھیۃ کا ذکر کر کے اشارہ کر دیا گیا کہ اجتماعیاتِ انسانی کے مزید ارتقاء سے جب 'ریاست' (State) وجود میں آئے تو اس کی اساس حاکمیتِ خداوندی (Divine Sovereignty) پر قائم ہوگی اور اس کی صحت و درستی کا تمام تر دار و مدار حاکمیتِ غیر کی کامل نفی ہی پر ہوگا۔ (گویا کہ خالص انفرادیت سے اجتماعیت کی بلند ترین منزل تک انسان کے پورے سفر کے دوران اس کا ہادی اور رہنما عقیدۂ توحید ہی ہے، جس کے مختلف پہلو جیسے توحید فی العبادۃ اور توحید فی الالوھیۃ اس کی زندگی کے مختلف گوشوں کی صحت اور درستی کے ضامن بنتے ہیں)۔

حصہ سوم

درسِ پنجم

مسلمانوں کی سیاسی وملی زندگی کے رہنما اصول

سورۃ الحجرات کی روشنی میں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُقَدِّمُوۡا بَیۡنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ ①

اے ایمان والوآگے نہ بڑھواللہ سے اور اس کے رسول سے اور ڈرتے رہواللہ سے، اللہ سنتا ہے جانتا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَرۡفَعُوۡۤا اَصۡوَاتَکُمۡ فَوۡقَ صَوۡتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجۡهَرُوۡا لَهٗ بِالۡقَوۡلِ

اے ایمان والو بلند نہ کرو اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اوپر اور اس سے نہ بولو تڑخ کر

کَجَهۡرِ بَعۡضِکُمۡ لِبَعۡضٍ اَنۡ تَحۡبَطَ اَعۡمَالُکُمۡ وَاَنۡتُمۡ لَا تَشۡعُرُوۡنَ ② اِنَّ الَّذِیۡنَ

جیسے تڑختے ہو ایک دوسرے پر کہیں اکارت نہ ہو جائیں تمہارے کام اور تم کو خبر بھی نہ ہو۔ جو لوگ

یَغُضُّوۡنَ اَصۡوَاتَهُمۡ عِنۡدَ رَسُوۡلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ امۡتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوۡبَهُمۡ لِلتَّقۡوٰی ؕ

دبی آواز سے بولتے ہیں رسول اللہ کے پاس وہی ہیں جن کے دلوں کو جانچ لیا ہے اللہ نے ادب کے واسطے،

لَهُمۡ مَّغۡفِرَۃٌ وَّاَجۡرٌ عَظِیۡمٌ ③ اِنَّ الَّذِیۡنَ یُنَادُوۡنَکَ مِنۡ وَّرَآءِ الۡحُجُرٰتِ اَکۡثَرُهُمۡ

ان کے لئے معافی ہے اور ثواب بڑا۔ جو لوگ پکارتے ہیں تجھ کو دیوار کے پیچھے سے وہ اکثر

لَا یَعۡقِلُوۡنَ ④ وَلَوۡ اَنَّهُمۡ صَبَرُوۡا حَتّٰی تَخۡرُجَ اِلَیۡهِمۡ لَکَانَ خَیۡرًا لَّهُمۡ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ

عقل نہیں رکھتے۔ اور اگر وہ صبر کرتے جب تک تو نکلتا ان کی طرف تو ان کے حق میں بہتر ہوتا، اور اللہ بخشنے والا

رَّحِیۡمٌ ⑤ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنۡ جَآءَکُمۡ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوۡۤا اَنۡ تُصِیۡبُوۡا

مہربان ہے۔ اے ایمان والو اگر آئے تمہارے پاس کوئی گنہگار خبر لے کر تو تحقیق کر لو کہیں جا نہ پڑو

قَوْمًاۢ بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ﴿٦﴾ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ؕ لَوْ

کسی قوم پر نادانی سے پھرکل کو اپنے کئے پر لگو پچتانے۔ اور جان لو کہ تم میں رسول ہے اللہ کا، اگر

يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ

وہ تمہاری بات مان لیا کرے بہت کاموں میں تو تم پر مشکل پڑے پر اللہ نے محبت ڈال دی تمہارے دل میں ایمان کی

وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ

اور کھبا دیا اس کو تمہارے دلوں میں اور نفرت ڈال دی تمہارے دل میں کفر اور گناہ اور نافرمانی کی، وہ لوگ وہی ہیں

الرّٰشِدُوْنَ ﴿٧﴾ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٨﴾ وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ

نیک راہ پر۔ اللہ کے فضل سے اور احسان سے، اور اللہ سب کچھ جانتا ہے حکمتوں والا۔ اور اگر دو فریق

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا

مسلمانوں کے آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں ملاپ کرادو، پھر اگر چڑھا چلا جائے ایک ان میں سے دوسرے پر تو تم سب لڑو

الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ؕ

اس چڑھائی والے سے یہاں تک کہ پھر آئے اللہ کے حکم پر، پھر اگر پھر آیا تو ملاپ کرادو ان میں برابر اور انصاف کرو،

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ﴿٩﴾ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ ۚ

بیشک اللہ کو خوش آتے ہیں انصاف والے۔ مسلمان جو ہیں سو بھائی ہیں سو ملاپ کرادو اپنے دو بھائیوں میں،

وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿١٠﴾ ع يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى

اور ڈرتے رہو اللہ سے تاکہ تم پر رحم ہو۔ اے ایمان والو ٹھٹھا نہ کریں ایک لوگ دوسروں سے شاید

اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْٓا

وہ بہتر ہوں ان سے اور نہ عورتیں دوسری عورتوں سے شاید وہ بہتر ہوں ان سے، اور عیب نہ لگاؤ

اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ

ایک دوسرے کو اور نام نہ ڈالو چڑانے کو ایک دوسرے کے، برا نام ہے گنہگاری پیچھے ایمان کے، اور جو کوئی توبہ نہ کرے

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۱۱﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ز اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ

تو وہی ہیں بے انصاف۔ اے ایمان والو بچتے رہو بہت تہمتیں کرنے سے، مقرر بعضی تہمت

اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ط اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ

گناہ ہے اور بھید نہ ٹٹولو کسی کا اور برا نہ کہو پیٹھ پیچھے ایک دوسرے کو، بھلا خوش لگتا ہے تم میں کسی کو کہ کھائے گوشت

اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ط وَاتَّقُوا اللّٰهَ ط اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ

اپنے بھائی کا جو مردہ ہو سو گھن آتا ہے تم کو اس سے، اور ڈرتے رہو اللہ سے، بیشک اللہ معاف کرنیوالا ہے مہربان۔ اے آدمیو!

اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ط اِنَّ

ہم نے تم کو بنایا ایک مرد اور ایک عورت سے اور رکھیں تمہاری ذاتیں اور قبیلے تا کہ آپس کی پہچان ہو، تحقیق

اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ط اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴿۱۳﴾ قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ط

عزت اللہ کے یہاں اسی کو بڑی جس کو ادب بڑا، اللہ سب کچھ جانتا ہے خبردار۔ کہتے ہیں گنوار کہ ہم ایمان لائے،

قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ط وَاِنْ تُطِيْعُوا

تو کہہ تم ایمان نہیں لائے پر تم کہو ہم مسلمان ہوئے اور ابھی نہیں گھسا ایمان تمہارے دلوں میں، اور اگر حکم پر چلو گے

اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْئًا ط اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴﴾ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ

اللہ کے اور اسکے رسول کے کاٹ نہ لیگا تمہارے کاموں میں سے کچھ، اللہ بخشتا ہے مہربان ہے۔ ایمان والے وہ لوگ ہیں

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ط

جو ایمان لائے اللہ پر اور اس کے رسول پر پھر شبہ نہ لائے اور لڑے اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جان سے،

اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ﴿۱۵﴾ قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِيْنِكُمْ ط وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

وہ لوگ جو ہیں وہی ہیں سچے۔ تو کہہ کیا تم جتلاتے ہو اللہ کو اپنی دینداری، اور اللہ کو تو خبر ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں

وَمَا فِي الْاَرْضِ ط وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۶﴾ يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا ط قُلْ لَّا تَمُنُّوْا

اور زمین میں، اور اللہ ہر چیز کو جانتا ہے۔ تجھ پر احسان رکھتے ہیں کہ مسلمان ہوئے، تو کہہ مجھ پر احسان نہ رکھو

عَلَيَّ اِسْلَامَكُمْ ج بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿١٧﴾

اپنے اسلام لانے کا، بلکہ اللہ تم پر احسان رکھتا ہے کہ اس نے تم کو راہ دی ایمان کی اگر سچ کہو۔

اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ م بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿١٨﴾ ع

اللہ جانتا ہے چھپے بھید آسمانوں کے اور زمین کے، اور اللہ دیکھتا ہے جو تم کرتے ہو۔

انسان کی عملی زندگی کے ذیل میں اس منتخب نصاب میں چھٹا اور آخری مقام سورۃ الحجرات مکمل ہے، یہ عظیم سورت اجتماعیاتِ انسانی کے ذیل میں عام سماجی ومعاشرتی معاملات سے بلند تر سطح پر نہ صرف قومی وملی امور سے بحث کرتی ہے اور یہ بتاتی ہے کہ ملتِ اسلامیہ کی تاسیس اور تشکیل کن بنیادوں پر ہوتی ہے اور اس میں اتحاد واتفاق اور یک جہتی وہم رنگی کیسے برقرار رکھی جاسکتی ہے بلکہ سیاست وریاست کے متعلق امور سے بھی بحث کرتی ہے کہ اسلامی ریاست کس بنیاد پر قائم ہوتی ہے، اس کا دستور اساسی کیا ہے، اس کی شہریت کیسے حاصل ہوتی ہے اور اس کا دنیا کے دوسرے معاشروں یا اس کی دوسری ریاستوں سے تعلق کن بنیادوں پر استوار ہوگا۔

اس سورت کو بغرض تفہیم تین حصوں میں منقسم سمجھنا چاہیے۔

پہلا حصہ مسلمانوں کی حیاتِ اجتماعی کے 'اصل الاصول' یعنی اسلامی ریاست کے دستورِ اساسی اور ملتِ اسلامیہ کی شیرازہ بندی[1] کے اصل قوام یعنی ''مرکزِ ملت'' سے بحث کرتا ہے۔

چنانچہ پہلی ہی آیت نے غیر مبہم طور پر واضح کر دیا کہ مسلمان معاشرہ اور اسلامی ریاست 'مادر پدر آزاد' نہیں بلکہ اللہ اور اس کے رسول کے احکام کے 'پابند' ہیں، اور مسلمانوں کی آزادی کے معنی صرف یہ ہیں کہ خدا اور رسول کی اطاعت کے لئے دوسری ہر طرح کی غلامی سے آزاد ہو جائیں۔ گویا کہ ایک فرد کی طرح اجتماعیت بھی صرف وہی 'مسلمان' قرار دی جاسکتی ہے جو نبی اکرم ﷺ کی بیان کردہ تشبیہ کے مطابق اسی طرح اللہ اور اس کے رسول

(۱) کتابِ ملتِ بیضا کی پھر شیرازہ بندی ہے　　یہ شاخِ ہاشمی کرنے کو ہے پھر برگ وبر پیدا

صلعم کے احکام کے ساتھ بندھی ہوئی ہو جیسے ایک گھوڑا اپنے کھونٹے سے بندھا ہوا ہوتا ہے۔ اس طرح یہ آیت مسلمانوں کی ہیئت اجتماعی کے اصل الاصول یعنی ایک اسلامی ریاست کے دستور اساسی میں حاکمیت سے متعلق اولین دفعہ کو متعین کر دیتی ہے کہ یہاں حاکمیت نہ کسی فرد کی ہے نہ طبقے کی، نہ قوم کی ہے نہ جمہور کی بلکہ صرف خدا کی ہے ﴿اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ﴾ اور اسلامی ریاست کا کام (Funtion) صرف یہ ہے کہ رسولؐ کی تشریح وتوضیح کے مطابق خدا کی مرضی ومنشا کو پورا کرے۔

آیت کے اخیر میں اس اطاعت کی اصل روح کی جانب بھی اشارہ کر دیا گیا ہے۔ یعنی تقوی اللہ۔ اس کے بعد مسلمانوں کی ہیئت اجتماعی کی 'اصلِ ثانی' کو واضح کیا گیا جس کے گرد مسلمانوں کی حیاتِ ملی کی اصل شیرازہ بندی ہوتی ہے یعنی رسول اللہ ﷺ کا ادب، آپ کی تعظیم وتوقیر، آپ سے محبت اور عشق اور آپ کے مقام ومرتبہ سے آگاہی ﴿وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ﴾ اور ہر اس قول وفعل یا رویے اور برتاؤ سے کامل اجتناب جس سے ادنیٰ ترین درجے میں بھی گستاخی یا تحقیر وتوہین کا پہلو نکلتا ہو (ع 'ادب گاہیست زیرِ آسماں از عرش نازک تر!)

مسلمانوں کی ہیئت اجتماعی کی ان دو بنیادوں میں سے پہلی چونکہ عقیدۂ توحید فی الالوہیۃ کا لازمی نتیجہ ہے اور اس اعتبار سے گویا قرآن حکیم کے ہر صفحے پر بطرز جلی اس کا ذکر موجود ہے لہٰذا اس مقام پر اس کا ذکر صرف ایک آیت میں کر دیا گیا۔ اس کے بالمقابل اصلِ ثانی پر انتہائی زور دیا گیا۔ اور بعض متعین واقعات پر گرفت اور سرزنش کے ضمن میں واضح کر دیا گیا کہ ؎

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست!
اگر بہ اُو نہ رسیدی تمام بولہبی است!!

اس لئے کہ حقیقت یہ ہے کہ آنحضور ﷺ کی ذاتِ گرامی میں ملتِ اسلامیہ کے پاس وہ 'مرکزی شخصیت' موجود ہے جس سے تمدنِ انسانی کی وہ فطری ضرورت بہ تمام وکمال اور بغیر تصنع وتکلف پوری ہو جاتی ہے جس کے لئے دوسری قوموں کا باقاعدہ تکلف واہتمام کے

ساتھ شخصیتوں کے بت تراشنے اور ہیرو (Heroes) گھڑنے کا کھکھیڑ مول لینا پڑتا ہے۔ مزید برآں دنیا کی دوسری اقوام توع ''می تراشد فکرِ ماہر دم خداوندے دگر'' کے مصداق مجبور ہیں کہ ہر دور میں ایک نئی شخصیت کا بت تراشیں، لیکن ملتِ اسلامیہ کے پاس ایک دائم وقائم 'مرکز' موجود ہے جو اس کے ثقافتی تسلسل (Cultural Continuity) کا ضامن ہے (اس اعتبار سے دیکھا جائے تو ﴿اَنَّ فِیۡکُمۡ رَسُوۡلَ اللّٰہِ﴾ میں خطاب صرف صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہی سے نہیں بلکہ تا قیامِ قیامت پوری امتِ مسلمہ سے ہے) اس دوام اور تسلسل کے ساتھ ساتھ، امت مسلمہ کی وسعت اور پھیلاؤ پر بھی نگاہ رہے تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ یہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی 'مرکزیت' ہی کا ثمرہ ہے کہ مشرقِ اقصیٰ سے لے کر مغربِ بعید تک پھیلی ہوئی قوم میں نسلی ولسان کے شدید اختلاف اور تاریخی وجغرافیائی عوامل کے انتہائی بُعد کے علی الرغم ایک گہری ثقافتی یک رنگی (Cultural Homogeneity) موجود ہے۔ اور اسی کی فرع کے طور پر اس حقیقت پر بھی ہمیشہ متنبہ رہنا چاہئے کہ مختلف مسلمان ممالک میں علیحدہ علیحدہ قیادتوں اور 'علاقائی شخصیتوں' کو بس ایک حد تک ہی ابھارنا چاہئے، اس سے تجاوز کی صورت میں اس سے 'وحدتِ ملت' کی جڑیں کمزور ہونے کا اندیشہ ہے۔ گویا بقول علامہ اقبال ؎

یہ زائرینِ حریمِ مغرب ہزار رہبر بنیں ہمارے
ہمیں بھلا ان سے واسطہ کیا جو تجھ سے ناآشنا رہے ہیں

روئے زمین کی تمام مسلمان اقوام کو معیارِ قیادت ایک ہی رکھنا چاہئے اور وہ ہے ذاتِ محمدؐ فداہ ابی وامی صلی اللہ علیہ وسلم۔

مسلمانوں کی ہیئت اجتماعی کی متذکرہ بالا دو بنیادوں میں سے ایک زیادہ تر عقلی و منطقی ہے اور دوسری نسبتاً جذباتی۔ پہلی پر دستور وقانون کا دارومدار ہے اور دوسری پر تہذیب وثقافت کی تعمیر ہوتی ہے اور ان دونوں کا باہمی رشتہ ایک دائرے اور اس کے مرکز کا ہے۔ مسلمان اجتماعیت کے اس دائرے میں 'محصور' ہے جو خدا اور اس کے رسول کے احکام نے کھینچ دیا ہے اور اس کے مرکز کی حیثیت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دلآویز اور دلنواز شخصیت کو حاصل

ہے جن کے اتباع کے جذبے سے اس ہیئت اجتماعی کو ثقافتی یک رنگی نصیب ہوتی ہے اور جن کی محبت کے رشتے سے اس کے افراد ایک مرکز سے بھی وابستہ رہتے ہیں اور باہم دگر بھی جڑے رہتے ہیں۔

(اب اس معذرت کے ساتھ آگے چلتا ہوں کہ 'مقامِ رسالت' کے ذکر میں طولِ کلام فی الواقع ع ''لذیذ بود حکات دراز تر گفتم'' کے مصداق ہے)

دوسرا حصہ ان احکامات پر مشتمل ہے جن پر عمل پیرا ہونے سے ملتِ اسلامیہ کے افراد اور گروہوں اور جماعتوں کے مابین رشتہ محبت والفت کے کمزور ہونے کے امکانات کم ہو جاتے ہیں اور اختلاف وانتشار اور فتنہ وفساد کو بڑھنے سے روکا جا سکتا ہے۔ ان احکامات کو بھی مزید دو عنوانات میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ایک وہ اہم تر احکام جو وسیع پیمانے پر گروہوں کے مابین تصادم سے بحث کرتے ہیں اور دوسرے وہ بظاہر چھوٹے لیکن حقیقۃً نہایت بنیادی احکام جو خالص انفرادی سطح پر نفرت اور عداوت کا سدباب کرتے ہیں۔

مقدم الذکر احکام دو ہیں:

(i) افواہوں کی روک تھام اور کسی حتمی فیصلے اور عملی اقدام سے قبل اچھی طرح تحقیق وتفتیش اور چھان بین کا اہتمام (۱) اور

(ii) نزاع کے واقع ہو جانے کی صورت میں صحیح طرز عمل۔ یعنی

(الف) یہ کہ فریقین کے مابین صلح کرانے کو اجتماعی ذمہ داری اور معاشرتی فرض سمجھا جائے۔ گویا کہ لاتعلقی (Indifference) کی روش کسی طور صحیح نہیں،

(ب) اس کے بعد بھی اگر ایک فریق زیادتی ہی پر مُصر رہے تو اب اس کا مقابلہ صرف فریق ثانی ہی کو نہیں پوری ہیئتِ اجتماعیہ کو کرنا چاہئے اور

---

(۱) اس سلسلے میں آنحضور ﷺ کے یہ الفاظ مبارکہ مستحضر رہنے چاہئیں کہ کَفٰی بِالْمَرْءِ کَذِبًا اَنْ یُحَدِّثَ بِکُلِّ مَا سَمِعَ ایک شخص کے جھوٹے ہونے کے لئے یہ بات بالکل کافی ہے کہ وہ جو کچھ سنے اسے آگے بیان کر دے (یعنی آگے بیان کرنے سے قبل اس کی صحت کی تحقیق وتصدیق نہ کرے)

(ج) جب وہ گردن جھکا دے تو از سرِ نو عدل وقسط پر مبنی صلح کرادی جائے۔

(اس مقام پر عدل اور قسط کا مکرر موکد ذکر خاص طور پر اس لئے ہے کہ جب پوری ہیئتِ اجتماعیہ اس فریق سے ٹکرائے گی تو فطری طور پر اس کا امکان موجود ہے کہ دوبارہ صلح میں اس فریق پر غصے اور جھنجھلاہٹ کی بنا پر زیادتی ہوجائے۔)

مؤخر الذکر احکام چھ نواہی پر مشتمل ہیں یعنی ان میں سے اُن چھ معاشرتی برائیوں سے منع فرمایا گیا ہے جن کے باعث بالعموم دو افراد یا گروہوں کے مابین رشتہ محبت و الفت کمزور پڑ جاتا ہے اور اس کی جگہ نفرت وعداوت کے بیج بوئے جاتے ہیں اور ایسی کدورت پیدا ہو جاتی ہے جو پھر کسی طرح نہیں نکلتی۔ اس لئے کہ عام ضرب المثل کے مطابق تلواروں کے گھاؤ بھر جاتے ہیں لیکن زبان کے زخم کبھی مندمل نہیں ہوتے! وہ چھ چیزیں یہ ہیں:

۱۔ تمسخر (اس کے سد باب کے لئے اس نہایت گہری حقیقت کی طرف اشارہ کیا گیا کہ ایک انسان دوسرے انسان کے صرف ظاہر کو دیکھتا ہے اور اسی کی وجہ سے تمسخر کا مرتکب ہو بیٹھتا ہے حالانکہ اصل چیز انسان کا باطن ہے اور خدا کی نگاہ میں انسانوں کی قدر و قیمت ان کے باطن کی بنیاد پر ہے)

۲۔ عیب جوئی اور تہمت (اس کے ذیل میں اس حقیقت کی طرف توجہ دلائی کہ جب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں تو کسی دوسرے مسلمان کو عیب لگانا گویا خود اپنے آپ کو عیب لگانا ہے)

۳۔ تنابُز بالالقاب، یعنی لوگوں یا گروہوں کے توہین آمیز نام رکھ لینا (اس کے ضمن میں اشارہ فرمایا کہ اسلام لانے کے بعد برائی کا نام بھی نہایت برا ہے)

۴۔ سوءِ ظن (اس لئے کہ بہت سے ظن گناہ کے درجے میں ہیں)

۵۔ تجسس اور

۶۔ آخری اور اہم ترین، غیبت جس کی شناعت کے اظہار کے لئے حد درجہ بلیغ تشبیہ اختیار کی یعنی یہ کہ کسی مسلمان کی غیبت ایسی ہے جیسے کسی مردہ بھائی کا گوشت کھانا۔

(اس لئے کہ جس طرح ایک مردہ اپنے جسم کا دفاع نہیں کرسکتا اسی طرح ایک غیر موجود شخص بھی اپنی عزت کے تحفظ پر قادر نہیں ہوتا)۔

الغرض ان آٹھ اوامر ونواہی سے مسلمانوں کی ہیئتِ اجتماعیہ کا استحکام مطلوب ہے۔ اس لئے کہ جس طرح بڑی سے بڑی فصیل بھی بہرحال اینٹوں ہی سے بنی ہوتی ہے اور اس کے استحکام کا دارومدار جہاں اینٹوں کی پختگی اور مضبوطی پر ہوتا ہے وہاں اینٹوں کو جوڑنے والے گارے یا چونے یا کسی دیگر مسالے (Cement Substance) کی پائیداری پر بھی ہوتا ہے۔ اسی طرح ملتِ اسلامیہ کے استحکام کے لئے بھی جس قدر مسلمانوں میں سے ہر ہر فرد کا سیرت وکردار کے اعتبار سے پختہ ہونا ضروری ہے، اسی قدر ان کے مابین رشتہ محبت والفت کی استواری بھی لازمی ہے۔ یہ البتہ واضح رہے کہ ملتِ اسلامیہ کا استحکام عام قومی تصورات کے تحت دنیوی غلبہ واقتدار کے لئے نہیں بلکہ اس لئے مطلوب ہے کہ وہ ع ''ہم تو جیتے ہیں کہ دنیا میں ترا نام رہے'' کے مصداق خدا کی زمین پر خدا کی مرضی پوری کرنے کا ذریعہ اور آلہ (Instrument) ہے۔

تیسرا حصہ دو انتہائی اہم مباحث پر مشتمل ہے۔

ا۔ پہلی بحث انسان کی عزت وشرف کے معیار سے متعلق ہے جس کے ذیل میں واضح کردیا گیا ہے کہ انسان کی عزت وذلت یا شرافت ورذالت کا معیار نہ کنبہ ہے نہ قبیلہ، نہ خاندان ہے نہ قوم، نہ رنگ ہے نہ نسل، نہ ملک ہے نہ وطن، نہ دولت ہے نہ ثروت، نہ شکل ہے نہ صورت، نہ حیثیت ہے نہ وجاہت، نہ پیشہ ہے نہ حرفہ اور نہ مقام ہے نہ مرتبہ بلکہ صرف 'تقویٰ' ہے، اس لئے کہ پوری نوع انسانی ایک ہی خدا کی مخلوق بھی ہے اور ایک ہی انسانی جوڑے (آدم وحوا) کی اولاد بھی۔

یہ بحث فی نفسہٖ بھی نہایت اہم ہے اس لئے کہ واقعہ یہ ہے کہ دنیا میں بدامنی اور انتشار اور انسانوں کے مابین تصادم اور ٹکراؤ کا بہت بڑا سبب نسل اور نسب کا غرور ہی ہے اور یہ قومی گروہی مفاخرت ہی ہے جو مابین الانسانی منافرت کا اصل سبب بنتی ہے (اس سلسلے میں یہ حقیقت پیشِ نظر رہنی چاہیے کہ آنحضورﷺ کے بدترین

دشمن (۱) بھی معترف ہیں کہ آپ ؐ نے واقعۃً انسانی عزت وشرف کی متذکرہ بالا تمام غلط بنیادوں کو منہدم کر دیا اور انسانی مساوات اور اخوت کی بنیادوں پر ایک معاشرہ عملاً قائم فرما دیا) لیکن خاص طور پر اس مقام پر اس بحث کے دو رخ لائق توجہ ہیں۔ ایک یہ کہ اوپر جن سماجی برائیوں سے منع فرمایا گیا مثلاً تمسخر واستہزاء اور عیب جوئی وبدگوئی ان کی جڑ میں جو گمراہی کارفرما ہے وہ اصل میں یہی نسل ونسب کی بنیاد پر تفاخر وتباہی کا جذبہ ہے اور دوسرے یہ کہ اسلام ان میں سے کسی چیز کی بنیاد پر انسانوں کے مابین تفریق وتقسیم کا قائل نہیں بلکہ وہ ایک خالص نظریاتی معاشرہ اور ریاست قائم کرنا چاہتا ہے۔ اس کے یہاں انسانوں کے مابین صرف ایک تقسیم معتبر ہے اور وہ ہے ایمان کی تقسیم اور اہلِ ایمان کے حلقے میں بھی اس کے نزدیک صرف ایک معیارِ عزت وشرف معتبر ہے اور وہ ہے تقویٰ کا معیار۔

اس سلسلے میں ضمنی طور پر ایک دوسری نہایت اہم حقیقت کی طرف بھی اشارہ ہو گیا یعنی یہ کہ اسلامی معاشرہ اور ریاست کا باقی انسانی معاشروں اور ریاستوں سے ربط وتعلق ان دو بنیادوں پر قائم ہوسکتا ہے جو پوری نوعِ انسانی کے مابین مشترک ہیں یعنی (i) وحدتِ الٰہ (ii) وحدتِ آدم۔ اسی اہم حقیقت کو اجاگر کرنے کے لئے اس مقام پر تخاطب اس سورت کے عام اسلوب سے ہٹ کر بجائے ﴿يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ کے ﴿يَآاَيُّهَا النَّاسُ﴾ سے ہوا (واضح رہے کہ قرآن حکیم میں سورۃ الحجرات کی اس آیت مبارکہ کا مثنّٰی سورۃ النساء کی پہلی آیت ہے جس میں یہ تمام حقائق ایک عکسی ترتیب سے بیان ہوئے ہیں)۔

۲۔ دوسری اہم بحث اسلام اور ایمان کے مابین فرق وتمیز کی وضاحت سے متعلق ہے۔ واضح رہے کہ قرآن حکیم میں ایمان واسلام اور مومن ومسلم کی اصطلاحات اکثر وبیشتر

---

(۱) چنانچہ ایچ جی ویلز (H.G.Wells) نے اپنی ''مختصر تاریخ عالم'' میں آنحضور ﷺ کے خطبۂ حجۃ الوداع کے ذیل میں واضح طور پر اقرار کیا ہے کہ انسانی مساوات اور اخوت کے نہایت اونچے وعظ تو اگرچہ مسیح ناصری (علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) کے یہاں بھی موجود ہیں لیکن ان بنیادوں پر تاریخ میں پہلی بار ایک معاشرے کا واقعی قیام صرف محمد عربی (ﷺ وفداہ ابی وامی) کا کارنامہ ہے۔

ہم معنی اور مترادف الفاظ کی حیثیت سے استعمال ہوئی ہیں۔اس لئے کہ واقعہ یہی ہے کہ یہ ایک ہی تصویر کے دورخ ہیں۔اور ایمان انسان کی جس داخلی کیفیت کا نام ہے اسلام ان کا خارجی ظہور ہے، لہٰذا جو انسان قلب میں ایمان ویقین کی دولت رکھتا ہو اور عمل میں اسلام اوراطاعت کی روش اختیار کرلے اسے ﴿اَیًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى﴾ ایک انگریزی مقولے [۱] کے مصداق چاہے مومن کہہ لیا جائے چاہے مسلم بات ایک ہی ہے، بخلاف اس مقام کے کہ یہاں ایمان واسلام کو ایک دوسرے کے مقابل لایا گیا ہے اور ایمان کی نفی کامل کے علی الرغم اسلام کا اثبات کیا گیا ہے۔

اس مقام پر اس بحث کے لانے کا اصل مقصد یہ ہے کہ یہ اہم اور بنیادی حقیقت واضح ہوجائے کہ اسلامی معاشرے میں شمولیت اور اسلامی ریاست کی شہریت کی بنیاد ایمان پر نہیں ہے بلکہ اسلام پر ہے، اس لئے کہ ایمان ایک باطنی کیفیت ہے جو کسی قانونی بحث وتفتیش اور ناپ تول کا موضوع نہیں بن سکتی۔ لہٰذا مجبوری ہے کہ دنیا میں بین الانسانی معاملات کو صرف خارجی رویے کی بنیاد پر استوار کیا جائے جس میں ایمان کا زیادہ سے زیادہ صرف ''اِقْرَارٌ بِاللِّسَان'' والا پہلو شامل ہوسکتا ہے۔

اس کے علاوہ اس بحث سے دو مزید عظیم حقائق کی جانب رہنمائی ہوگئی۔

ایک یہ کہ انسان کی ایک ایسی حالات بھی ممکن ہے کہ اس کے دل میں نہ تو مثبت وایجابی طور پر ایمان ہی متحقق ہو نہ منفی وسلبی طور پر نفاق، بلکہ ایک خلا کی سی کیفیت ہو لیکن اس کے عمل میں اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت موجود ہو۔اس حال میں اگرچہ اس قاعدہ کلیہ کی رُو سے کہ بغیر ایمان انسان کا کوئی عمل بارگاہِ خداوندی میں مقبول نہیں ہوسکتا، یہ چیز بھی مبنی برعدل ہی ہوتی کہ ایسی اطاعت قبول نہ کی جاتی لیکن یہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل وکرم ہے (جس کی جانب اشارہ دو اسمائے حسنیٰ غفور اور رحیم سے کردیا گیا) کہ اس اطاعت کو بھی سندِ قبول عطا فرمادی گئی۔ (واضح رہے کہ آنحضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی حیاتِ طیبہ کے آخری دور میں جب ﴿وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا﴾ کی صورت ہوئی تو اس وقت بھی بہت

---

(۱) (Call the rose by any name it will smell as sweet)

سے لوگوں کے ایمان و اسلام کی نوعیت یہی تھی اور بعد میں تو ہر دور میں امتِ مسلمہ کے سواد اعظم کا حال یہ رہا ہی ہے)۔

دوسرے یہ کہ حقیقی ایمان کی بھی ایک جامع و مانع تعریف بیان ہوگئی اور واضح کر دیا گیا کہ فی الحقیقت ایمان نام ہے اللہ اور اس کے رسول ﷺ[1] پر ایسے پختہ یقین کا جس میں شکوک وشبہات کے کانٹے چبھے نہ رہ گئے ہوں اور جس کا اولین اور نمایاں ترین عملی مظہر جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ یعنی یہ کہ انسان ہدایتِ آسمانی کی نشرواشاعت اور حق کی شہادت اور اللہ کے دین کی تبلیغ و تعلیم اور اس کے غلبہ و اظہار کے لئے جان و مال سے کوشش کرے اور اس جدوجہد میں تن من دھن سب قربان کردے۔ آیت کے آخر میں مزید کھول دیا گیا کہ صرف ایسے ہی لوگ اپنے دعویٰ ایمان میں سچے ہیں۔

سورۃ الحجرات کی اس آیہ کریمہ ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ط أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ﴾ پر گویا کہ ہمارے منتخب نصاب کا جزو ثانی ختم اور جزو ثالث شروع ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ سورۃ العصر میں بیان شدہ چار لوازمِ نجات کو اس آیت میں دو اصطلاحات میں جمع کر دیا گیا ہے، ایک ایمانِ حقیقی جو جامع ہے ایمانِ قولی اور عملِ صالح دونوں کا اور دوسرے جہاد فی سبیل اللہ جو جامع ہے تواصی بالحق اور تواصی بالصبر کا، چنانچہ یہیں سے تواصی بالحق کی تفصیلی بحث کا آغاز ہوتا ہے۔

❀ ❀ ❀

---

(۱) واضح رہے کہ دوسرے ایمانیات ان کے ذیل میں آپ سے آپ مندرج ہو گئے۔

حصہ چہارم

تواصی بالحق کا ذروۃ السنام

جہاد و قتال فی سبیل اللہ

درسِ اوّل

جہاد فی سبیل اللہ کی غایتِ اُولیٰ **شہادت علی الناس**

سورۃ الحج کے آخری رکوع کی روشنی میں

درسِ دوم

جہاد فی سبیل اللہ کی عظمت و اہمیت

سورۃ التوبہ کی آیت ۲۴ کی روشنی میں

درسِ سوم

جہاد فی سبیل اللہ کی غایتِ قصویٰ اور منتہائے مقصود

اِظْهَارُ دِيْنِ الْحَقِّ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ

سورۃ الصّف کی روشنی میں

درسِ چہارم

انقلابِ نبویؐ کا اساسی منہاج

سورۃ الجمعہ کی روشنی میں

درسِ پنجم

اعراض عن الجہاد کی پاداش: نفاق

سورۃ المنافقون کی روشنی میں

سورۃ العصر میں بیان شدہ شرائطِ نجات یا لوازمِ فوز وفلاح میں سے تیسری شرطِ لازم کو 'تواصی بالحق' کے حد درجہ جامع عنوان سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔اس اصطلاح میں 'تواصی' کے اصل مصدر یعنی وصیت میں بھی اصلاً تاکید واہتمام کا مفہوم موجود ہے، مزید برآں جب یہ بابِ تفاعل میں آیا تو اس میں مزید مبالغہ کا مفہوم بھی پیدا ہو گیا اور یہ بھی کہ یہ ایک صالح اجتماعیت کے لازمی مقتضیات میں سے ہے کہ اس کے شرکاء باہم ایک دوسرے کو حق کی تلقین کرتے رہنے کو اپنا فرضِ عین سمجھیں۔ دوسری طرف 'حق' کا لفظ بھی بے حد جامع ہے جس میں چھوٹے سے چھوٹے حقوق سے لے کر اس سلسلۂ کون ومکاں کی عظیم ترین حقیقت یعنی "**لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه**" اور "**اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰه**" تک سب کچھ شامل ہے۔اس کے بعد جامع اسباق میں سے تیسرے سبق میں '**امر بالمعروف ونهی عن المنکر**' کی اصطلاح آ چکی ہے جس نے اسی 'تواصی بالحق' کی وسعت اور ہمہ گیری کو اجاگر کر دیا یعنی ہر خیر، ہر نیکی، ہر بھلائی، ہر حقیقت اور ہر صداقت کی تبلیغ وتلقین، دعوت ونصیحت، تشہیر واشاعت، اعلان واعتراف، حتیٰ کہ ترویج وتنفیذ اور بدی اور برائی کہ ہر صورت پر ردوقدح، تنقید واحتساب، انکار وملامت، حتیٰ کہ انسداد واستیصال کی ہر ممکن سعی وکوشش۔ اور پھر چوتھے جامع سبق میں وارد شدہ اصطلاح 'دعوت الی اللہ' نے اسی 'تواصی بالحق' کی بلند ترین منزل کی نشاندہی کر دی اس لئے کہ بفحوائے الفاظِ قرآنی ﴿ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ﴾ (سورۃ الحج آیت ٦) مجسم اور کامل 'حق' تو صرف ذاتِ حق سبحانہ وتعالیٰ ہی ہے اور "وہی ذاتِ واحد عبادت کے لائق، زباں اور دل کی شہادت کے لائق" کے مطابق اسی کی اطاعت عبادت کا التزام اور اسی کی شہادت علی رؤوس الاشہاد اور اسی کی اساس پر انفرادی اور اجتماعی زندگی کو استوار کرنے کی سعی وجہد 'تواصی بالحق' کا ذروۂ سنام یا نقطۂ عروج ہے اور اسی کا جامع عنوان قرآن وحدیث کی رو سے 'جہاد فی سبیل اللہ' ہے جس کی آخری چوٹی 'قتال فی سبیل اللہ' ہے۔ چنانچہ اس منتخب نصاب کا حصہ چہارم کُل کا کُل جہاد وقتال فی سبیل اللہ کے موضوع پر قرآن حکیم کے چند جامع مقامات پر مشتمل ہے جس کے آخر میں نفاق بھی زیرِ بحث آیا ہے اس لئے کہ نفاق کا اصل سبب اکثر وبیشتر حالات میں جہاد وقتالِ فی سبیل اللہ سے اعراض وانکار کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا۔

حصہ چہارم

درسِ اوّل

'طالب و مطلوب' کی نسبت کے حوالے سے

فلسفۂ دین کی ایک اہم بحث

☆

مطالباتِ دین کے بیان کے ضمن میں

قرآنِ حکیم کا ایک اور جامع مقام

اور

جہاد فی سبیل اللہ کی غایتِ اُولیٰ

شہادت علی الناس

سورۃ الحج کے آخری رکوع کی روشنی میں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسۡتَمِعُوۡا لَہٗ ط اِنَّ الَّذِیۡنَ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ لَنۡ یَّخۡلُقُوۡا

اے لوگو ایک مثل کہی ہے سو اس پر کان رکھو، جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوائے ہرگز نہ بنا سکیں گے

ذُبَابًا وَّلَوِ اجۡتَمَعُوۡا لَہٗ ط وَاِنۡ یَّسۡلُبۡھُمُ الذُّبَابُ شَیۡئًا لَّا یَسۡتَنۡقِذُوۡہُ مِنۡہُ ط ضَعُفَ

ایک مکھی اگرچہ سارے جمع ہو جائیں اور اگر کچھ چھین لے ان سے مکھی چھڑا نہ سکیں وہ اس سے، بودا ہے

الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ﴿٧٣﴾ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ ﴿٧٤﴾

چاہنے والا اور جن کو چاہتا ہے۔ اللہ کی قدر نہیں سمجھے جیسی اس کی قدر ہے، بیشک اللہ زورآور ہے زبردست۔

اَللّٰهُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ ﴿٧٥﴾ یَعْلَمُ مَا

اللہ چھانٹ لیتا ہے فرشتوں میں پیغام پہنچانے والے اور آدمیوں میں، اللہ سنتا دیکھتا ہے۔ جانتا ہے جو کچھ

بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿٧٦﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا

ان کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے، اور اللہ تک پہنچ ہے ہر کام کی۔ اے ایمان والو رکوع کرو

وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَیْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿٧٧﴾ وَجَاهِدُوْا فِی اللّٰهِ

اور سجدہ کرو اور بندگی کرو اپنے رب کی اور بھلائی کرو تا کہ تمہارا بھلا ہو۔ اور محنت کرو اللہ کے واسطے

حَقَّ جِهَادِهٖ ؕ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَیْكُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ ؕ مِلَّةَ اَبِیْكُمْ

جیسی کہ چاہیے اس کے واسطے محنت، اس نے تم کو پسند کیا اور نہیں رکھی تم پر دین میں کچھ مشکل، دین تمہارے باپ

اِبْرٰهِیْمَ ؕ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِیْنَ ۙ۬ مِنْ قَبْلُ وَفِیْ هٰذَا لِیَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِیْدًا عَلَیْكُمْ

ابراہیم کا، اسی نے نام رکھا تمہارا مسلمان، پہلے سے اور اس قرآن میں تا کہ رسول ہو بتانے والا تم پر

وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ۚۖ فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ؕ

اور تم ہو بتانے والے لوگوں پر، سو قائم رکھو نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ اور مضبوط پکڑو اللہ کو،

هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِیْرُ ﴿٧٨﴾ ع

وہ تمہارا مالک ہے، سو خوب مالک ہے اور خوب مددگار۔

سورۃ الحج کے آخری رکوع کو، جو کل چھ آیات پر مشتمل ہے بجا طور پر قرآن حکیم کے جامع ترین مقامات میں شمار کیا جا سکتا ہے۔ اس لئے کہ اس کی ابتدائی چار آیات میں خطاب ﴿یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ﴾ کے الفاظ سے ہے، اور ان میں قرآنِ مجید کی اُس اساسی دعوت یعنی دعوتِ ایمان کا خلاصہ آ گیا ہے جو وہ ہر فردِ نوعِ بشر کے سامنے پیش کرتا ہے۔ اور آخری دو آیات میں خطاب ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا﴾ کے الفاظ سے ہوا ہے اور اس میں اس دعوتِ

عمل' کا خلاصہ آ گیا ہے جس کا تقاضا قرآن ہر اس شخص سے کرتا ہے جو ایمان کا مدعی ہو یعنی دعوتِ ایمان کو قبول کرنے کا اعلان واعتراف کرے۔

شرک اور توحید کے بیان میں یہاں قرآن کے عام اسلوب کے مطابق بطرزِ جلی تو ذکر ہوا ہے بُت پرستی کا جس میں وہ اہلِ عراق مبتلا تھے جو قرآن کے اولین مخاطب تھے لیکن بطرزِ خفی ایک ایسی عمومی اور جامع بات بھی مختصر ترین الفاظ میں کہہ دی گئی ہے جسے فلسفہ وحکمتِ دین کے اس اہم ترین باب کے کُل مباحث کا لُبِّ لباب قرار دیا جا سکتا ہے۔ یعنی یہ کہ اصل توحید یہ ہے کہ انسان کا مطلوب ومقصودِ اصلی اور محبوبِ حقیقی صرف اللہ ہو اور شرک یہ ہے کہ اس کے نہاں خانۂ قلب میں اس تخت پر کُلی یا جزوی طور پر کوئی اور براجمان ہو جائے۔

اس ضمن میں 'طالب ومطلوب' کی نسبت سے ان اہم حقائق ومعارف کی جانب رہنمائی فرما دی گئی جس کو دورِ حاضر میں 'فلسفۂ خودی' کے نام سے مختصر طور پر پیش کیا علامہ اقبال مرحوم نے اور جن کو تفصیل کے ساتھ مدوّن کیا ''نصب العینوں یا آدرشوں کے فلسفے'' کے عنوان سے ڈاکٹر رفیع الدین مرحوم نے اپنی عظیم تصنیف "Ideology of the Future" میں جس کا حاصل یہ ہے کہ:

۱۔ انسان حیوانات سے جن اعتبارات سے ممیّز ہے ان میں سے ایک اہم اور اساسی امر یہ ہے کہ حیوان کا اپنا کوئی مقصد اور نصب العین نہیں ہوتا۔ گویا وہ 'زندگی برائے زندگی' کے اصول پر عمل پیرا ہوتا ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ انسان اسے اپنے مقاصد کے حصول کے لئے آلۂ کار بنا لے، جب کہ انسان اپنا ایک ہدفِ مقصود معین کرتا ہے اور اس کے لئے دوڑ دھوپ کرتا ہے۔ (اس سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ جو لوگ بغیر کسی معین نصب العین کے زندگی بسر کرتے ہیں وہ انسانیت کی نسبت حیوانیت سے زیادہ قریب ہوتے ہیں)۔

۲۔ انسان جو نصب العین اختیار کر کے اس کے حصول کے لئے جِدّ وجہد کرتا ہے اس کی اپنی شخصیت بھی اسی رخ پر تعمیر ہوتی ہے۔ گویا نصب العین پست ہو تو اس کے لئے سعی وجہد کے نتیجے میں ایک پست سیرت وجود میں آتی ہے اور نصب العین اعلیٰ

وارفع ہوتو اس تک رسائی کے لئے جو محنت ومشقت کی جائے گی اس سے خود انسانی شخصیت کو بھی ترفع حاصل ہوگا۔ (اس ضمن میں کمند کی مثال بہت عمدہ ہے کہ انسان اسے جس قدر اونچا پھینک سکے گا، اسی قدر بلندی تک خود بھی چڑھ سکے گا)۔

۳۔ تمام آدرشوں میں سب سے اونچا آدرش اور تمام نصب العینوں میں اعلیٰ ترین نصب العین ذاتِ باری تعالیٰ ہے۔ ع (منزل ما کبریاست! اور ''یزداں بکمند آور اے ہمتِ مردانہ!'') اور اللہ ہی کو اپنا محبوبِ حقیقی اور مطلوب ومقصودِ اصلی قرار دے کر جب انسان جدوجُہد کرتا ہے تو اس سے جو شخصیت وجود میں آتی ہے اس کا کامل واکمل نمونہ تو ہے ذاتِ محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام، البتہ اس کے درجہ بدرجہ پرتو اور عکس ہیں جو نظر آتے ہیں دیگر انبیاء علیہم السلام، حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اور صوفیائے عِظام رحمہم اللہ کی مبارک شخصیتوں میں!

﴿ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ﴾ کے مختصر ترین الفاظ میں مضمر ان عظیم حقائق ومعارف کے ساتھ ساتھ ﴿مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ﴾ کے حددرجہ جامع الفاظ میں شرک کے اصل سبب اور اس کی 'عِلَّتُ الْعِلَل' کی نشاندہی بھی فرما دی گئی۔ یعنی یہ کہ خواہ جاہلیت قدیمہ ہو خواہ جدیدہ اور خواہ محدود مذہبی تصورات کے مطابق کسی کو خدا کے سوا 'معبود' مانا گیا ہو خواہ وسیع تر مفہوم کے اعتبارات سے کسی کو اللہ کے سوا 'مطلوب ومقصود' بنایا گیا ہو اس گمراہی کا اصل سبب یہ ہے کہ انسان خدا کے جمال وجلال کا کماحقہ تصور اور اس کی صفاتِ کمال کا کماحقہ اندازہ نہیں کر پاتا۔ چنانچہ کبھی اسے دنیا کے بادشاہوں پر قیاس کر لیتا ہے اور اس کے لئے یا اولاد تجویز کر دیتا ہے جو اس کے کفو اور ہم جنس بن جاتی ہے، یا نائبینِ سلطنت تصنیف کر ڈالتا ہے جو کائنات کے انتظام وانصرام میں اس کے مُمد ومعاون ہوتے ہیں، لہٰذا کسی قدر بااختیار بھی ہوتے ہیں، یا اس کے لئے مقربین ومصاحبینِ خاص گھڑ لیتا ہے جو اس درجہ منہ چڑھے ہوتے ہیں کہ وہ ان کا کہنا ٹال ہی نہیں سکتا۔ چنانچہ یہی تین باتیں ہیں جن کی نفی کی گئی ہے سورۂ بنی اسرائیل کی آخری آیت میں کہ ﴿وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِیْرًا﴾

اور کبھی انسان اپنی محبت کا مرکز ومحور بنالیتا ہے نسل وقوم کو یا ملک ووطن کو یا کسی نظریئے یا نصب العین کو پھر اس کے ساتھ وہی طرزِ عمل اختیار کرتا ہے جو ایک خدا پرست خدا کے ساتھ کرتا ہے یعنی ﴿اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾ یعنی اب اس کی زندگی اور موت اور کُل سعی وجُہد اور ساری دوڑ دھوپ وقف ہو جاتی ہے، ملک وقوم کی برتری وسربلندی کے لئے یا کسی نظریئے کی تشہیر واشاعت اور کسی نظام کے نفاذ وقیام کے لئے۔

اسی طرح ان آیاتِ مبارکہ میں ایمان بالرسالت کے ضمن میں بھی ایک حددرجہ اہم حقیقت کی جانب رہنمائی فرمائی گئی یعنی یہ کہ رسالت کا 'سلسلۃ الذہب' دو کڑیوں پر مشتمل ہے۔ ایک 'رسولِ مَلک' یعنی حضرت جبرائیل علیہ السلام اور دوسرے 'رسولِ بشر' یعنی حضرت محمد ابن عبداللہ ابن عبدالمطلب (صلی اللہ علیہ وسلم) اس سے ایمان بالملائکہ کی اہمیت پر بھی روشنی پڑی اور حقیقتِ وحی کے بارے میں فلاسفۂ جدید وقدیم کے پیدا کردہ مغالطّوں کا سدِّ باب بھی ہو گیا۔ (واضح رہنا چاہئے کہ آنحضورؐ پر نبوت ورسالت کے اختتام پر اب اس سنہری زنجیر میں ایک تیسری کڑی کی حیثیت سے شامل ہو گئی ہے امتِ محمد علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام بحیثیتِ مجموعی۔ یہی وجہ ہے کہ اس رکوع کے پہلے حصے میں 'رسولِ مَلک' اور 'رسولِ بشر' کے لئے لفظ آیا ہے 'اصطفاء' کا اور دوسرے حصے میں امت مسلمہ کے لئے لفظ آیا ہے 'اجتباء' کا اور یہ دونوں الفاظ حددرجہ قریب المفہوم ہیں)۔

'ایمان بالآخرت' کے ضمن میں اس مقام پر بہت اختصار رہا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ اس سورۃ مبارکہ کا پہلا رکوع تقریباً کُل کا کُل ﴿زَلْزَلَۃَ السَّاعَۃِ﴾ اور بَعْثْ بَعْدَ الْمَوْت کے ذکر پر مشتمل ہے۔

اس رکوع کی آخری دو آیات میں ایمان کے عملی تقاضوں کا بیان جس حکیمانہ ترتیب وتدریج کے ساتھ ہوا ہے وہ بھی اعجازِ قرآنی کا ایک عجیب نمونہ ہے۔ اور یہاں ایک اعتبار سے گویا پھر سورۃ العصر کے تمام مضامین موجود ہیں۔ وہاں نجات کی پہلی شرطِ لازم کی حیثیت سے ایمان کا تذکرہ ہوا تھا یہاں ﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا﴾ سے خطاب ہے۔ وہاں نجات کے تیسرے اور چوتھے لوازم کا ذکر جدا جدا ''تواصی بالحق'' اور ''تواصی بالصبر'' کے الفاظ سے

ہوا، یہاں ان دونوں کی جامع اصطلاح ''جہاد'' پر ایک مکمل اور طویل آیت ہے۔ وہاں 'عمل صالح' ایک جامع اصطلاح تھی، یہاں اس کی جگہ پر چار اوامر وارد ہوئے ہیں یعنی ﴿ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ﴾ یہاں مثبت طور پر ﴿لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ کی نوید ہے تو وہاں سلبی پہلو سے ﴿اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ﴾ کی وعید! گویا 'تصریفِ آیات' یا ع 'ایک پھول کا مضموں ہو تو سو رنگ سے باندھوں'' کی نہایت اعلیٰ مثال!

دین کے ان عملی تقاضوں کی تفہیم کے لئے زینے کی مثال بہت مفید ہے۔ ہر مدعیٔ ایمان کے لئے عمل کے زینے کی پہلی سیڑھی فرائضِ دینی کی بجا آوری اور ارکانِ اسلام کی پابندی ہے یعنی نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ۔ جن میں سے اولین اور اہم ترین ہے نماز۔ لہٰذا اس کا ذکر ہو گیا رکوع اور سجود کے حکم کے ذیل میں اور یہ نمائندہ بن گئی جملہ ارکانِ دین کی۔ دوسری سیڑھی، عبادتِ رب یعنی پوری زندگی میں اللہ تعالیٰ کی بے چون و چرا اطاعتِ کُلّی اس کی محبت کے جذبے سے سرشار ہو کر۔ اور تیسری سیڑھی ہے 'عملِ خیر' یعنی خدمتِ خلق جس کی ایک تشریح آیۂ بر میں گزر چکی ہے اور جس کے دو مراتب ہیں: ایک لوگوں کی دنیوی حاجتوں اور ضرورتوں کے ضمن میں امداد و اعانت یعنی بھوکوں کو کھلانا، ننگوں کو پہنانا اور بیماروں کے لئے علاج معالجہ کی سہولتیں بہم پہنچانا وغیرہ اور دوسرا اور اہم تر مرتبہ لوگوں کی عاقبت سنوارنے کی سعی کرنا اور انہیں ''صراطِ مستقیم'' کی طرف دعوت دینا۔ اور چوتھی اور آخری سیڑھی جسے آنحضور ﷺ نے دین کا ''ذِرْوَةُ السَّنَامِ'' قرار دیا ہے وہ ہے 'جہاد فی سبیل اللہ' جس کی غایتِ اُولیٰ ہے اللہ اور اس کے رسولؐ کی جانب سے خلقِ خدا پر اتمامِ حجت کے لئے شہادت علی الناس کے فریضے کی ادائیگی جو سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۴۳ کی رُو سے اصل مقصد ہے امتِ مسلمہ کی تاسیس کا۔

واضح رہے کہ ''عبادتِ رب'' اور ''شہادت علی الناس' بشمول ''اقامتِ دین'' یا ''اظہارِ دینِ حق'' دین کے عملی مطالبات کے ضمن میں قرآن حکیم کی نہایت اہم اور اساسی اصطلاحات ہیں جن کی تشریح و تفصیل اس مقام پر ممکن نہیں ہے۔ البتہ ان کے بارے میں ان سطور کے راقم کی تالیف ''مطالباتِ دین'' میں کسی قدر شرح و بسط سے کلام ہوا ہے۔

قارئین اس کی طرف مراجعت فرمائیں۔

آخری آیت کے آخری ٹکڑے میں کلمہ 'ف' ﴿فَاَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ﴾ بہت معنی خیز ہے۔ یعنی جس پر یہ حقائق منکشف ہو جائیں اور جسے بھی اپنے فرائض دینی کا یہ شعور وادراک حاصل ہو جائے اسے تاخیر وتعویق اور تردد وتربص میں مبتلا ہوئے بغیر بسم اللہ کر کے عمل کا آغاز کر دینا چاہئے۔ اب ظاہر ہے کہ پہلی ہی چھلانگ میں سب سے اوپر والی سیڑھی پر چڑھنے کی کوشش حماقت پر مبنی ہوگی اور عین ممکن ہے کہ ایسا شخص اوندھے منہ زمین پر گرے۔ فطری اور منطقی تدریج یہی ہے کہ آغاز پہلی سیڑھی پر قدم رکھنے سے کرے جو مشتمل ہے ارکانِ اسلام کی پابندی پر۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں نماز کے ساتھ زکوۃ کا ذکر بھی کر دیا گیا، تاکہ واضح ہو جائے کہ مقصود صرف نماز نہیں بلکہ جملہ ارکانِ اسلام ہیں۔

آخر میں ﴿وَاعۡتَصِمُوۡا بِاللّٰہِ﴾ کے الفاظ بھی بہت اہم ہیں۔ ان سے اس حقیقت کی جانب بھی رہنمائی ہوگئی کہ اگلے مراحل کے لئے بندۂ مومن کا واحد سہارا اور اس راہ میں اس کی استقامت کا اصل راز اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک مضبوط تعلق استوار کرنے میں مضمر ہے۔ اور اس جانب بھی اشارہ ہو گیا کہ جہاد فی سبیل اللہ کی غایتِ اولیٰ یعنی خلقِ خدا پر اللہ کی جانب سے اتمامِ حجت کے لئے 'شہادت علی الناس' کے تقاضوں کو پورا کرنے کی سعی وجہد کا مرکز ومحور قرآنِ حکیم ہے اس لئے کہ 'اعتصام باللہ' کا ذریعہ ظاہر ہے کہ 'اعتصام بحبل الله' کے سوا اور کوئی نہیں ہوسکتا اور 'حبل اللہ' ازروئے فرمانِ نبویؐ قرآنِ حکیم ہے۔ ''ھُوَ حَبۡلُ اللّٰہِ الۡمَتِیۡنُ''

الغرض! سورۃ الحج کی آخری دو آیات میں دین کے جملہ عملی تقاضوں کا بیان معجزانہ اختصار وجامعیت کے ساتھ ہوگیا اور یہ دونوں آیتیں مل کر مختصر تفسیر بن گئیں سورۃ الحجرات کی آیت نمبر ۱۵ کی، جس میں 'ایمانِ حقیقی' کے دو ارکان بیان ہوئے۔ ایک یقینِ قلبی جو لازماً شامل ہے عملِ صالح کو اور دوسرے 'جہاد فی سبیل اللہ' جس کا ابتدائی مقصد ہے 'شہادت علی الناس' جس کا ذکر یہاں ہوگیا اور آخری منزل یا 'غایتِ قصویٰ' ہے ''اِظۡھَارُ دِیۡنِ الۡحَقِّ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّہٖ''، جو مرکزی مضمون ہے سورۃ الصّف کا جس پر اس نصاب کا اگلا درس مشتمل ہے۔

دین کے مجموعی نظام میں 'جہاد فی سبیل اللہ' کو جو مقام ومرتبہ حاصل ہے اس کی وضاحت کے لئے منتخب نصاب کے درس کے اس مرحلے پر ایک قدرے طویل حدیث نبویؐ بیان کی جاتی ہے جسے بلا شک وشبہ ''حکمتِ دین کے ایک عظیم خزانے'' سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔اوراس پر مستزاد یہ کہ اسے پڑھتے یا سنتے ہوئے انسان کچھ دیر کے لئے اپنے آپ کو بالکل اسی ماحول کا جزو محسوس کرتا ہے جو حضور نبی کریم علیہ الف الف التحیة و التسلیم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے انفاسِ مطہرہ اور نفوسِ قدسیہ سے معطر ومنور تھا، بقول شاعر ؎

ہم اہل قفس تنہا بھی نہیں، ہر روز نسیم صبحِ وطن
یادوں سے معطر آتی ہے، اشکوں سے منور جاتی ہے

❀❀❀

حکمتِ دین

کا ایک عظیم خزانہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اہم حدیث

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ بِالنَّاسِ قَبْلَ غَزْوَةِ تَبُوْكَ، فَلَمَّا اَنْ اَصْبَحَ صَلّٰى بِالنَّاسِ صَلٰوةَ الصُّبْحِ ، ثُمَّ اِنَّ النَّاسَ رَكِبُوْا، فَلَمَّا اَنْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ نَعَسَ النَّاسُ فِىْ اَثَرِ الدُّلْجَةِ وَلَزِمَ مُعَاذٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَتْلُوْا اَثَرَهٗ وَالنَّاسُ تَفَرَّقَتْ بِهِمْ رِكَابُهُمْ عَلٰى جَوَادِ الطَّرِيْقِ تَاْكُلُ وَتَسِيْرُ، فَبَيْنَمَا مُعَاذٌ عَلٰى اَثَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَنَاقَتُهٗ تَاْكُلُ مَرَّةً وَتَسِيْرُ اُخْرٰى عَثَرَتْ نَاقَةُ مُعَاذٍ فَكَبَحَهَا بِالزِّمَامِ فَهَبَّتْ حَتّٰى نَفَرَتْ مِنْهَا نَاقَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَشَفَ عَنْهُ قِنَاعَهٗ فَالْتَفَتَ فَاِذَا لَيْسَ مِنَ الْجَيْشِ رَجُلٌ اَدْنٰى اِلَيْهِ مِنْ مُعَاذٍ ، فَنَادَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((يَا مُعَاذُ)) قَالَ لَبَّيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، قَالَ: ((اُدْنُ دُوْنَكَ)) فَدَنَا مِنْهُ حَتّٰى لَصِقَتْ رَاحِلَتُهُمَا اِحْدَاهُمَا بِالْاُخْرٰى ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا كُنْتُ اَحْسِبُ النَّاسَ مِنَّا كَمَكَانِهِمْ مِنَ الْبُعْدِ)) فَقَالَ مُعَاذٌ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ نَعَسَ النَّاسُ فَتَفَرَّقَتْ بِهِمْ رِكَابُهُمْ تَرْتَعُ وَتَسِيْرُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَاَنَا كُنْتُ نَاعِسًا)) فَلَمَّا رَاٰى مُعَاذٌ بُشْرٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِلَيْهِ وَخَلْوَتَهٗ لَهٗ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِئْذَنْ لِىْ اَسْاَلُكَ عَنْ كَلِمَةٍ قَدْ

اَمْرَضَتْنِیْ وَاَسْقَمَتْنِیْ وَاَحْزَنَتْنِیْ ، فَقَالَ نَبِیُّ اللّٰهِ ﷺ: ((سَلْنِیْ عَمَّ شِئْتَ)) فَقَالَ يَا نَبِیَّ اللّٰهِ حَدِّثْنِیْ بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِیَ الْجَنَّةَ لَا اَسْأَلُكَ عَنْ شَیْءٍ غَيْرَهَا ، قَالَ نَبِیُّ اللّٰهِ ﷺ: ((بَخٍ بَخٍ لَقَدْ سَاَلْتَ بِعَظِيْمٍ ، لَقَدْ سَاَلْتَ بِعَظِيْمٍ [ثَلَاثًا] وَاِنَّهٗ لَيَسِيْرٌ عَلٰی مَنْ اَرَادَ اللّٰهُ بِهِ الْخَيْرَ)) فَلَمْ يُحَدِّثْهُ بِشَیْءٍ اِلَّا قَالَهٗ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ حِرْصًا لِكَيْمَا يُتْقِنَهٗ عَنْهُ ، فَقَالَ نَبِیُّ اللّٰهِ ﷺ: ((تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَتُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَتَعْبُدُ اللّٰهَ وَحْدَهٗ لَا تُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا حَتّٰی تَمُوْتَ وَاَنْتَ عَلٰی ذٰلِكَ)) فَقَالَ: يَا نَبِیَّ اللّٰهِ اَعِدْ لِیْ، فَاَعَادَهَا لَهٗ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ قَالَ نَبِیُّ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنْ شِئْتَ حَدَّثْتُكَ يَا مُعَاذُ بِرَأْسِ هٰذَا الْاَمْرِ وَذِرْوَةِ السَّنَامِ)) فَقَالَ بِاَبِیْ وَاُمِّیْ اَنْتَ يَا نَبِیَّ اللّٰهِ فَحَدِّثْنِیْ، فَقَالَ نَبِیُّ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ رَأْسَ هٰذَا الْاَمْرِ اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ، وَاَنَّ قَوَامَ هٰذَا الْاَمْرِ اِقَامُ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءُ الزَّكٰوةِ ، وَاَنَّ ذِرْوَةَ السَّنَامِ مِنْهُ الْجِهَادُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ، وَاِنَّمَا اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَيَشْهَدُوْا اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ، فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ فَقَدِ اعْتَصَمُوْا وَعَصَمُوْا دِمَاءَ هُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَی اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ)) وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ مَا شَحَبَ وَجْهٌ وَلَا اغْبَرَّتْ قَدَمٌ فِیْ عَمَلٍ تُبْتَغٰی فِيْهِ دَرَجَاتُ الْجَنَّةِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ الْمَفْرُوْضَةِ كَجِهَادٍ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا ثَقَّلَ مِيْزَانَ عَبْدٍ كَدَابَّةٍ تُنْفَقُ لَهٗ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ يُحْمَلُ عَلَيْهَا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ))

(رواه احمد والبزار والنسائی وابن ماجه والترمذی وقال حديث حسن صحيح)

ترجمہ

حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا ﷺ لوگوں کو غزوۂ تبوک کے لئے لے کر نکلے۔ جب صبح ہوگئی تو آپ ؐ نے ان کو صبح کی نماز پڑھائی، لوگ نماز پڑھ کر پھر سوار ہو گئے۔ جب آفتاب نکلا تو سب لوگ شب بیداری کی وجہ سے اونگھ رہے تھے۔ ایک معاذؓ تھے جو برابر رسولِ خدا ﷺ کے پیچھے پیچھے لگے چلے آرہے تھے۔ بقیہ لوگوں کی سواریاں چرتی رہیں اور چلتی رہیں اور انہیں لے کر راستے کے طول و عرض میں تتر بتر ہوگئی تھیں۔ اسی دوران میں کہ معاذؓ کی اونٹنی نے جو رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کے پیچھے پیچھے کبھی چرتی اور کبھی چلتی جا رہی تھی، دفعۃً ٹھوکر کھائی، معاذؓ نے اس کو لگام کھینچ کر سنبھالا تو وہ اور تیز ہوگئی یہاں تک کہ اس کی وجہ سے آپ ؐ کی اونٹنی بھی بدک گئی۔ آپ ؐ نے اپنا نقاب اٹھایا! دیکھا تو لشکر بھر میں معاذؓ سے زیادہ کوئی اور شخص آپ کے قریب نہ تھا۔ آپ ؐ نے انؓ کو آواز دی اے معاذؓ! انہوں نے جواب دیا، یا نبیؐ اللہ میں حاضر ہوں۔ فرمایا اور قریب آجاؤ، وہ قریب آگئے اور اتنے قریب آگئے کہ دونوں کی سواریاں ایک دوسرے سے بالکل مل گئیں۔ آپ ؐ نے فرمایا میرا یہ خیال نہیں تھا کہ لوگ مجھ سے اتنی دور ہوں گے۔ معاذؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! لوگ کچھ اونگھ رہے تھے (اس لئے) ان کی سواریاں چرتی رہیں اور چلتی رہیں اور اِدھر اُدھر انہیں لے کر متفرق ہوگئیں۔ آپ ؐ نے فرمایا میں خود بھی اونگھ رہا تھا۔ معاذؓ نے جب دیکھا کہ آپ ؐ ان سے خوش ہیں اور موقع بھی تنہائی کا ہے تو عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اجازت دیجئے تو ایک بات پوچھوں جس نے مجھے بیمار ڈال دیا ہے اور نڈھال کر دیا ہے اور غمزدہ بنا رکھا ہے۔ آپ ؐ نے فرمایا اچھا جو چاہتے ہو پوچھو۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کوئی ایسا کام بتا دیجئے جو مجھے جنت میں لے جائے۔ اس کے سوا میں آپ ؐ سے اور کچھ نہیں پوچھوں گا۔ آپ ؐ نے فرمایا بہت خوب، بہت خوب، تم نے بڑی بات پوچھی۔ تین بار فرمایا۔ جس کے لئے خدا بھلائی کا ارادہ کرے اس کے لئے کچھ اتنی دشوار بھی نہیں۔ آپ ؐ نے ان سے کوئی بات نہیں فرمائی جو تین بار نہ دہرائی ہو، اس خیال سے کہ وہ آپ ؐ کی بات خوب پختہ یاد کرلیں۔ آپ ؐ نے فرمایا اللہ اور آخرت کے دن پر یقین رکھو، نماز پڑھا کرو، اللہ کی عبادت

کیا کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ۔ یہاں تک کہ اسی حال پر تمہاری موت آ جائے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! پھر ارشاد فرمائیے۔ آپؐ نے ان کی خاطر تین بار فرمایا، اس کے بعد آپؐ نے فرمایا اگر چاہو تو اس دین کے اونچے عملوں میں جو چوٹی کا عمل ہے اور جو اس کی جڑ ہے، وہ تمہیں بتا دوں۔ انہوں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپؐ پر قربان! ضرور ارشاد فرمائیے! آپؐ نے فرمایا سب میں جڑ کا عمل تو یہ ہے تو اس کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو تنہا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں، اور جس عمل سے دین کی بندش مضبوط رہتی ہے، وہ نماز پڑھنا اور زکوٰۃ دینا ہے اور اس کے اونچے اونچے عملوں میں سب سے چوٹی کا عمل جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ میں جنگ اس وقت تک جاری رکھوں جب تک کہ لوگ نماز نہ پڑھیں، زکوٰۃ نہ دیں اور اس بات کی شہادت نہ دیں کہ معبود کوئی نہیں مگر اللہ جو تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ جب یہ باتیں کر لیں تو وہ خود بھی بچ گئے اور اپنی جان و مال کو بھی بچا لیا مگر ہاں جو شریعت کی زد میں آ جائے اور اس کے بعد ان کا حساب خدا کے سپرد ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں محمدؐ کی جان ہے، کوئی چہرہ (عمل کرتے کرتے) متغیر نہیں ہوا اور کوئی قدم (سفر کرتے کرتے) غبار آلود نہیں ہوا، کسی ایسے عمل میں جس کا مقصد درجاتِ جنت ہوں فرض نماز کے بعد جہاد فی سبیل اللہ کے برابر اور نہ بندہ کے میزانِ عمل میں کوئی نیکی اتنی وزن دار ثابت ہوئی جتنا کہ اس کا وہ جانور جو جہاد فی سبیل اللہ میں مر گیا یا جس پر اس نے راہِ خدا میں سواری کی!

❀ ❀ ❀

حصہ چہارم

درسِ دوم

جہاد فی سبیل اللہ کی عظمت واہمیت

سورۃ التوبہ کی آیت نمبر ۲۴ کی روشنی میں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قُلۡ اِنۡ کَانَ اٰبَآؤُکُمۡ وَاَبۡنَآؤُکُمۡ وَاِخۡوَانُکُمۡ وَاَزۡوَاجُکُمۡ وَعَشِیۡرَتُکُمۡ وَاَمۡوَالُ

تو کہہ دے اگر تمہارے باپ اور بیٹے اور بھائی اور عورتیں اور برادری اور مال

اِقۡتَرَفۡتُمُوۡهَا وَتِجَارَةٌ تَخۡشَوۡنَ کَسَادَهَا وَمَسٰکِنُ تَرۡضَوۡنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَیۡکُمۡ

جوتم نے کمائے ہیں اور سوداگری جسکے بند ہونے سے تم ڈرتے ہو اور حویلیاں جن کو پسند کرتے ہو تم کو زیادہ پیاری ہیں

مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَجِهَادٍ فِیۡ سَبِیۡلِهٖ فَتَرَبَّصُوۡا حَتّٰی یَاۡتِیَ اللّٰهُ بِاَمۡرِهٖ ط

اللہ سے اور اس کے رسول سے اور لڑنے سے اس کی راہ میں تو انتظار کرو یہاں تک کہ بھیجے اللہ اپنا حکم،

وَاللّٰهُ لَا یَهۡدِی الۡقَوۡمَ الۡفٰسِقِیۡنَ ﴿۲۴﴾ ع

اور اللہ رستہ نہیں دیتا نافرمان لوگوں کو۔

اس آیۂ مبارکہ میں گویا ایک ترازو عطا کر دی گئی ہے ہر مدعیٔ ایمان کو جس میں وہ اپنے ایمان کو تول سکتا ہے۔ اس ترازو کے ایک پلڑے میں وہ ڈالے اپنی اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور اس کی راہ میں جہاد وقتال سے محبت ورغبت کو، اور دوسرے میں ڈالے کُل علائقِ دنیوی اور مال واسبابِ دنیوی کی محبت کو اور پھر دیکھے کہ کون سا پلڑا جھک رہا ہے۔ اگر پہلا جھک رہا ہو تو 'فَهُوَ الۡمَطۡلُوۡب' اسے چاہئے کہ اللہ کا شکر ادا کرے تاکہ مزید توفیق پائے، اور اگر خدانخواستہ دوسرا پلڑا بھاری ہو تو اسے چاہئے کہ فوراً متنبہ ہو اور اصلاح پر کمر بستہ ہو جائے۔ بصورتِ دیگر جائے، دفع ہو جائے، اور اللہ کے فیصلے کا انتظار کرے۔ اس لئے کہ اللہ ایسے لوگوں کو توفیق وہدایت سے نہیں نوازتا۔

❀❀❀

حصہ ٔ چہارم

درسِ سوم

جہاد فی سبیل اللہ

کی ’غایتِ قصویٰ‘ اور ’منتہائے مقصود‘

یا ’عبادتِ رب‘ اور ’شہادت علی الناس‘ کا تکمیلی مرحلہ

اِظْهَارُ دِيْنِ الْحَقِّ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ

اور

نبی اکرم ﷺ کا مقصدِ بعثت

اور اس کی تکمیل کے لئے امتِ مسلمہ کو دعوتِ سعی وعمل

جہاد وقتال فی سبیل اللہ کے موضوع پر قرآن حکیم کی جامع ترین سورت

سورۃ الصّف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ①

اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں، اور وہی ہے زبردست حکمت والا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ② كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا

اے ایمان والو کیوں کہتے ہو منہ سے جو نہیں کرتے۔ بڑی بیزاری کی بات ہے اللہ کے یہاں کہ کہو وہ چیز جو نہ

تَفْعَلُوْنَ ﴿۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ﴿۴﴾

کرو۔ اللہ چاہتا ہے ان لوگوں کو جو لڑتے ہیں اس کی راہ میں قطار باندھ کر گویا وہ دیوار ہیں سیسا پلائی ہوئی۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ وَقَدْ تَّعْلَمُوْنَ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ

اور جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم کو اے قوم میری کیوں ستاتے ہو مجھ کو اور تم کو معلوم ہے کہ میں اللہ کا بھیجا آیا ہوں

اِلَيْكُمْ ط فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ط وَاللّٰهُ لَا يَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۵﴾

تمہارے پاس، پھر جب وہ پھر گئے تو پھیر دیئے اللہ نے ان کے دل، اور اللہ راہ نہیں دیتا نافرمان لوگوں کو۔

وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا

اور جب کہا عیسیٰ مریم کے بیٹے نے اے بنی اسرائیل میں بھیجا ہوا آیا ہوں اللہ کا تمہارے پاس یقین کرنے والا

لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًاۢ بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ط

اس پر جو مجھ سے آگے ہے توریت اور خوشخبری سنانے والا ایک رسول کی جو آئیگا میرے بعد اس کا نام ہے احمد (ﷺ)،

فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۶﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ

پھر جب آیا ان کے پاس کھلی نشانیاں لیکر کہنے لگے یہ جادو ہے صریح۔ اور اس سے زیادہ بے انصاف کون جو باندھے اللہ پر

الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعٰٓى اِلَى الْاِسْلَامِ ط وَاللّٰهُ لَا يَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۷﴾ يُرِيْدُوْنَ

جھوٹ اور اس کو بلاتے ہیں مسلمان ہونے کو، اور اللہ راہ نہیں دیتا بے انصاف لوگوں کو۔ چاہتے ہیں

لِيُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ ط وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸﴾ هُوَ الَّذِيْٓ

کہ بجھا دیں اللہ کی روشنی اپنے منہ سے، اور اللہ کو پوری کرنی ہے اپنی روشنی اور پڑے برا مانیں منکر۔ وہی ہے جس نے

اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ لا وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ﴿۹﴾ ع

بھیجا اپنا رسول راہ کی سوجھ دے کر اور سچا دین کہ اس کو اوپر کرے سب دینوں سے اور پڑے برا مانیں شرک کرنے والے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۱۰﴾ تُؤْمِنُوْنَ

اے ایمان والو میں بتلاؤں تم کو ایسی سوداگری جو بچائے تم کو ایک عذاب دردناک سے۔ ایمان لاؤ

بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَتُجَاهِدُوۡنَ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ بِاَمۡوَالِكُمۡ وَاَنۡفُسِكُمۡ ؕ ذٰلِكُمۡ خَيۡرٌ لَّكُمۡ

اللہ پر اور اس کے رسول پر اور لڑو اللہ کی راہ میں اپنے مال سے اور اپنی جان سے، یہ بہتر ہے تمہارے حق میں

اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۱﴾ يَغۡفِرۡ لَكُمۡ ذُنُوۡبَكُمۡ وَيُدۡخِلۡكُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا

اگر تم سمجھ رکھتے ہو۔ بخشے گا وہ تمہارے گناہ اور داخل کرے گا تم کو باغوں میں جن کے نیچے بہتی ہیں

الۡاَنۡهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِىۡ جَنّٰتِ عَدۡنٍ ؕ ذٰلِكَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِيۡمُ ﴿۱۲﴾ وَاُخۡرٰى تُحِبُّوۡنَهَا ؕ

نہریں اور ستھرے گھروں میں بسنے کے باغوں کے اندر، یہی ہے بڑی مراد ملنی۔ اور ایک اور چیز دے جس کو تم چاہتے ہو،

نَصۡرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتۡحٌ قَرِيۡبٌ ؕ وَبَشِّرِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۱۳﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا كُوۡنُوۡۤا اَنۡصَارَ

مدد اللہ کی طرف سے اور فتح جلدی، اور خوشی سنا دے ایمان والوں کو۔ اے ایمان والو تم ہو جاؤ مددگار

اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِيۡسَى ابۡنُ مَرۡيَمَ لِلۡحَوَارِيّٖنَ مَنۡ اَنۡصَارِىۡۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ قَالَ الۡحَوَارِيُّوۡنَ

اللہ کے جیسے کہا عیسیٰ مریم کے بیٹے نے اپنے یاروں کو کون ہے کہ مدد کرے میری اللہ کی راہ میں، بولے یار

نَحۡنُ اَنۡصَارُ اللّٰهِ فَاٰمَنَتۡ طَّآئِفَةٌ مِّنۡۢ بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ وَكَفَرَتۡ طَّآئِفَةٌ ۚ فَاَيَّدۡنَا

ہم ہیں مددگار اللہ کے پھر ایمان لایا ایک فرقہ بنی اسرائیل سے اور منکر ہوا ایک فرقہ، پھر قوت دی ہم نے

الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا عَلٰى عَدُوِّهِمۡ فَاَصۡبَحُوۡا ظٰهِرِيۡنَ ﴿۱۴﴾ ع

ان کو جو ایمان لائے تھے ان کے دشمنوں پر پھر ہو رہے غالب۔

تمہید

''اَلْمُسَبِّحَات اور ان کی اَخَوَات''

کے بعض مشترک مضامین

قرآن حکیم میں ستائیسویں پارے کی آخری سورت یعنی سورۃ الحدید سے لے کر اٹھائیسویں پارے کے اختتام یعنی سورۃ التحریم تک بلحاظ تعدادِ سُوَر مدنی سورتوں کا سب سے بڑا اکٹھ (Constellation) وارد ہوا ہے۔ یہ دس سورتوں کا ایک نہایت حسین وجمیل گلدستہ ہے، جن میں چند امور واضح طور پر مشترک ہیں اور چونکہ مطالعہ قرآن حکیم کے پیش نظر منتخب نصاب میں مکمل سورتوں کی سب سے بڑی تعداد اسی مجموعے سے ماخوذ ہے لہٰذا

اس میں شامل سورتوں کے مشترک نکات کے بارے میں مختصر اشارات، ان شاء اللہ العزیز، بہت مفید ہوں گے: وہ مشترک امور یہ ہیں۔

۱۔ یہ سورتیں تقریباً سب کی سب زمانۂ نزول کے اعتبار سے مدنی دور کے نصفِ آخر سے متعلق ہیں، جب کہ اہلِ ایمان نے ایک باقاعدہ ''امتِ مسلمہ'' کی حیثیت اختیار کر لی تھی۔

۲۔ یہی سبب ہے کہ ان میں خطاب کا اصل رخ 'امتِ مسلمہ' کی جانب ہے۔ کفار خواہ مشرکین میں سے ہوں خواہ اہلِ کتاب یعنی یہود اور نصاریٰ میں سے ان سورتوں میں مخاطب نہیں ہیں۔ نہ باندازِ دعوت وتبلیغ نہ بطرزِ ملامت والزام۔ یہود کا ذکر اس سلسلے کی اکثر سورتوں میں ہے (اور ایک مقام پر نصاریٰ کا بھی) لیکن صرف بطورِ نشانِ عبرت۔

۳۔ امتِ مسلمہ سے خطاب میں ایسے محسوس ہوتا ہے کہ طویل مکی اور مدنی سورتوں میں جو اہم اور اساسی مباحث نہایت تفصیل اور شرح وبسط کے ساتھ بیان ہوئے ہیں، ان سورتوں میں گویا ان کے خلاصے درج کر دیئے گئے ہیں تا کہ انہیں بآسانی حرزِ جان بنایا جا سکے۔

۴۔ مسلمانوں سے خطاب کے ضمن میں ان میں سے اکثر سورتوں میں 'ملامت' (اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ایک قول کے مطابق 'عتاب') کا رنگ بہت نمایاں ہے، اور ایسے محسوس ہوتا ہے کہ جیسے مسلمانوں کے جذباتِ ایمانی کچھ سرد پڑ رہے ہوں اور ان کے جوشِ جہاد اور جذبۂ انفاق میں کمی واقع ہو رہی ہو اور انہیں اس پر سرزنش کی جا رہی ہو جیسے ﴿مَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ؟﴾ یا ﴿وَمَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؟ ﴾ یا ﴿اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ؟﴾ یا ﴿لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ؟﴾ وغیرہ۔ اور اس کی وجہ بھی صاف ظاہر ہے یعنی یہ کہ جب امت نے وسعت اختیار کی اور ﴿يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا﴾ کی کیفیت پیدا ہوئی تو فطری طور پر نو واردوں میں ایسے لوگ بکثرت موجود تھے، جن میں یہ کیفیاتِ

ایمانی بہ تمام وکمال موجود نہ تھیں۔ (جس کی جانب اشارہ ہے سورۃ الحجرات کی آیات ۱۴۔۱۵ میں) لہٰذا بحیثیتِ مجموعی امت میں ایمان کی حرارت اور جوشِ جہاد وجذبۂ انفاق کے اوسط میں کمی واقع ہوئی۔ حکمتِ الٰہی نے اس پر بھرپور گرفت فرمائی، تاکہ آئندہ جب امت میں یہ اضمحلال مزید شدت اختیار کرے تو یہ آیاتِ مبارکہ سرد پڑتے ہوئے جذبات اور گرتے ہوئے حوصلوں کے لئے مہمیز کا کام دیں۔ (یہی وجہ ہے کہ ان سورتوں میں سابقہ امتِ مسلمہ یعنی یہود کو بطور نشانِ عبرت بار بار پیش کیا گیا ہے۔ اس لئے کہ آئندہ بموجب فرمانِ نبویؐ "لَيَأْتِيَنَّ عَلٰى اُمَّتِي كَمَا اَتٰى عَلٰى بَنِي اِسْرَائِيْلَ حَذْوَالنَّعْلِ بِالنَّعْلِ" امت کو ان ہی حالات وکوائف سے دوچار ہونا تھا جس سے یہود ہوئے تھے)۔

ان سورتوں کے مضامین پر غور کرنے سے تین مزید باتیں بہت اہم اور قابلِ توجہ سامنے آتیں ہیں۔

۱۔ ان دس سورتوں میں سے پانچ وہ ہیں جن کا آغاز "سَبَّحَ لِلّٰهِ" یا "يُسَبِّحُ لِلّٰهِ" کے الفاظ سے ہوتا ہے۔ اور صاف نظر آتا ہے کہ ظاہری اور معنوی دونوں اعتبارات سے اس حسین وجمیل گلدستے میں ان کا حسن وجمال کچھ اور ہی شان کا حامل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انہیں "اَلْمُسَبِّحَات" کا جداگانہ نام دیا گیا ہے۔

۲۔ اس گروپ میں ہر اعتبار سے جامع ترین سورت سورۃ الحدید ہے اور بقیہ سورتوں میں سے اکثر اس میں بیان شدہ مضامین کی مزید تشریح وتوضیح پر مشتمل ہیں۔ چنانچہ یہ نہ صرف یہ کہ "اُمُّ الْمُسَبِّحَات" ہے بلکہ واقعہ یہ ہے کہ اگر قرآن حکیم کے لئے ایک شجرہ طیبہ کی تشبیہ اختیار کی جائے تو سورۃ العصر اس کے 'بیج' اور سورۃ الحدید اس کے 'پھل' کی حیثیت رکھتی ہے۔ واللہ اعلم! (یہی وجہ ہے کہ اس منتخب نصاب کا نقطۂ آغاز سورۃ العصر ہے اور یہ ختم ہوتا ہے سورۃ الحدید پر!)

۳۔ مزید براں ان سورتوں کا دو دو کے جوڑوں میں منقسم ہونا جو ویسے بھی قرآن مجید کا ایک عام اسلوب ہے، بہت نمایاں ہے۔ بالخصوص آخری تین جوڑوں میں تو یہ

کیفیت انتہا کو پہنچی ہوئی نظر آتی ہے۔ جیسے ایمان اور اس کے ثمرات و مضمرات کے بیان کے ضمن میں سورۃ التغابن قرآنِ حکیم کی جامع ترین سورت ہے۔ اسی طرح نفاق اور اس کی حقیقت، اس کے آغاز وانجام اور اس سے بچاؤ کی تدابیر کے ضمن میں سورۃ المنافقون قرآن مجید کی جامع ترین سورت ہے اور مصحف میں یہ دونوں سورتیں اس گروپ میں ساتھ ساتھ وارد ہوئیں تاکہ اس تصویر کے منفی اور مثبت دونوں رخ بیک وقت نگاہ کے سامنے آجائیں۔ اور اس طرح ان دونوں سورتوں نے مل کر اس موضوع پر ایک نہایت حسین وجمیل، اور حد درجہ کامل واکمل جوڑے کی صورت اختیار کرلی۔ (ان میں سے سورۃ التغابن اس منتخب نصاب کے حصہ دوم میں شامل ہے اور سورۃ المنافقون آگے آرہی ہے!) اسی طرح انسان کی عائلی زندگی میں بھی زوجین کے مابین دو متضاد صورتیں پیدا ہوسکتی ہیں، ایک عدم موافقت جس کی انتہاء 'طلاق' ہے اور دوسری حد اعتدال سے متجاوز محبت اور باہمی دلجوئی اور پاس ولحاظ جس سے حدود اللہ تک کے ٹوٹنے کا احتمال پیدا ہوجائے۔ چنانچہ سورۃ الطلاق اور التحریم میں عائلی زندگی کے یہ دونوں رخ زیر بحث آئے ہیں اور ان میں نسبتِ زوجیت ظاہری اور معنوی دونوں اعتبارات سے بتمام وکمال موجود ہے۔ (سورۃ التحریم اس منتخب نصاب کے حصہ سوم میں آچکی ہے) اسی طرح کا ایک نہایت حسین وجمیل اور حد درجہ روشن وتابناک جوڑا سورۃ الصّف اور سورۃ الجمعہ پر مشتمل ہے۔ اس کی دلآویزی میں ایک خصوصی شان پیدا ہوئی ہے اس حقیقت سے کہ ان دونوں صورتوں میں سید الاولین والآخرین اور محبوبِ رب العالمین ﷺ کی بعثتِ مبارکہ کے دو رخ زیرِ بحث آئے ہیں۔ چنانچہ ایک میں آپ ؐ کے ''مقصدِ بعثت'' کو بیان فرمایا گیا ہے اور دوسری میں آپ ؐ کے ''اساسی منہجِ عمل'' کو!۔ یہ جوڑا دس سورتوں کے اس گلدستے میں عددی اعتبار سے بھی عین وسط میں ہے اور معنوی اعتبار سے بھی اسے اس گروپ میں مرکزی اہمیت حاصل ہے، اس لئے کہ اس سے ایک جانب 'امتِ مسلمہ' کے مقصدِ تاسیس پر روشنی پڑتی ہے تو دوسری جانب اس کے حصول کے لئے صحیح

اور درست طریقِ کار پر، اوران دونوں مضامین کی اہمیت اظہر من الشّمس ہے!۔

سورۃ الصّف

'سورۃ الصّف'...... المسبحات کی صف میں عین قلب کے مقام پر وارد ہوئی ہے۔اس لئے کہ دو مسبحات اس سے پہلے ہیں یعنی الحدید اور الحشر اور دو بعد میں یعنی الجمعہ اور التغابن۔ مزید براں مضامین کے اعتبار سے بھی اسے اس گروپ کا مرکز ومحور قرار دیا جاسکتا ہے۔

خود سورۃ الصّف کا عمود اس کی آیت ۹ سے معین ہوتا ہے۔یعنی "اِظْھَارُ دِیْنِ الْحَقِّ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ" یا ''اللہ کے دینِ برحق کو کُل کے کُل دین یا نظامِ زندگی پر غالب ونافذ کرنا'' جس سے بیک وقت دین کے فلسفہ وحکمت کے تین اہم اور بنیادی مضامین کی وضاحت ہوتی ہے:

اولاً......اس سے ''اَلْجِھَادُ فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ''کی آخری 'منزلِ مقصود' یا 'غایتِ قصویٰ' کا تعین ہوتا ہے۔(خاص اسی اعتبار سے اس منتخب نصاب میں اس سورۂ مبارکہ کا درس سورۃ الحج کے آخری رکوع کے متصلاً بعد ہوتا ہے۔اس لئے کہ اس میں جہاد فی سبیل اللہ کے بنیادی اور اساسی مقصد یا 'غایتِ اولیٰ کا بیان ہے......یعنی شہادت علی الناس'!

ثانیاً......اس سے 'مطالباتِ دین' کے ضمن میں بھی مرتبۂ تکمیل کا تعین ہوتا ہے۔اس لئے کہ 'عبادتِ رب' کا حق بھی اس وقت تک کاملۃً ادا نہیں ہوسکتا جب تک اللہ کا دین پورے نظامِ زندگی پر غالب ونافذ نہ ہو، اس لئے کہ اس صورت میں اللہ کی اطاعت صرف انفرادی زندگی میں کی جاسکتی ہے۔انسانی زندگی کے وہ گوشے اس سے خالی رہ جائیں گے جو اجتماعی نظام کے زیر تسلط ہوتے ہیں۔گویا بات وہی ہوگی کہ ؎

مُلّا کو جو ہے ہند میں سجدے کی اجازت
ناداں یہ سمجھتا ہے کہ اسلام ہے آزاد!

مزید براں 'شہادت علی الناس' کا کامل حق بھی اس وقت تک ادا نہیں ہوسکتا، جب تک کہ پورا نظامِ حق عملاً قائم کر کے اور بالفعل چلا کے نہ دکھا دیا جائے اور اس طرح نوعِ انسانی پر حیاتِ اجتماعی کے مختلف گوشوں کے ضمن میں ہدایتِ خداوندی کا عملی نمونہ پیش کر

کے کامل اتمامِ حجت نہ کر دیا جائے۔

ثالثاً......اس سے نبی اکرم ﷺ کے 'مقصدِ بعثت' کی امتیازی یا ''اتمامی و تکمیلی'' شان بھی واضح ہو جاتی ہے۔ (یہی وجہ ہے کہ اس آیۂ مبارکہ پر راقم نے مفصل و مدلل بحث اپنی اس تحریر میں کی ہے جو 'بعثتِ محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی اتمامی و تکمیلی شان!'' کے عنوان سے ''نبی اکرم ﷺ کا مقصدِ بعثت'' نامی کتابچے میں شامل ہے) مختصراً یہ کہ:

۱۔ آنحضورؐ دو چیزوں کے ساتھ مبعوث ہوئے ایک الھدیٰ یعنی قرآنِ مجید اور دوسرے دین الحق یعنی اطاعتِ خداوندی کے اصل الاصول پر مبنی انسانی زندگی کا مکمل اور متوازن نظامِ عدل وقسط!

۲۔ آپؐ کے 'مقصدِ بعثت' میں جہاں انذار و تبشیر، دعوت و تبلیغ، تعلیم و تربیت اور تزکیۂ نفوس اور تصفیۂ قلب ایسے اساسی و بنیادی امور بھی لامحالہ شامل ہیں جو بعثتِ انبیاء ورسل کی اصل غرض و غایت ہیں وہاں دینِ حق کی شہادت واقامت کا اتمامی و تکمیلی مرحلہ بھی شامل ہے اور یہی آپؐ کے مقصدِ بعثت کی 'امتیازی شان' ہے۔

۳۔ اس مقصدِ عظیم کے لئے امکان بھر سعی وجہد اور بذلِ نفس وانفاقِ مال اہلِ ایمان کے ایمان کا بنیادی تقاضا اور ان کے صادق الایمان ہونے کا عملی ثبوت ہے۔ اور اسی کو اصطلاحاً 'جہاد فی سبیل اللہ' کہا جاتا ہے!

'عمود' کے تعین کے بعد اس سورۂ مبارکہ کی باقی تیرہ آیات مشتمل ہیں جہاد وقتال فی سبیل اللہ سے جی چرانے پر تہدید و تنبیہہ اور زجر و ملامت پر اور دوسرا رکوع کُل کا کُل مشتمل ہے جہاد وقتال فی سبیل اللہ کے اجر، ثواب اور ان اعلیٰ مقامات و مراتب کی وضاحت و تفصیل پر، جن تک ایک بندہ مومن جہاد وقتال فی سبیل اللہ کے ذریعے رسائی حاصل کر سکتا ہے۔ گویا پوری سورۃ الصّف اپنے مضامین کے اعتبار سے حد درجہ مربوط ہے اور اس کی تمام آیات ان حسین و جمیل موتیوں کے مانند ہیں جو ایک ڈوری میں پروئے ہوئے ہوں اور ایک ایسے ہار کی شکل اختیار کر لیں جس کے عین وسط میں ایک نہایت تابناک ہیرا معلق ہو۔ یہ روشن اور حسین و جمیل ہیرا ہے آیت ۹ اور ہار کے دونوں اطراف ہیں اس سے ماقبل اور

مابعد کی آیات جن میں امتِ مسلمہ کو جہاد وقتال کی پُر زور اور نہایت مؤثر دعوت ہے بطرزِ ''ترغیب وتشویق'' بھی اور باندازِ ''تہدید وترہیب'' بھی۔ ابتدائی آٹھ آیات کو بھی باعتبار مضامین دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

حصہ اول پہلا حصہ چار آیات پر مشتمل ہے، جن میں سے اولین آیت ایک حد درجہ پُرشکوہ تمہید ہے جس میں واضح کیا گیا کہ جہاں تک اللہ کی تسبیح وتحمید کا تعلق ہے وہ تو کائناتِ ارضی وسماوی کا ذرہ ذرہ کر رہا ہے۔ گویا انسان سے اس کے خالق ومالک کو کچھ اور ہی مطلوب ہے! بقول علامہ اقبالؒ ع ''شمع یہ سودائی دلسوزئ پروانہ!'' (یاد رہے کہ سورۃ البقرۃ کے چوتھے رکوع میں فرشتوں نے بھی آدم کی خلافت پر یہی عرض کیا تھا کہ جہاں تک تسبیح اور تحمید وتقدیس کا تعلق ہے وہ تو ہم کر ہی رہے ہیں! کیا خوب کہا ہے کسی کہنے والے نے ؎

دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کرّ وبیاں!)

آیت ۲، ۳ میں مسلمانوں میں سے جو عافیت کے گوشے میں بیٹھ رہنے کو ترجیح دیں جہاد وقتال فی سبیل اللہ کے شدائد ومصائب پر! بقولِ جگر مرادآبادی ؎

تپتی راہیں مجھ کو پکاریں
دامن پکڑے چھاؤں گھنیری

ان کو شدید ترین الفاظ میں متنبہ کیا گیا ہے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان اور ان کے ساتھ عشق ومحبت کے زبانی دعوے نہ صرف یہ کہ اللہ کے یہاں کسی درجے میں مفید نہیں بلکہ یہ لن ترانیاں اللہ کے غیظ وغضب کو بھڑکانے والی اور اللہ کی بیزاری میں شدت پیدا کرنے والی ہیں اگر ان کے ساتھ عمل کی شہادت نہ ہو اور انسان بالفعل اپنی جان اور اپنا مال اللہ کی راہ میں صرف کرنے اور کھپا دینے کے لئے آمادہ نہ ہو۔ (واضح رہے کہ پیش نظر منتخب نصاب میں اس مضمون کا نقطۂ آغاز سورۃ الحجرات کی آیت ۱۵ ہے، جس میں اصل صادق الایمان ان لوگوں کو قرار دیا گیا ہے جن کے دلوں میں وہ ایمان جاگزیں ہے جس نے ایسے یقین کی صورت اختیار کر لی ہو، جس میں شکوک وشبہات (وسوسوں کا معاملہ جدا ہے!) کے کانٹے

پیچھے نہ رہ گئے ہوں اور جن کے عمل میں ﴿وَجَاهَدُوْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ﴾ کی شان جلوہ گر ہو۔ اس کے بعد سورہ الحج کے آخری رکوع میں 'مطالباتِ دین' کی چوٹی یا ذروہ سنام قرار دیا گیا 'جہاد' کو اور اس کی اساسی غرض و غایت معین ہوئی 'شہادت علی الناس' اب یہ سورۂ مبارکہ کُل کی کُل وقف ہے اسی موضوع پر، چنانچہ اس میں زجر و توبیخ بھی انتہاء کو پہنچ گئی ہے اور ترغیب و تشویق بھی!)

حصہ اول کی آخری آیت ۴ میں گویا بالکل دوٹوک الفاظ میں فرما دیا کہ اگر ہم سے دل لگانا ہے اور ہماری محبت کا دعویٰ ہے تو جان لو کہ ہمیں تو محبوب ہیں وہ بندے جو ہماری راہ میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار کے مانند جم کر جنگ کریں، (علامہ اقبال نے بالکل اسی انداز اور اسلوب میں کہا ہے یہ شعر کہ ؎

محبت مجھے ان جوانوں سے
ستاروں پہ جو ڈالتے ہیں کمند)

گویا جسے بھی اس وادی میں قدم رکھنا ہو، وہ سوچ سمجھ کر آگے بڑھے ؎

یہ شہادت گہِ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

واضح رہے کہ اس آیہ مبارکہ سے اسلام کے نظامِ حکمت میں ''خیراعلیٰ'' (Highest Good) (Summum Bonum) کا بالکل واضح الفاظ میں تعین ہو جاتا ہے!

حصہ ثانی دوسرا حصہ بھی چار ہی آیات پر مشتمل ہے اور اس میں اس سورۂ مبارکہ کے مرکزی مضمون کے پس منظر میں یہود کو بطورِ نشان عبرت پیش کیا گیا ہے اور اس ضمن میں ان کی تاریخ کے تین ادوار کا حوالہ دیا گیا ہے۔

آیت نمبر ۵ میں ان کا وہ طرزِ عمل سامنے آتا ہے جو انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اختیار کیا۔ آنجنابؑ کو بنی اسرائیل کی جانب سے یقیناً بہت سی ذاتی ایذا رسانیوں سے بھی سابقہ پیش آیا ہوگا (جیسا کہ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو واقعۂ افک وغیرہ کی صورت میں پیش آیا) لیکن اس سورت کے مرکزی مضمون کے اعتبار سے یہاں اشارہ معلوم ہوتا ہے اس قلبی

اذیت اور ذہنی کوفت کی جانب جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس وقت پہنچی جب بنی اسرائیل نے قتال فی سبیل اللہ سے کورا جواب دے دیا جس پر آنجنابؑ نے ان سے شدید بیزاری کا اظہار فرمایا۔ (ملاحظہ ہوں آیات ۲۰ تا ۲۶ سورۃ المائدۃ)

آیت نمبر ۶ میں مذکور ہے یہود کا وہ طرزِ عمل جو انہوں نے اختیار کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ، بالخصوص ان کے علماء کی وہ کور چشمی اور ڈھٹائی جس کی بنا پر انہوں نے اللہ کے ایک جلیل القدر پیغمبر کو جادوگر اور کافر و مرتد اور واجب القتل قرار دیا اور ان کو عطا کئے جانے والے معجزات کو سحر سے تعبیر کیا۔

آیات نمبر ۷، ۸ میں نقشہ کھینچا گیا ہے یہود کے اس طرزِ عمل کا جو نبی موعود اور رسولِ آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی دعوت کے ضمن میں ظاہر ہوا، یعنی انتہائی متکبرانہ حسد، بغض اور مخالفت و مخاصمت میں حد درجہ گھٹیا اور کمینے ہتھکنڈوں پر اتر آنا۔ اس لئے کہ اعراض عن الحق کے باعث ان میں جو دناءت اور بزدلی پیدا ہو چکی تھی اس کے باعث وہ کبھی کھلے میدان میں تو آنحضورؐ اور مسلمانوں کا مقابلہ نہ کر سکے، البتہ اوچھے ہتھیاروں سے کام لینے کی ہر ممکن کوشش انہوں نے کی جسے تعبیر فرمایا ''اللہ کے نور کو منہ کی پھونکوں سے بجھا دینے کی کوشش'' کے حد درجہ فصیح و بلیغ الفاظ سے! بقول مولانا ظفر علی خان ؂

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

رکوع دوم دوسرے رکوع کی پہلی آیت میں مسلمانوں سے ایک سوال کیا گیا ''کیا تمہیں وہ کاروبار بتاؤں جس کا نفع اتنا عظیم ہے کہ تم عذابِ الیم سے چھٹکارا پا جاؤ''۔ بین السطور میں گویا یہ تنبیہہ فرما دی گئی کہ اگر اس کاروبار کو اختیار نہ کرو گے اور اس سے اباء و اعراض کرو گے تو عذابِ الیم سے چھٹکارا پانے کی امید بھی ایک امیدِ موہوم سے زیادہ کچھ نہیں۔ اور یہ گویا خلاصہ ہو گیا اس تمام تہدید و ترہیب کا جو پہلے رکوع میں تفصیلاً وارد ہوئی ہے۔

دوسری آیت میں اس سوال کا جواب مرحمت فرمایا گیا: 'ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسولؐ پر اور جہاد کرو اس کی راہ میں اور کھپاؤ اس میں اپنے اموال بھی اور اپنی جانیں بھی، اسی

میں خیر مضمر ہے!'۔ بقیہ چار آیات میں اسی ''خیر'' کی تفاصیل ہیں چنانچہ:

آیت نمبر ۱۱ میں ذکر ہوا مغفرت اور داخلۂ جنت، اور فردوسِ بریں کے پاکیزہ مسکنوں کا اس تصریح کے ساتھ کہ اصل اور عظیم کامیابی ان ہی کا حصول ہے۔

آیت نمبر ۱۲ میں بشارت وارد ہوئی دنیا میں تائید و نصرت اور فتح و ظفر کی، اس تعریض کے ساتھ کہ یہ تمہیں بہت عزیز ہے۔ (اگر چہ اللہ کی نگاہ میں اس کی کوئی خاص اہمیت نہیں)۔

آیت نمبر ۱۴ میں پہنچ گیا یہ مضمون اپنے عروج اور کمال (Climax) کو یعنی جہاد و قتال فی سبیل اللہ کے ذریعے اہلِ ایمان رسائی حاصل کر سکتے ہیں اس مقامِ رفیع تک کہ وہ عبد ہوتے ہوئے معبود کے مددگار قرار پائیں اور مخلوق ہوتے ہوئے خالق کے 'انصار' ہونے کا خطاب پائیں۔ اس ضمن میں مثال میں پیش فرمایا حوارییّنِ حضرت مسیحؑ کو جنہوں نے آنجنابؑ کے رفعِ آسمانی کے بعد واقعہ یہ ہے کہ آپ کے پیغام کی نشر و اشاعت کے ضمن میں قربانیوں اور آزمائشوں میں ثابت قدم رہنے کی جو مثالیں قائم کیں وہ رہتی دنیا تک یادگار رہیں گی۔

اس آخری آیت میں ضمنی طور پر اشارہ ہوا ہے اس جانب بھی کہ کسی بگڑی ہوئی مسلمان قوم میں جو کوئی بھی اصلاح کا بیڑہ اٹھا کر آمادۂ عمل ہو اس کو ندا لگانی چاہئے کہ ﴿مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰہِ؟﴾ ''کون ہے جو اللہ کی راہ میں میری مدد پر کمر بستہ ہو؟'' پھر جو لوگ اس کی صدا پر لبیک کہیں وہ آپ سے آپ ایک فطری جماعت کی صورت اختیار کر لیں گے۔

آخر میں ایک اشارہ اور...... پوری سورۃ الصّف اصل میں تشریح و تفصیل ہے ''اُمُّ الْمُسَبِّحَات''، یعنی سورۃ الحدید کی آیت ۲۴ کی، اس اجمال کی تفصیل بعد میں آئے گی۔

☆ ☆ ☆

’جہاد فی سبیل اللہ‘ ایک نظر میں

(ا) سہ حرفی مادہ (Root): جُہد یعنی کوشش، اردو میں جدو جہد عام طور پر مستعمل ہے۔
انگریزی میں "To exert one's utmost"

(ب) جہاد یا مجاہدہ باب مفاعلہ سے ہے جس کے خواص میں مشارکت اور مقابلہ دونوں شامل ہیں۔ یعنی ’کش مکش‘۔ انگریزی میں "To struggle hard"

(ج) ظاہر ہے کہ اس کوشش یا کش مکش میں جسمانی قوتیں اور صلاحیتیں بھی کھپتی ہیں اور مال بھی صرف ہوتا ہے۔ چنانچہ حکمِ جہاد کے ساتھ بالعموم اضافہ ہوتا ہے ﴿بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ﴾ کے الفاظ کا!

(د) پھر یہ بھی لازم ہے کہ یہ کوشش یا کشمکش کسی معین مقصد کے لئے ہو جس کو ظاہر کیا جاتا ہے ’’فی سبیل‘‘ کے الفاظ سے۔ گویا اگر کوشش یا کشمکش نفسانی اغراض کے لئے ہو تو یہ ’’جہاد فی سبیل النفس‘‘ ہوگا۔ علیٰ ہٰذا القیاس جہاد فی سبیل الوطن بھی ہوسکتا ہے اور فی سبیل القوم بھی، فی سبیل الاشترا کیہ بھی ہوسکتا ہے اور فی سبیل الجمھو ریہ بھی، فی سبیل الشیطان بھی ہوسکتا ہے اور فی سبیل الطاغوت بھی۔ اور ان سب سے جدا اور ہر اعتبار سے منفرد ہے ’’جہاد فی سبیل اللہ!‘‘

(ھ) جہاد فی سبیل اللہ:

نقطۂ آغاز یا ’’جہادِ اکبر‘‘......’**مجاهده مع النفس**‘

’غایتِ اولیٰ‘ یا مقصدِ اولین...... ’**شهادت على الناس**‘

’غایتِ قصویٰ‘ یا آخری منزل......’**اِظْهَارُ دِيْنِ الْحَقِّ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ**‘

❀ ❀ ❀

حصہ چہارم

درسِ چہارم

نبی اکرم ﷺ کا بنیادی طریق کار
یا
انقلابِ نبویؐ کا اساسی منہاج

سورۃ الجمعہ کی روشنی میں مع اضافی مضامین

○ آنحضور ﷺ کی دو بعثتیں

- ○ خصوصی ......اُمّیین کی جانب
- ○ عمومی ......جملہ...... اٰخَرِین

○ حاملِ کتاب اُمّت کی ذمہ داریاں

- ○ ان سے اعراض وروگردانی پر سزا وعقوبت
- ○ اس ضمن میں یہود کی مثال!

○ انبیاء کرامؑ کی اُمّتوں میں عملی اضمحلال و اخلاقی زوال کا اصل سبب

- ○ اللہ کے چہیتے ہونے کا زعم
- ○ اصل فیصلہ کُن بات: زندگی عزیز تر ہے یا موت؟

○ حکمت و احکام جمعہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الۡاَرۡضِ الۡمَلِكِ الۡقُدُّوۡسِ الۡعَزِيۡزِ الۡحَكِيۡمِ ①

اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ کہ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں بادشاہ پاک ذات زبردست حکمتوں والا۔

هُوَ الَّذِىۡ بَعَثَ فِى الۡاُمِّيّٖنَ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيۡهِمۡ

وہی ہے جس نے اٹھایا اَن پڑھوں میں ایک رسول انہی میں کا پڑھ کر سناتا ہے ان کو اس کی آیتیں اور ان کو سنوارتا ہے

وَيُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ ق وَاِنۡ كَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ ②

اور سکھلاتا ہے ان کو کتاب اور عقلمندی، اور اس سے پہلے وہ پڑے ہوئے تھے صریح بھول میں۔

وَّاٰخَرِيۡنَ مِنۡهُمۡ لَمَّا يَلۡحَقُوۡا بِهِمۡ ط وَهُوَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ③

اور اٹھایا اس رسول کو ایک دوسرے لوگوں کے واسطے بھی انہی میں سے جو ابھی نہیں ملے ان میں، اور وہی ہے زبردست حکمت والا۔

ذٰلِكَ فَضۡلُ اللّٰهِ يُؤۡتِيۡهِ مَنۡ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِيۡمِ ④ مَثَلُ الَّذِيۡنَ حُمِّلُوا التَّوۡرٰىةَ

یہ بڑائی اللہ کی ہے دیتا ہے جس کو چاہے اور اللہ کا فضل بڑا ہے۔ مثال ان لوگوں کی جن پر لادی توریت

ثُمَّ لَمۡ يَحۡمِلُوۡهَا كَمَثَلِ الۡحِمَارِ يَحۡمِلُ اَسۡفَارًا ط بِئۡسَ مَثَلُ الۡقَوۡمِ الَّذِيۡنَ كَذَّبُوۡا

پھر نہ اٹھائی انہوں نے جیسے مثال گدھے کی پیٹھ پر لے چلتا ہے کتابیں، بُری مثال ہے ان لوگوں کی جنہوں نے جھٹلایا

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِيۡنَ ⑤ قُلۡ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ هَادُوۡۤا اِنۡ زَعَمۡتُمۡ

اللہ کی باتوں کو، اور اللہ راہ نہیں دیتا بے انصاف لوگوں کو۔ تو کہہ اے یہودی ہونے والو اگر تم کو دعویٰ ہے

اَنَّكُمۡ اَوۡلِيَآءُ لِلّٰهِ مِنۡ دُوۡنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الۡمَوۡتَ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ⑥

کہ تم دوست ہو اللہ کے سب لوگوں کے سوائے آرزو کرو اپنے مرنے کی اگر تم سچے ہو۔

وَلَا يَتَمَنَّوۡنَهٗۤ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتۡ اَيۡدِيۡهِمۡ ط وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌۢ بِالظّٰلِمِيۡنَ ⑦

اور وہ کبھی نہ منائینگے اپنا مرنا ان کاموں کی وجہ سے جنکو آگے بھیج چکے ہیں انکے ہاتھ، اور اللہ کو خوب معلوم ہیں سب گنہگار۔

قُلۡ اِنَّ الۡمَوۡتَ الَّذِىۡ تَفِرُّوۡنَ مِنۡهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيۡكُمۡ ثُمَّ تُرَدُّوۡنَ اِلٰى عٰلِمِ الۡغَيۡبِ وَالشَّهَادَةِ

تو کہہ موت وہ جس سے تم بھاگتے ہو سو وہ تم سے ضرور ملنے والی ہے پھر تم پھیرے جاؤ گے اس چھپے اور کھلے جاننے والے کے پاس

فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٨﴾ ع يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ

پھر جتلا دے گا تم کو جو تم کرتے تھے۔ اے ایمان والو جب اذان ہو نماز کی جمعہ کے دن

فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ط ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿٩﴾ فَاِذَا

تو دوڑو اللہ کی یاد کو اور چھوڑ دو خرید وفروخت، یہ بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم کو سمجھ ہے۔ پھر جب

قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا

تمام ہو چکے نماز تو پھیل پڑو زمین میں اور ڈھونڈو فضل اللہ کا اور یاد کرو اللہ کو بہت سا

لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿١٠﴾ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا ۨ انْفَضُّوْۤا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا ط

تا کہ تمہارا بھلا ہو۔اور جب دیکھیں سودا بکتا یا کچھ تماشا متفرق ہو جائیں اس کی طرف اور تجھ کو چھوڑ جائیں کھڑا،

قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ط وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿١١﴾ ع

تو کہہ جو اللہ کے پاس ہے سو بہتر ہے تماشے سے اور سوداگری سے، اور اللہ بہتر ہے روزی دینے والا۔

سورۃ الجمعہ کا 'عمود' اس کی آیت ۲ سے متعین ہوتا ہے، جس میں نبی اکرم ﷺ کا بنیادی طریقِ کار یا 'اساسی منہجِ عمل' بیان ہوا ہے۔ یعنی ﴿يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ﴾ (لوگوں کو اللہ کی آیات سنانا، ان کا تزکیہ کرنا اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دینا!)

الحمدللہ کہ راقم الحروف نے جہاں سورۃ الصّف کی مرکزی آیت پر مفصل ومدلل کلام کیا ہے ''نبی اکرمؐ کا مقصدِ بعثت'' نامی کتابچے میں، وہاں سورۃ الجمعہ کی اس مرکزی آیت پر بھی کافی وشافی بحث سپردِ قلم کر دی ہے، اپنے اس مقالے میں جو ''انقلابِ نبویؐ کا اساسی منہاج'' کے عنوان سے متذکرہ بالا کتاب میں بھی شامل ہے اور علیحدہ مطبوعہ بھی موجود ہے۔ بہرنوع اس مقام پر اس کے اعادے کی چنداں حاجت نہیں۔

'عمود' کی تعیین کے بعد اس سورۂ مبارکہ کے مضامین کا تجزیہ بہت آسان ہے! سورۃ الصّف کی طرح سورۃ الجمعہ کا پہلا رکوع بھی دو حصوں پر مشتمل ہے۔ جب کہ اس کا دوسرا رکوع جو بالکل سورۃ الصّف کی مانند ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا﴾ کے الفاظ سے شروع ہوتا ہے،

فی نفسہٖ ایک مکمل مضمون لئے ہوئے ہے۔اس طرح باعتبارِ مضامین اس سورۂ مبارکہ کے بھی تین حصے ہوئے:

حصہ اول چار آیات پر مشتمل ہے:

۞ پہلی آیت سورۃ الصّف کے مانند ایک نہایت پُر جلال تمہید پر مشتمل ہے جس میں بات اصلاً وہی بیان ہوئی ہے جو سورۃ الصّف کی پہلی آیت میں وارد ہوئی ہے۔صرف اس فرق کے ساتھ کہ وہاں ''سَبَّحَ '' تھا یعنی فعلِ ماضی اور یہاں ''یُسَبِّحُ'' ہے یعنی فعلِ مضارع، جو شامل ہے حال اور مستقبل دونوں کو۔ان دونوں کو جمع کرلیا جائے تو 'زمان' کا کامل احاطہ ہوجاتا ہے، دوسری طرف ﴿مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ﴾ سے گویا کون ومکان کی کُل وسعت مراد ہے۔اس طرح تسبیحِ باری تعالیٰ زمان ومکان کی جملہ وسعتوں کا احاطہ کرلیتی ہے۔

اس آیۂ عظیمہ میں دوسرا اہم نکتہ یہ ہے کہ اس کے آخر میں اللہ تعالیٰ کے چار اسماءِ حسنیٰ آئے ہیں، جو ایک بہت غیر معمولی بات ہے اس لئے کہ عام طور پر آیات کے اختتام پر اسماءِ باری تعالیٰ دو، دو کے جوڑوں ہی کی صورت میں آتے ہیں۔غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا سبب عمود والی آیت ہے، جس میں آنحضورؐ کے اساسی منہجِ عمل کے بیان کے ضمن میں چار امور کا ذکر ہے۔اور آنحضورؐ کی یہ چاروں شانیں دراصل عکس ہیں، اللہ تعالیٰ کے چار اسماءِ حسنیٰ کا! ''تلاوتِ آیات'' میں نقشہ ہے شہنشاہِ ارض وسماء (اَلْمَلِكُ) کے فرامین (Proclamations) کو بآوازِ بلند پڑھ کر سنانے کا۔عملِ ''تزکیہ'' میں عکس جھلکتا ہے اللہ کی قُدّوسیّت کا (اَلْقُدُّوْس) ''تعلیمِ کتاب'' یعنی احکامِ شریعت اور قوانینِ حلال وحرام کی تعلیم میں ظہور ہوتا ہے اللہ کے اختیارِ مطلق کا یعنی یہ کہ وہ جو چاہے حکم دے۔﴿اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ﴾ اور یہی مفہوم ہے اللہ کے (اَلْعَزِيْزُ) ہونے کا۔اور ''تعلیمِ حکمت'' کا تعلق ہے الہ کے نامِ نامی واسمِ گرامی (اَلْحَكِيْم) سے!

۞ دوسری آیت جہاں اصلاً بحث کرتی ہے آنحضورؐ کے 'اساسی منہجِ انقلاب' سے وہاں ضمنی طور پر اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آنحضورؐ (اُمّیّین)ہی میں سے اٹھائے گئے اور آپؐ کی بعثت بھی اولاً واصلاً ان ہی کی جانب تھی۔یہ گویا آپؐ کی 'بعثتِ خصوصی' ہے۔

۞ تیسری آیت نے آپؐ کی ''بعثتِ عمومی'' کو واضح کر دیا، جو (اِلٰی کَآفَّةٍ لِّلنَّاس) ہے اور روئے ارضی پر بسنے والی کل اقوام و مللِ عالم اور تا قیامِ قیامت جملہ ادوارِ تاریخ نوعِ بشر کو محیط ہے۔ اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ کے الفاظ عجب وصل مع الفصل کی سی کیفیت کے حامل ہیں کہ اگر چہ وہ تمام اقوام جو بعد میں اس امت میں شامل ہوں گی ''ملت کی وحدت میں گم'' ہوتی چلی جائیں گی اور اس طرح ایک ہی امتِ مسلمہ کے اجزائے لاینفک بنتی چلی جائیں گی۔ لیکن مقام اور مرتبے کے اعتبار سے اولیت کا جو شرف (اُمِّیّٖن) کو حاصل ہو گیا ہے اس میں کوئی دوسری قوم ان کی شریک نہیں ہو سکتی اور اس اعتبار سے باقی سب کا شمار بہر حال اٰخَرِیْنَ ہی میں ہو گا۔

۞ چوتھی آیت نے اس فضیلت کے باب میں اٹل ضابطہ بیان فرما دیا، کہ یہ خالصۃً اللہ کی دَین ہے جسے چاہے دے! کسی کو اس پر نہ حسد کرنا چاہیئے نہ افسوس اللہ کا سب سے بڑا فضل تو ہوا نبی اکرمؐ پر ﴿اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا﴾ اس کے بعد فضیلت کا درجہ مل گیا بنی اسماعیل کو جن میں سے آپؐ اٹھائے بھی گئے اور جن کی جانب آپؐ کی اولین بعثت بھی ہوئی۔ چنانچہ ان ہی کی زبان میں نازل ہوا اللہ کا آخری اور ابدی سرمدی کلام۔ اور ان ہی کے رسوم و رواج اور اطوار و عادات میں قطع و برید اور کمی بیشی کے ذریعے تیار ہوا اللہ کے آخری اور کامل شریعت کا تانا بانا! اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ان کی حد تک جملہ فرائضِ نبوت و رسالت ادا کیئے آنحضور ﷺ نے بہ نفسِ نفیس! ع ''یہ نصیب اللہ اکبر! لوٹنے کی جائے ہے!'' اس کے بعد ایک عمومی درجۂ فضیلت ہے جو حاصل ہے ہر امتی رسولؐ کو، خواہ وہ مشرقِ بعید کا زرد رُو انسان ہو خواہ افریقہ کا سیاہ فام۔ اور خواہ ہندی ہو خواہ ایرانی۔ اور خواہ ہزار سال پہلے پیدا ہو خواہ آج یا آج کے بعد بھی!

حصہ دوم بھی چار ہی آیات پر مشتمل ہے اور اس میں بھی سورۃ الصّف کے عین مانند بنی اسرائیل کا کردار زیرِ بحث آیا ہے اور اس ضمن میں اس سورت میں لامحالہ طور پر ان کے کردار کے اسی رخ کی نقاب کشائی کی گئی ہے جو اس کے عمود سے مناسب رکھتا ہے۔

حصہ اول میں بیان شدہ مضامین کا لب لباب یہی تو ہے کہ آنحضورؐ کا کُل منہجِ عمل گھومتا ہے قرآن مجید کے گرد، اسی کے ذریعے انذار و تبشیر اور اسی کی تعلیم و تبلیغ کے ذریعے آپؐ نے

اہلِ عرب کی کایا بھی پلٹ دی اور جزیرہ نمائے عرب کی حد تک انقلابِ اسلامی کی تکمیل بھی فرما دی۔ اگر آپؐ کی بعثت صرف (اُمّیّین) کے لئے ہوتی تو گویا اس پر جملہ فرائضِ رسالت کی تکمیل ہو جاتی۔ لیکن آپؐ مبعوث ہوئے تھے پورے کرہ ارضی اور جمیع نوعِ انسانی کے لئے۔ لہٰذا بعثتِ محمدیؐ کے اس دوسرے مرحلے کے فرائض سپرد ہوئے امتِ محمد علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے جو ''حامل'' اور ''وارث'' ﴿وَاِنَّ الَّذِیۡنَ اُوۡرِثُوا الۡکِتٰبَ مِنۡۢ بَعۡدِہِمۡ لَفِیۡ شَکٍّ مِّنۡہُ مُرِیۡبٍ(الشوریٰ)﴾ ہوئی کتابِ الٰہی کی جو لوگوں کے قلوب واذہان کی تبدیلی کے ضمن میں ''نسخۂ کیمیا'' ہے اور نظامِ زندگی پر دینِ حق کو غالب ونافذ کرنے کے ضمن میں ''آلۂ انقلاب''! اب اگر امت اس کتابِ الٰہی ہی کو پس پشت ڈال دے تو یہ گویا اصل میں بحیثیتِ امت اپنے جملہ فرائضِ منصبی سے روگردانی کے مترادف ہے۔ چنانچہ یہی پیشگی تنبیہ تھی جو آنحضورؐ نے امت مسلمہ کو فرمائی تھی کہ یَا اَہۡلَ الۡقُرۡاٰنِ لَا تَتَوَسَّدُوا الۡقُرۡاٰنَ (البیھقی عن عبیدہ الملیکیؓ) یعنی ''اے قرآن والو! قرآن کو تکیہ نہ بنا لینا۔ (جو پیٹھ پیچھے رکھا جاتا ہے)'' اور یہی تنبیہ ہے جو قرآن مجید کی ان سورتوں کے گروپ کے عام اسلوب کے مطابق یہاں یہود کی عبرت انگیز مثال کے ذریعے کی جا رہی ہے۔ یعنی ''بے شک وہ لوگ جو حاملِ تورات بنائے گئے تھے، پھر انہوں نے اس کی ذمہ داریوں کو ادا نہ کیا، اس گدھے کے مانند ہیں جس پر کتابوں کا بوجھ لدا ہو''۔ اور اس پر اکتفا نہ کرتے ہوئے یہ بھی واضح فرما دیا کہ...... (i) کتابِ الٰہی کے ساتھ یہ طرزِ عمل اس کی تکذیب کے مترادف ہے اور (ii) اس کی نقد سزا جو اسی دنیا میں ملتی ہے وہ اللہ کی توفیق وہدایت سے محرومی ہے۔ اَعَاذَنَا اللّٰہُ مِنۡ ذٰلِکَ!

راقم الحروف اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے کہ اس نے اس کے قلم سے ''مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق'' ایسی تحریر نکلوا دی جس کو عوام وخواص سب نے پسند کیا اور جسے بعض اہلِ علم وفضل نے اس موضوع پر حرفِ آخر بھی قرار دیا۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ!

فله الحمد و المنه...... بہرحال یہاں صرف اس ربطِ کلام کی وضاحت کافی ہے۔ اس مضمون کی تفاصیل متذکرہ بالا کتابچے میں دیکھ لی جائیں۔

حصہ دوم کی دوسری اہم بات اس مرض کی تشخیص ہے جس کے باعث کوئی مسلمان امت جہاد وقتال سے بھی پیٹھ موڑ لیتی ہے اور خود کتابِ الٰہی سے بھی محجوب ومہجور ہو جاتی ہے۔......یعنی خدا کے محبوب اور چہیتے ہونے کے زعم ﴿نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ﴾......اور ساتھ ہی اس زعمِ باطل کی تردید وابطال کے لئے عملی کسوٹی (Practical Test) کی تعیین بھی فرما دی، یعنی یہ کہ اپنے دل میں جھانک کر دیکھو! موت عزیز تر ہے یا طولِ حیات؟ چنانچہ فوراً ہی ان کا پول بھی کھول دیا گیا کہ یہ موت سے انتہائی خائف اور گریزاں ہیں اور طولِ عمر کے حد درجہ شائق ودلدادہ (تقابل کے لئے دیکھئے ان آیات کا مثنّٰی سورۃ البقرہ میں آیات ۹۴ تا ۹۶)۔آخر میں نہایت زوردار الفاظ اور زجر وتوبیخ کے انداز میں فرمادیا کہ خواہ تم موت سے کتنا ہی بھاگو وہ وقتِ معین پر تمہارے سامنے آکھڑی ہوگی اور پھر تم لوٹائے جاؤ گے اس عالم الغیب والشہادہ کی جانب جو تمہارا سارا کچا چٹھا تمہارے سامنے کھول کر رکھ دے گا۔

واضح رہے کہ ان آیات میں اصلاً مطلوب نہ یہود کو دعوت ہے نہ ملامت، یہ کام تو بتمام وکمال سورۃ البقرہ میں ہو چکا ہے۔ یہاں یہ دراصل ع ''گفتہ آید در حدیثِ دیگراں!'' کے انداز میں امتِ مسلمہ کو پیشگی طور پر خبردار کرنے کے لئے ہے اور یہی ہے وہ بات جو آنحضورؐ نے اس حدیث میں بیان فرمائی، جس میں آپؐ نے خبر دی کہ ایک زمانہ آئے گا کہ اقوامِ عالم تم پر ایک دوسرے کو ایسے دعوت دیں گی جیسے کسی دعوتِ طعام کا اہتمام کرنے والا دسترخوان چنے جانے پر مہمانوں کو بلایا کرتا ہے۔اس پر صحابہؓ نے سوال کیا کہ **اَمِنْ قِلَّةٍ نَحْنُ يَوْمَئِذٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰه** یعنی اے اللہ کے رسولؐ کیا یہ صورتِ حال ہماری تعداد کی کمی کے باعث ہوگی؟ تو جواباً آپؐ نے ارشاد فرمایا نہیں تعداد تو تمہاری بہت ہوگی لیکن تم سیلاب کے اوپر کے جھاگ کے مانند ہوکر رہ جاؤ گے۔اس لئے کہ تم میں وھن پیدا ہوجائے گا۔ پھر جب صحابہؓ نے پوچھا **وَمَا الْوَهْنُ يَا رَسُوْلَ اللّٰه** اے اللہ کے رسولؐ یہ وھن کیا ہے تو آپؐ

نے ارشاد فرمایا حُبُّ الدُّنیَا وَکَرَاهِیَةُ الْمَوْت دنیا کی محبت اور موت سے نفرت وکراہت(رواہ ابوداؤدو احمد ابن حنبل رحمهما الله)

حصہ سوم یا دوسرا رکوع کُل کا کُل ''حکمت واحکامِ جمعہ'' پر مشتمل ہے۔ یہود کی شریعت میں 'سبت' کے احکام بہت سخت تھے۔ اس پورے دن کے دوران کاروبارِ دنیوی مطلقاً حرام تھا اور حکم تھا کہ یہ پورا دن ذکر وشغل، تسبیح وتہلیل اور عبادت وریاضت میں بسر کیا جائے۔ امتِ مسلمہ کی خوش بختیوں کا کیا ٹھکانہ کہ:

اولاً......اسے اس فضیلت والے دن کی جانب از سرنو رہنمائی ملی جو ہفتہ کے دنوں کا سردار ہے، اور جسے یہود نے اپنی ناقدری کے باعث کھودیا تھا۔

ثانیاً......حرمتِ بیع وشراء کا حکم صرف ایک تھوڑے سے وقفے تک محدود کر دیا گیا یعنی اذانِ جمعہ (اور وہ بھی اذانِ ثانی) سے لے کر نماز کے ادا ہو جانے تک! اس سے قبل اور اس کے بعد کے لئے ترغیب وتشویق تو نہایت زوردار ملتی ہے کہ اس پورے دن کو دین ہی کے لئے وقف کیا جائے (جیسا کہ بہت سی احادیث میں وارد ہوا ہے) لیکن اسے فرض نہیں کیا گیا۔

ثالثاً...... جمعہ کا پروگرام ایسا مرتب فرمایا گیا یعنی خطبہ ونماز کی ترتیب ایسی حسین رکھی گئی کہ وہ: ﴿وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى﴾ کی کامل تصویر بن گئی۔ کہ پہلے کوئی نائبِ رسولؐ منبرِ رسولؐ پر کھڑے ہو کر فریضۂ تذکیر سرانجام دے (یہی حکمت ہے اس میں کہ آنحضورؐ جمعہ اور عیدین کی نمازوں میں بالعموم سورۃ الاعلیٰ اور سورۃ الغاشیہ پڑھا کرتے تھے، جن میں اسی 'تذکیر' کا حکم نہایت شدومد سے آیا ہے یعنی ﴿فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى﴾ سورہ الاعلیٰ اور ﴿فَذَكِّرْ ۣ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ﴾ سورہ الغاشیہ اور پھر مسلمان اللہ کے حضور میں دست بستہ ہو جائیں اور نماز ادا کریں۔

ذرا غور کیا جائے تو یہ بات بالکل واضح طور پر نظر آتی ہے کہ جمعہ کے اس پروگرام میں اصل اہمیت خطبۂ جمعہ کی ہے۔ اس لئے کہ نماز تو ویسے بھی روزانہ پانچ بار پڑھی جاتی ہے اور خود نمازِ جمعہ بھی نمازِ ظہر کے قائم مقام ہے جس کی بجائے دو کے چار رکعتیں ہوتی ہیں۔ اس حقیقت کی جانب اشارہ سورۃ الجمعہ کی آخری آیت میں بھی ہے جس میں بعض مسلمانوں پر

اس لئے عتاب فرمایا گیا کہ انہوں نے خطبۂ جمعہ کی اہمیت کو محسوس نہ کیا اور حکمِ جمعہ والی آیت میں بھی ہے جس میں ﴿فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ﴾ کے الفاظ وارد ہوئے اور ظاہر ہے کہ ذکر کا اطلاق اگرچہ نماز پر بھی درست ہے تاہم یہاں بدجۂ اولیٰ اس 'تذکیر' پر ہے جو اصل غرض وغایتِ خطبہ ہے۔ لیکن اس کی قطعی وحتمی تعیین ہوتی ہے اس حدیث شریف سے جس میں جمعہ کے لئے جلد آنے کی فضیلت کے درجات بیان ہوئے ہیں اور آخر میں فرمایا گیا ہے کہ

فَاِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ طُوِيَتِ الصُّحُفُ وَرُفِعَتِ الْاَقْلَامُ وَاجْتَمَعَتِ الْمَلٰئِكَةُ عِنْدَ الْمِنبَرِ يَسْتَمِعُوْنَ الذِّكْرَ فَمَنْ جَاءَ بَعْدَ ذٰلِكَ جَاءَ لِحَقِّ الصَّلٰوةِ لَيْسَ لَهٗ مِنَ الْفَضْلِ شَيْءٌ

(ترجمہ) جب امام (خطبہ دینے کے لئے نکلتا ہے تو (حاضری کے) رجسٹر لپیٹ دیئے جاتے ہیں اور قلم اٹھائے جاتے ہیں اور فرشتے منبر کے پاس توجہ سے خطبہ سننے کے لئے جمع ہو جاتے ہیں۔ تو جو شخص اس کے بعد آیا وہ صرف نماز ادا کرنے کے لئے آیا ہے۔ (جمعہ کی) فضیلت میں اس کے لئے کوئی حصہ نہیں ہے۔ (موطا امام مالک بحوالہ احیاء علوم الدین امام غزالیؒ)

جب یہ واضح ہو گیا کہ جمعہ کی اصل فضیلت خطبہ کی وجہ سے ہے اور خطبہ کی اصل غرض وغایت ہے 'تذکیر'، تو واضح ہونا چاہئے کہ 'تذکیر' کے ضمن میں قرآن مجید میں صریح حکم وارد ہوا ہے کہ ﴿فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ﴾ (سورہ ق آخری آیت) چنانچہ حدیث شریف سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ خطبۂ جمعہ میں آنحضور ﷺ قرآن مجید کی آیاتِ مبارکہ کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ جیسا کہ مسلم شریف میں حضرت جابر ابنِ سمرہؓ کی روایت میں یہ الفاظ وارد ہوئے کہ "آنحضورؐ کے دو خطبے ہوتے تھے جن کے مابین آپؐ (تھوڑی دیر کے لئے) بیٹھ جایا کرتے تھے۔ اور (خطبہ میں) آپؐ قرآن کی قراءت فرمایا کرتے تھے۔ اور لوگوں کو تذکیر فرمایا کرتے تھے"۔ درحقیقت نظامِ جمعہ کے ذریعے امت میں آنحضور ﷺ کے اسی عمل کو دوام اور تسلسل عطا کیا گیا ہے جو اس سورۂ مبارکہ کی آیت ۲ میں ﴿يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ﴾ کے عظیم اور بابرکت الفاظ میں

بیان ہوا ہے۔ گویا اجتماعِ جمعہ کی حیثیت اس ’’حزبُ اللہ‘‘ کے ہفتہ وار اجتماع کی ہے جو نبی اکرم ﷺ کے مقصدِ بعثت کی تکمیل یعنی ’’اظہارِ دین حق علی الدین کلہ‘‘ کے لئے قائم ہوا اور اس کا اہم ترین پروگرام قرآن مجید کی آیاتِ مبارکہ کی تلاوت اور اس کے علوم و معارف کی تعلیم و تلقین ہے اس لئے کہ اس ’جماعت‘ کا اصل اور دائم و قائم اور غیر مبدل و غیر محرف ’’لٹریچر‘‘ قرآن حکیم ہی ہے۔

اور اس طرح نہ صرف یہ کہ اس سورۂ مبارکہ کے تینوں حصے خود بھی ایک معنوی لڑی میں پروئے ہوئے نظر آتے ہیں بلکہ سورۂ ماقبل کے ساتھ مل کر ایک حسین و جمیل معنوی وحدت کی صورت اختیار کر لیتے ہیں جس میں آنحضورؐ کا مقصدِ بعثت بھی بیان ہو گیا، اس کی تکمیل کے لئے پُر زور دعوتِ سعی و عمل بھی آ گئی اور اس کے لئے صحیح لائحہ عمل اور طریقِ کار بھی واضح ہو گیا۔ فَلَهُ الْحَمْدُ وَالشُّكْرُ

❀ ❀ ❀

سورۃ الحجرات کی آیت ۱۵ کی رُو سے 'ایمانِ حقیقی' کے دو ارکان ہیں:

یقینِ قلبی ...... اور ...... جہاد فی سبیل اللہ

اور سورۃ الصّف اور سورۃ الجمعہ کی رُو سے اسلام کی دو عظیم ترین حقیقتیں ہیں:

جہاد فی سبیل اللہ اور قرآن حکیم

گویا ○ قرآن منبع و سرچشمہ ہے ایمان کا

○ ایمان کا مظہرِ اتم ہے جہاد

اور ○ جہاد کا مرکز و محور ہے قرآن!

اس طرح یہ عمل ایک گول زینے کے مانند بلند سے بلند تر ہوتا چلا جائے گا

تا آنکہ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا کی منزل آ جائے!

(اس موضوع پر راقم الحروف کی ایک تحریر جو اولاً 'میثاق' بابت دسمبر ۷۵ء کے اداریئے کے طور پر شائع ہوئی تھی)

واقعہ یہ ہے کہ 'بَدْءُ الْإِسْلَام' میں دین کی اصل اساسی اور بنیادی حقیقتیں دو ہی تھیں۔ ایک قرآنِ حکیم جسے نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی انقلابی جدوجہد کے ضمن میں 'آلہ انقلاب' کی حیثیت حاصل ہے بقول مولانا حالیؔ ۔

اتر کر حِرا سے سُوئے قوم آیا اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا

اور دوسرے جہاد فی سبیل اللہ جو جامع عنوان ہے آپؐ کی اس جدوجہد کے مختلف مدارج ومراحل کا۔

واقعہ یہ ہے کہ قرآن مجید ہی کی گرج اور کڑک تھی جس نے نیند کے ماتوں کو جگایا اور

خوابِ خرگوش کے مزے لوٹنے والوں کو بیدار کیا۔ چنانچہ ﴿وَالۡعَصۡرِ ۝ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَفِیۡ خُسۡرٍ﴾ اور ﴿اِقۡتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمۡ وَهُمۡ فِیۡ غَفۡلَةٍ مُّعۡرِضُوۡنَ﴾ کی چونکا دینے والی صدائیں اور ﴿اَلۡقَارِعَةُ ۝ مَا الۡقَارِعَةُ ۝ وَمَاۤ اَدۡرٰكَ مَا الۡقَارِعَةُ﴾ اور ﴿اَلۡحَآقَّةُ ۝ مَا الۡحَآقَّةُ ۝ وَمَاۤ اَدۡرٰكَ مَا الۡحَآقَّةُ﴾ کی بیدار کن ندائیں ہی تھیں جنہوں نے پورے عرب میں ہلچل مچا دی اور ﴿عَمَّ یَتَسَآءَلُوۡنَ ۝ عَنِ النَّبَاِ الۡعَظِیۡمِ ۝ الَّذِیۡ هُمۡ فِیۡهِ مُخۡتَلِفُوۡنَ﴾ کی کیفیت پیدا کر دی۔ بقول مولانا حالیؔ ؎

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوتِ ہادیؐ
عرب کی زمیں جس نے ساری ہلادی

پھر اسی کی آیاتِ بینات تھیں جنہوں نے ﴿هُوَ الَّذِیۡ یُنَزِّلُ عَلٰی عَبۡدِهٖۤ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ لِّیُخۡرِجَكُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ﴾ (الحدید ۹) کے مصداق انسانوں کو شرک، الحاد، مادہ پرستی، حُبِّ عاجلہ اور حیوانیتِ محضہ کے ﴿ظُلُمٰتٌۢ بَعۡضُهَا فَوۡقَ بَعۡضٍ﴾ ایسے مہیب اور ہولناک اندھیروں سے نکال کر ایمان اور یقین کی روشنی سے بہرہ ور فرمایا۔ چنانچہ وہ ایک طرف عرفانِ الٰہی اور محبتِ خداوندی سے سرشار یعنی مستِ بادۂ الست ہو گئے اور دوسری طرف دنیا و ما فیہا ان کی نگاہوں میں مچھر کے پَر سے بھی حقیر تر ہو گئے اور وہ کُلّیۃً طالبِ عقبیٰ بن گئے۔

مزید براں...... وہی تھا جو ﴿مَّوۡعِظَةٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ﴾ بھی بن کر آیا اور ﴿شِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوۡرِ﴾ بھی! چنانچہ اسی کے ذریعے لوگوں کا تزکیۂ نفس بھی ہوا اور تصفیۂ قلب و تجلیۂ روح بھی!

گویا انذار ہو یا تبشیر، تبلیغ ہو یا تذکیر، موعظت ہو یا نصیحت، تعلیم ہو یا تربیت، تزکیہ ہو یا تصفیہ، تجلیہ ہو یا تنویر...... الغرض تطہیر ہو یا تعمیر محمد رسول اللہ ﷺ کا پورا عمل دعوت و اصلاح قرآن مجید ہی کے گرد گھومتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم میں ایک نہ دو پورے چار مقامات پر آنحضورؐ کے منہجِ انقلاب کو جن اساسی اصطلاحات کے ذریعے واضح کیا گیا ہے ان کا اول و آخر خود قرآن مجید ہی ہے۔ بفحوائے الفاظِ قرآنی:

﴿یَتۡلُوۡا عَلَیۡهِمۡ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیۡهِمۡ وَیُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ﴾

سناتا ہے انہیں اس کی آیات اور پاک کرتا ہے ان کو اور سکھاتا ہے انہیں
کتاب اور حکمت!(الجمعہ:۲)

قرآن کا کارنامہ، ایک جملے میں بیان کیجئے، تو یہ ہے کہ اس نے صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے دلوں میں ایمان پیدا کر دیا اور توحید، معاد اور رسالت پر یقینِ محکم کی کیفیت پیدا کر دی۔ لیکن اس سے اس ہمہ گیر تبدیلی کا اندازہ نہیں ہوتا جو قرآنِ حکیم کے بدولت ان کی زندگیوں میں برپا ہوگئی تھی، اس لئے کہ قرآن نے انؓ کا فکر بدلا، سوچ بدلی، نقطۂ نظر بدلا، اقدار بدلیں، عزائم بدلے، امنگیں بدلیں، شوق بدلے، دلچسپیاں بدلیں، خوف بدلے، امیدیں بدلیں، اخلاق بدلے، کردار بدلے، خلوت بدلی، جلوت بدلی، انفرادیت بدلی، اجتماعیت بدلی، دن بدلا، رات بدلی حتیٰ کہ ﴿يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ﴾ کے مصداق آسمان بدلا، زمین بدلی، الغرض پوری کائنات بدل کر رکھ دی۔ اور اس پوری تبدیلی کا ذریعہ اور آلہ ہیں قرآنِ حکیم کی آیاتِ بینات! بقول علامہ اقبال:

بندۂ مومن زِ آیاتِ خداست — ایں جہاں اندر براو چوں قباست
چوں کہن گرد وجہانے دربرش — می دہد قرآں جہانے دیگرش!

تبدیلی اگر حقیقی اور واقعی ہو تو اس کی کوکھ سے لازماً تصادم اور کشمکش جنم لیتے ہیں جن کے مراحل تبدیلی کی نوعیت اور مقدار کی نسبت سے کم وبیش ہو سکتے ہیں۔ ایمان نے جو تبدیلی صحابۂ کرامؓ میں پیدا کی اس نے جس تصادم اور کشمکش کو جنم دیا اس کے جملہ مدارج ومراحل کا جامع عنوان ہے 'جہاد فی سبیل اللہ'۔

اس تصادم اور کشمکش کا اولین ظہور انسانوں کی اپنی شخصیت کے داخلی میدانِ کارزار میں ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ 'مجاہدہ مع النفس' کو افضل الجہاد قرار دیا گیا۔[(۱)] پھر جب ایمان اشخاص کے باطن میں اس طرح راسخ اور مستولی ہوگیا کہ ریب اور تشکک کے کانٹے نکل گئے تو اب اسی جہاد ومجاہدہ کا ظہور عالمِ خارجی میں ظالموں، سرکشوں اور خدا کے باغیوں سے

(۱) آنحضورؐ سے دریافت کیا گیا: "اَیُّ الْجِهَادِ اَفْضَلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟" تو آپؐ نے فرمایا: "اَنْ تُجَاهِدَ نَفْسَكَ فِيْ طَاعَةِ اللّٰهِ"

کشمکش اور تصادم کی صورت میں ہوا جس کا مقصد قرار پایا 'تکبیرِ رب'[1] یعنی اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا اقرار و اعلان اور اس کی حاکمیتِ مطلقہ کا بالفعل قیام و نفاذ تاکہ ''اس کی مرضی جیسے آسمان پر پوری ہوتی ہے زمین پر بھی ہو''[2] اور اس کی آخری منزل ہے ''قتال فی سبیل اللہ'' جس کا منتہائے مقصود معین ہوا ان الفاظ میں کہ:

﴿وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ﴾

اور جنگ کرتے رہو ان سے یہاں تک کہ ''فتنہ'' بالکل فرو ہو جائے اور اطاعت کُلّیۃً اللہ ہی کی ہونے لگے۔ (الانفال ۳۹)

ایمان و یقین اور جہاد و قتال کا یہی وہ لزومِ باہمی ہے جس کو نہایت واضح اور واشگاف الفاظ میں بیان کیا گیا قرآن حکیم کی اس آیہ مبارکہ میں:

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ط اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ﴾ (الحجرات ۱۵)

مومن تو بس وہی ہیں جو ایمان لائے اللہ پر اور اس کے رسولؐ پر پھر شک میں نہ پڑے اور جہاد کرتے رہے اللہ کی راہ میں اور کھپاتے رہے اس میں اپنے اموال اور اپنی جانیں۔ حقیقت میں یہی ہیں سچے!

واضح رہے کہ اس آیۂ مبارکہ کے اول و آخر حصر کا اسلوب بھی ہے اور آیۂ ماقبل میں 'حقیقی ایمان' اور 'قانونی اسلام' کے مابین فرق و امتیاز کا مضمون بھی۔ گویا مومنِ صادق کی جامع و مانع تعریف قرآن حکیم کی کسی ایک آیت میں مطلوب ہو تو وہ یہی آیت ہے۔

الغرض قرآن کے اصل حاصل ہیں ایمان اور یقین اور ان کا لازمی نتیجہ ہیں: جہاد اور قتال۔ ان میں سے ایمان و یقین اصلاً ایک معنوی حقیقت اور داخلی کیفیت کا نام ہیں،

---

(۱) الفاظ قرآنی کی رُو سے ﴿وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ﴾ (المدثر: ۳) اور بقول علامہ اقبال

یا وُسعتِ افلاک میں تکبیرِ مسلسل — یا خاک کی آغوش میں تسبیح و مناجات
وہ مسلکِ مردانِ خود آگاہ و خدا مست — یہ مذہبِ مُلّا و جمادات و نباتات!

(۲) سیدنا مسیح علیہ السلام کے الفاظ

چنانچہ عالمِ خارجی میں اسلام کی دو عظیم ترین اور نمایاں ترین حقیقتیں قرآن اور جہاد۔ یہی وجہ ہے کہ یہ دونوں ایمانِ حقیقی کی مستقل علامتوں (Symbols) کی حیثیت رکھتے ہیں اور مردِ مومن کی شخصیت کا جو ہیولیٰ تخیل اور تصور میں ابھرتا ہے اس کے ایک ہاتھ میں قرآن اور دوسرے ہاتھ میں تلوار لازمی ولابدی ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ اور خلافتِ راشدہ کے دوران اسلام کی 'نشاۃ اولیٰ' یا غلبۂ دینِ حق کا دورِ اول بلا شائبہ ریب وشک، نتیجہ تھا صحابۂ کرامؓ کے تعلقِ قرآن اور جذبۂ جہاد کا۔ لیکن یہ بھی ایک ایسی تاریخی حقیقت ہے جس سے انکار ممکن نہیں کہ جیسے ہی اسلام نے ایک مملکت اور سلطنت کی صورت اختیار کی ان دونوں کی حیثیت ثانوی ہو کر رہ گئی۔ اور ایسا ہونا ایک حد تک منطقی اور فطری بھی تھا۔ اس لئے کہ ایک طرف تو کسی مملکت یا سلطنت میں اولین واہم ترین مسئلہ شہریت کا ہوتا ہے جو ایک خالص قانونی مسئلہ ہے جس میں تمام تر بحث انسان کے 'ظاہر' سے ہوتی ہے، باطن سے کوئی سروکار ہی نہیں ہوتا گویا بقول علامہ اقبال ؒ ع ''بندوں کو گنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے''۔ مزید براں اس کا اصل موضوع نظم ونسق اور امن وامان کا ہوتا ہے جس کے اعتبار سے بنیادی اہمیت قانون اور ضابطے کو حاصل ہوتی ہے نہ کہ مکارمِ اخلاق یا مواعظِ حسنہ کو۔ حتّٰی کہ اس اعتبار سے قصاص، عفو پر مقدم ہو جاتا ہے۔ اور دوسری طرف سلطنتوں اور مملکتوں کو، خواہ وہ اصولی اور نظریاتی ہی ہوں اصل سروکار اپنی حفاظت ومدافعت سے ہوتا ہے، اصولوں اور نظریات کی تبلیغ واشاعت ہوتی بھی ہے تو ثانوی درجے میں اور حکومتوں کی مصلحتوں کے تابع رہ کر!

یہی وجہ ہے کہ جب اسلام مملکت اور سلطنت کے دور میں داخل ہوا تو اصل زور (Emphasis) ایمان کے بجائے اسلام پر، یقین کے بجائے اقرار اور شہادت پر اور باطن سے بڑھ کر ظاہر پر ہو گیا۔ نتیجۃً قرآنِ حکیم کے بھی منبع ایمان اور سرچشمۂ یقین ہونے کی حیثیت مؤخر اور نگاہوں سے اوجھل ہوتی چلی گئی اور کتابِ قانون اور یکے از ادلّۂ اربعہ (۱) ہونے کی حیثیت مقدم اور مرکزِ توجہ بنتی چلی گئی۔ اور پھر جیسے جیسے مملکت اور سلطنت کے

(۱) اصولِ شریعت چار ہیں: قرآن، سُنّتِ رسولؐ، قیاس، اجماع۔ انہیں اَدِلّۂ اَرْبَعَہْ کہا جاتا ہے۔

تقاضے پھیلتے گئے اور قانون کی عملداری وسیع ہوتی گئی قرآنِ مجید تو 'چار میں کے ایک' کی حیثیت میں پس منظر میں 'گم'[۱] ہوتا چلا گیا اور توجہات حدیث اور فقہ پر مرتکز ہو کر رہ گئیں۔ ستم بالائے ستم یہ کہ علم اور حکمت کے میدان میں جو خلا اس طرح پیدا ہوا اسے پُر کرنے کے لئے مصر و یونان کی جانب سے فلسفہ و منطق کی آندھیاں آئیں۔ نتیجۃً پورا عالمِ اسلام ارسطو کی منطق اور نوافلاطونی تصوف کی آماجگاہ بن کر رہ گیا۔ یہاں تک کہ فلسفہ و اصولِ اخلاق کے لئے بھی مسلمانوں کو اغیار کے سامنے کاسۂ گدائی پیش کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ رہا![۲] اور رفتہ رفتہ صورت یہ ہوگئی کہ قرآن نہ منبعِ ایمان رہا نہ سرچشمۂ یقین اور نہ مخزنِ اخلاق رہا نہ معدنِ حکمت ...... بلکہ صرف ایک ایسی ''کتابِ مقدس'' بن کر رہ گیا جس کے الفاظ یا تو حصولِ برکت اور ایصالِ ثواب کا ذریعہ بن سکتے ہیں یا زیادہ سے زیادہ تعویذ گنڈے اور جھاڑ پھونک کے کام آسکتے ہیں[۳] اور اس طرح آنحضور ﷺ کی وہ پیشگوئی حرف بحرف پوری ہوئی کہ ایک زمانہ وہ آئے گا کہ:

لَا يَبْقٰى مِنَ الْإِسْلَامِ إِلَّا اسْمُهٗ وَلَا يَبْقٰى مِنَ الْقُرْاٰنِ إِلَّا رَسْمُهٗ

اسلام میں سے سوائے اس کے نام کے اور کچھ باقی نہ رہے گا اور قرآن
میں سے سوائے صورتِ الفاظ کے اور کچھ نہ بچے گا۔ (مشکوۃ: کتاب العلم)

بعینہٖ یہی معاملہ 'جہاد' کے ساتھ بھی ہوا، جب اصل زور ایمان پر نہ رہا بلکہ اسلام پر ہو گیا تو جہاد بھی جو ایمانِ حقیقی کا رُکنِ رکین تھا خود بخود نگاہوں سے اوجھل ہوتا چلا گیا۔ اور ساری توجہ ارکانِ اسلام پر مرتکز ہوگئی جن کی فہرست میں جہاد سرے سے شامل ہی نہیں ہے، گویا جہاد پر ظلم قرآن سے بھی بڑھ کر ہوا۔ اس لئے کہ قرآن تو خواہ 'چار میں کے ایک' کی

---

(۱) حضرت اکبر کا بہت پیارا شعر ہے۔

صوم ہے ایمان سے، ایمان غائب صوم گُم — قوم ہے قرآن سے، قرآن رُخصت قوم گُم

(۲) اسی کا مرثیہ کہا مولانا رومؒ نے ان الفاظ میں۔

چند خوانی حکمتِ یونانیاں — حکمتِ قرآنیہ راہم بخواں

(۳) ایک تیسرا مصرف قرآن کا وہ ہے جو علامہ اقبالؒ نے اس شعر میں بیان کیا: ۔

بآیاتش تُرا کارے جُزایں نیست — کہ از یاسینِ اُو آساں بہ میری

حیثیت ہی سے سہی بہرحال شریعت کے اصولِ اربعہ میں شامل تو ہے، جہاد تو نہ صرف یہ کہ اسلام کے ارکانِ خمسہ میں شامل نہیں بلکہ نظامِ فقہ میں بھی اس کی حیثیت فرضِ عین کی نہیں صرف فرضِ کفایہ کی ہے۔ اس پر مستزاد یہ کہ جہاد کا تصور بھی مسخ ہو گیا اور اس شجرۂ طیبہ کی شاخوں کو جڑ اور تنے سے جدا کر کے ہر ایک کو مختلف رنگ دے دیا گیا، چنانچہ ایک طرف جہاد مع النفس کا رخ اعمال اور معاملات کی منجدھار سے پرے ہی پرے اذکار و اوراد اور نفسیاتی ریاضتوں اور ورزشوں کی راہِ یسیر (Short Cut) کے جانب موڑ دیا گیا اور دوسری طرف جہاد کو قتال کے ہم معنٰی قرار دے کر اس کا مقصد مملکت کی سرحدوں کے تحفظ و دفاع اور بس چلے تو توسیع کے سوا کچھ نہ رہا۔ رہا شرک و ظلم، کفر و فسق اور زُور و منکر کی ہر صورت کے ساتھ مسلسل کشمکش اور تصادم اور حق و صداقت کے پرچار، نیکی اور راستبازی کی ترویج، کلمۂ توحید کی نشر و اشاعت اور دینِ حق کے غلبہ و اقامت کے لئے پیہم جدوجہد اور اس کے لئے سمع و طاعت کے اصول پر مبنی نظامِ جماعت کے قیام کا معاملہ...... گویا فی الجملہ احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کی منظّم سعی جو ہر مومن کے لئے فرضِ عین کا درجہ رکھتی ہے تو وہ یا تو سرے سے خارج از بحث ہو گئی یا زیادہ سے زیادہ ایک اضافی نیکی قرار پا کر رہ گئی اور اس سے بالا ہی بالا اور وَرے ہی وَرے اسلام و ایمان اور تقویٰ و احسان کے جملہ مراحل طے پانے لگے!

اللہ! اللہ! کوئی فرق سا فرق ہے اور تفاوت سا تفاوت! ع ''ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بہ کجا!'' کے مصداق کجا وہ کیفیت کہ صحابہ کرامؓ جذبۂ جہاد سے سرشار، بیک زبان، رجزیہ انداز میں یہ شعر پڑھ رہے ہیں: (۱)

نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدًا عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِيْنَا اَبَدًا

کجا یہ حال کہ چودھویں صدی ہجری کے ایک مُتَنَبِّی اور اس کی ذُرِّیتِ صلبی و معنوی نے تو جہاد بالسیف کو باقاعدہ منسوخ ہی قرار دے دیا، مسلمانوں کی عظیم اکثریت کا حال بھی عملاً کچھ زیادہ مختلف نہیں۔ ع ''کہ رہوارِ یقینِ ما بصحرائے گماں گم شد!''

---

(۱) (ترجمہ) ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے زندگی کے آخری سانس تک جہاد جاری رکھنے کی شرط پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔

حصۂ چہارم

درسِ پنجم

اعراض عن الجہاد کی پاداش

نفاق

فَاَعۡقَبَهُمۡ نِفَاقًا فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ

(سورۃ التوبہ: ۷۷)

- اس مہلک مرض کی ہلاکت آفرینی!
- اس کا سبب یا نقطۂ آغاز!
- اس کے درجات اور ان کی علامات!
- اس سے بچاؤ اور تحفظ کی تدابیر اور اس کا مداوا وعلاج!

سورۃ المنافقون کی روشنی میں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اِذَا جَآءَكَ الۡمُنٰفِقُوۡنَ قَالُوۡا نَشۡهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوۡلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعۡلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوۡلُهٗ ط

جب آئیں تیرے پاس منافق کہیں ہم قائل ہیں تو رسول ہے اللہ کا، اور اللہ جانتا ہے کہ تو اس کا رسول ہے،

وَاللّٰهُ يَشۡهَدُ اِنَّ الۡمُنٰفِقِيۡنَ لَكٰذِبُوۡنَ ۚ‏ ﴿۱﴾ اِتَّخَذُوۡۤا اَيۡمَانَهُمۡ جُنَّةً فَصَدُّوۡا عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ ط

اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق جھوٹے ہیں۔ انہوں نے رکھا ہے اپنی قسموں کو ڈھال بنا کر پھر روکتے ہیں اللہ کی راہ سے

اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ

یہ لوگ برے کام ہیں جو کر رہے ہیں۔ یہ اس لئے کہ وہ ایمان لائے پھر منکر ہو گئے پھر مُہر لگ گئی ان کے دل پر

فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ﴿۳﴾ وَاِذَا رَاَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ ط وَاِنْ يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ط

سو وہ اب کچھ نہیں سمجھتے۔ اور جب تو دیکھے ان کو تو اچھے لگیں تجھ کو ان کے ڈیل، اور اگر بات کہیں سنے تو ان کی بات،

كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ط يَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ط هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ط

کیسے ہیں جیسے کہ لکڑی لگا دی دیوار سے، جو کوئی چیخے جانیں ہم ہی پر بلا آئی، وہی ہیں دشمن ان سے بچتا رہ،

قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ ز اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۴﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ

گردن ماری ان کی اللہ، کہاں سے پھرے جاتے ہیں۔ اور جب کہئے ان کو آؤ معاف کرا دے تم کو رسول اللہ کا

لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَرَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۵﴾ سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ

مٹکاتے ہیں اپنے سر اور تو دیکھے کہ وہ رکتے ہیں اور وہ غرور کرتے ہیں۔ برابر ہے ان پر تو معافی چاہے ان کی

اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ط لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ط اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۶﴾ هُمُ

یا نہ معافی چاہے، ہرگز نہ معاف کرے گا ان کو اللہ، بیشک اللہ راہ نہیں دیتا نافرمان لوگوں کو۔ وہی ہیں

الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا ط وَلِلّٰهِ خَزَآئِنُ

جو کہتے ہیں مت خرچ کرو ان پر جو پاس رہتے ہیں رسول اللہ کے یہاں تک کہ متفرق ہو جائیں، اور اللہ کے ہیں خزانے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ ﴿۷﴾ يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ

آسمانوں کے اور زمین کے ولیکن منافق نہیں سمجھتے۔ کہتے ہیں البتہ اگر ہم پھر گئے مدینہ کو

لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ط وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ

تو نکال دے گا جس کا زور ہے وہاں سے کمزور لوگوں کو، اور زور تو اللہ کا ہے اور اس کے رسول کا اور ایمان والوں کا

وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۸﴾ ع يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ

لیکن منافق نہیں جانتے۔ اے ایمان والو غافل نہ کر دیں تم کو تمہارے مال اور تمہاری اولاد

عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿٩﴾ وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا

اللہ کی یاد سے، اور جو کوئی یہ کام کرے تو وہی لوگ ہیں ٹوٹے میں۔ اور خرچ کرو کچھ

رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ

ہمارا دیا ہوا اس سے پہلے کہ آ پہنچے تم میں کسی کو موت تب کہے اے رب کیوں نہ ڈھیل دی تو نے مجھ کو ایک تھوڑی سی مدت،

فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿١٠﴾ وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ۭ

کہ میں خیرات کرتا اور ہو جاتا نیک لوگوں میں۔ اور ہرگز نہ ڈھیل دے گا اللہ کسی جی کو جب آ پہنچا اس کا وعدہ،

وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿١١﴾

اور اللہ کو خبر ہے جو تم کرتے ہو۔

❀ ❀ ❀

حصہ پنجم

مباحثِ صبر ومصابرت

درسِ اوّل

اہلِ ایمان کیلئے ابتلاء وامتحان سے گزرنا لازمی ہے

سورۃ العنکبوت کے پہلے رکوع، سورۃ البقرہ کی آیت ۲۱۴، سورۃ آل عمران کی آیت ۱۴۲
اورسورۃ التوبہ کی آیت ۱۶ کی روشنی میں

درسِ دوم

ابتلاء وآزمائش کے دور میں اہلِ ایمان کیلئے ہدایات

سورۃ العنکبوت کے آخری تین رکوع، سورۃ الکہف کی آیت ۲۷ تا ۲۹،
اورسورۃ البقرۃ کی آیات ۱۵۳ تا ۱۵۷ کی روشنی میں

درسِ سوم

دورِ قتال فی سبیل اللہ کا آغاز: غزوۂ بدر

سورۃ الانفال کی ابتدائی اور آخری آیات کی روشنی میں

درسِ چھارم

کفرواسلام کا دوسرا بڑا معرکہ: غزوۂ اُحد

سورۃ آل عمران کی آیات ۱۲۱ تا ۱۲۹، اور ۱۳۹ تا ۱۴۸ کی روشنی میں

درسِ پنجم

ابتلاء وامتحان کا نقطۂ عروج: غزوۂ احزاب

سورۃ الاحزاب رکوع ۲ اور ۳ کی روشنی میں

درسِ ششم

فتح ونصرت کا نقطۂ آغاز: صلح حدیبیہ

سورۃ الفتح کے آخری رکوع کی روشنی میں

درسِ ہفتم

دعوتِ محمدی ﷺ کے بین الاقوامی دور کا آغاز: غزوۂ تبوک

سورۃ التوبہ کی آیات ۳۸ تا ۵۲ کی روشنی میں

حصہ پنجم

درسِ اوّل

اہلِ ایمان کے لئے

ابتلاء وامتحان سے گزرنا لازمی ہے

سورۃ العنکبوت کے پہلے رکوع، سورۃ البقرہ کی آیت ۲۱۴، سورۃ آل عمران کی آیت ۱۴۲ اور سورۃ التوبہ کی آیت ۱۶ کی روشنی میں

سورۃ العنکبوت کا پہلا رکوع

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

الٓمّٓ ۝۱ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنۡ يُّتۡرَكُوۡۤا اَنۡ يَّقُوۡلُوۡۤا اٰمَنَّا وَهُمۡ لَا يُفۡتَنُوۡنَ ۝۲ وَلَقَدۡ فَتَنَّا

کیا یہ سمجھتے ہیں لوگ کہ چھوٹ جائیں گے اتنا کہہ کر کہ ہم یقین لائے اور ان کو جانچ نہ لیں گے۔ اور ہم نے جانچا ہے

الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ فَلَيَعۡلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ صَدَقُوۡا وَلَيَعۡلَمَنَّ الۡكٰذِبِيۡنَ ۝۳ اَمۡ حَسِبَ

ان کو جو ان سے پہلے تھے سو البتہ معلوم کرے گا اللہ جو لوگ سچے ہیں اور البتہ معلوم کرے گا جھوٹوں کو۔ کیا یہ سمجھتے ہیں

الَّذِيۡنَ يَعۡمَلُوۡنَ السَّيِّاٰتِ اَنۡ يَّسۡبِقُوۡنَا ؕ سَآءَ مَا يَحۡكُمُوۡنَ ۝۴ مَنۡ كَانَ يَرۡجُوۡا لِقَآءَ اللّٰهِ

جو لوگ کہ کرتے ہیں برائیاں کہ ہم سے بچ جائیں، بری بات طے کرتے ہیں۔ جو کوئی توقع رکھتا ہے اللہ کی ملاقات کی

فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ ؕ وَهُوَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ ۝۵ وَمَنۡ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفۡسِهٖ ؕ

سو اللہ کا وعدہ آ رہا ہے، اور وہ ہے سننے والا جاننے والا۔ اور جو کوئی محنت اٹھائے سو اٹھاتا ہے اپنے ہی واسطے،

اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِىٌّ عَنِ الۡعٰلَمِيۡنَ ۝۶ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنۡهُمۡ

اللہ کو پروا نہیں جہان والوں کی۔ اور جو لوگ یقین لائے اور کئے بھلے کام ہم اتار دیں گے ان پر سے

سَيِّاٰتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَحْسَنَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۷﴾ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ

برائیاں ان کی اور بدلا دینگے ان کو بہتر سے بہتر ان کے کاموں کا۔اور ہمنے تاکید کردی انسان کو اپنے ماں باپ سے

حُسْنًا ؕ وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ؕ

بھلائی سے رہنے کی،اور اگر وہ تجھ سے زور کریں کہ تو شریک کرے میرا جس کی تجھ کو خبر نہیں تو ان کا کہنا مت مان،

اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۸﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

مجھی تک پھر آنا ہے تم کو سو میں بتلا دوں گا تم کو جو کچھ تم کرتے تھے۔اور جو لوگ یقین لائے اور بھلے کام کئے

لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصّٰلِحِيْنَ ﴿۹﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَآ اُوْذِيَ

ہم ان کو داخل کریں گے نیک لوگوں میں اور ایک وہ لوگ ہیں کہ کہتے ہیں یقین لائے ہم اللہ پر پھر جب اس کو ایذا پہنچے

فِي اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ ؕ وَلَئِنْ جَآءَ نَصْرٌ مِّنْ رَّبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ

اللہ کی راہ میں کرنے لگے لوگوں کے ستانے کو برابر اللہ کے عذاب کی،اور اگر آ پہنچے مدد تیرے رب کی طرف سے تو کہنے لگیں

اِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ ؕ اَوَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِمَا فِيْ صُدُوْرِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰﴾ وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ

ہم تو تمہارے ساتھ ہیں،کیا یہ نہیں کہ اللہ خوب خبردار ہے جو کچھ سینوں میں ہے جہان والوں کے۔اور البتہ معلوم کرے گا اللہ

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ ﴿۱۱﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا سَبِيْلَنَا

ان لوگوں کو جو یقین لائے ہیں اور البتہ معلوم کریگا جو لوگ دغاباز ہیں اور کہنے لگے منکر ایمان والوں کو تم چلو ہماری راہ

وَلْنَحْمِلْ خَطٰيٰكُمْ ؕ وَمَا هُمْ بِحٰمِلِيْنَ مِنْ خَطٰيٰهُمْ مِّنْ شَيْءٍ ؕ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَلَيَحْمِلُنَّ

اور ہم اٹھا لیں تمہارے گناہ،اور وہ کچھ نہ اٹھائیں گے ان کے گناہ، بیشک وہ جھوٹے ہیں۔اور البتہ اٹھائیں گے

اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ ز وَلَيُسْئَلُنَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَمَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳﴾ ع

اپنے بوجھ اور کتنے بوجھ ساتھ اپنے بوجھ کے،اور البتہ ان سے پوچھ ہوگی قیامت کے دن جو باتیں کہ جھوٹ بناتے تھے۔

سورۃ البقرہ کی آیت ۲۱۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَمۡ حَسِبۡتُمۡ اَنۡ تَدۡخُلُوا الۡجَنَّةَ وَلَمَّا يَاۡتِكُمۡ مَّثَلُ الَّذِيۡنَ خَلَوۡا مِنۡ قَبۡلِكُمۡ ط

کیا تم کو یہ خیال ہے کہ جنت میں چلے جاؤ گے حالانکہ تم پر نہیں گزرے حالات ان لوگوں جیسے جو ہو چکے تم سے پہلے،

مَسَّتۡهُمُ الۡبَاۡسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلۡزِلُوۡا حَتّٰى يَقُوۡلَ الرَّسُوۡلُ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَهٗ

کہ پہنچی ان کو سختی اور تکلیف اور جھڑ جھڑائے گئے یہاں تک کہ کہنے لگا رسول اور جو اس کے ساتھ ایمان لائے

مَتٰى نَصۡرُ اللّٰهِ ط اَلَآ اِنَّ نَصۡرَ اللّٰهِ قَرِيۡبٌ ﴿۲۱۴﴾

کب آئے گی اللہ کی مدد، سن رکھو اللہ کی مدد قریب ہے۔

سورۃ آل عمران کی آیت ۱۴۲

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَمۡ حَسِبۡتُمۡ اَنۡ تَدۡخُلُوا الۡجَنَّةَ وَلَمَّا يَعۡلَمِ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ جَاهَدُوۡا مِنۡكُمۡ

کیا تم کو خیال ہے کہ داخل ہو جاؤ گے جنت میں اور ابھی تک معلوم نہیں کیا اللہ نے جو لڑنے والے ہیں تم میں

وَيَعۡلَمَ الصّٰبِرِيۡنَ ﴿۱۴۲﴾

اور معلوم نہیں کیا ثابت رہنے والوں کو۔

سورۃ التوبہ کی آیت ۱۶

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَمۡ حَسِبۡتُمۡ اَنۡ تُتۡرَكُوۡا وَلَمَّا يَعۡلَمِ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ جَاهَدُوۡا مِنۡكُمۡ

کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ چھوٹ جاؤ گے اور حالانکہ ابھی معلوم نہیں کیا اللہ نے تم میں سے ان لوگوں کو جنہوں نے جہاد کیا ہے

وَلَمۡ يَتَّخِذُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوۡلِهٖ وَلَا الۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَلِيۡجَةً ط

اور نہیں پکڑا انہوں نے سوا اللہ کے اور اس کے رسول کے اور مسلمانوں کے کسی کو بھیدی،

وَاللّٰهُ خَبِيۡرٌۢ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۶﴾ ع

اور اللہ کو خبر ہے جو تم کر رہے ہو۔

حصہ پنجم

درسِ دوم

ابتلاء و آزمائش کے دور میں

اہلِ ایمان کیلئے ہدایات

سورۃ العنکبوت کے آخری تین رکوع، سورۃ الکہف کی آیات ۲۷ تا ۲۹،

اور سورۃ البقرہ کی آیات ۱۵۳ تا ۱۵۷ کی روشنی میں

سورۃ العنکبوت کے آخری تین رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ

تو پڑھ جو اتری تیری طرف کتاب اور قائم رکھ نماز، بیشک نماز روکتی ہے بے حیائی

وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ

اور بری بات سے، اور اللہ کی یاد ہے سب سے بڑی، اور اللہ کو خبر ہے جو تم کرتے ہو۔ اور جھگڑا نہ کرو اہل کتاب سے

اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۖ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَاُنْزِلَ

مگر اس طرح پر جو بہتر ہو، مگر جو ان میں بے انصاف ہیں اور یوں کہو کہ ہم مانتے ہیں جو اترا ہمارے لئے اور اترا

اِلَيْكُمْ وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ ؕ

تمہارے لئے اور بندگی ہماری اور تمہاری ایک ہی کو ہے اور ہم اسی کے حکم پر چلتے ہیں اور ویسی ہی ہم نے اتاری تجھ پر کتاب،

فَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۚ وَمِنْ هٰٓؤُلَآءِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ ؕ وَمَا يَجْحَدُ

سو جن کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس کو مانتے ہیں، اور ان مکہ والوں میں بھی بعضے ہیں کہ اس کو مانتے ہیں، اور منکر وہی ہیں

بِاٰیٰتِنَآ اِلَّا الْکٰفِرُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ

ہماری باتوں سے جو نافرمان ہیں۔ اور تو پڑھتا نہ تھا اس سے پہلے کوئی کتاب اور نہ لکھتا تھا اپنے داہنے ہاتھ سے

اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۴۸﴾ بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ؕ

تب تو البتہ شبہ میں پڑتے یہ جھوٹے۔ بلکہ یہ قرآن تو آیتیں ہیں صاف ان لوگوں کے سینوں میں جن کو ملی ہے سمجھ،

وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ

اور منکر نہیں ہماری باتوں سے مگر وہی جو بے انصاف ہیں اور کہتے ہیں کیوں نہ اتریں اس پر کچھ نشانیاں اس کے رب سے،

قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۵۰﴾ اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ

تو کہہ نشانیاں تو ہیں اختیار میں اللہ کے، اور میں تو بس سنا دینے والا ہوں کھول کر۔ کیا ان کو یہ کافی نہیں کہ ہم نے تجھ پر اتاری

الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۱﴾ ع قُلْ كَفٰى

کتاب کہ ان پر پڑھی جاتی ہے، بیشک اس میں رحمت ہے اور سمجھانا ان لوگوں کو جو مانتے ہیں۔ تو کہہ کافی ہے

بِاللّٰهِ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ شَهِيْدًا ۚ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ

اللہ میرے اور تمہارے بیچ گواہ، جانتا ہے جو کچھ ہے آسمان اور زمین میں، اور جو لوگ یقین لاتے ہیں جھوٹ پر

وَكَفَرُوْا بِاللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ؕ وَلَوْلَآ اَجَلٌ

اور منکر ہوئے ہیں اللہ سے، وہی ہیں نقصان پانے والے۔ اور جلدی مانگتے ہیں تجھ سے آفت، اور اگر نہ ہوتا ایک وعدہ

مُّسَمًّى لَّجَآءَهُمُ الْعَذَابُ ؕ وَلَيَاْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۳﴾ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ

مقررہ تو آ پہنچتی ان پر آفت، اور البتہ آئے گی ان پر اچانک اور ان کو خبر نہ ہو گی۔ جلدی مانگتے ہیں تجھ سے

بِالْعَذَابِ ؕ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۴﴾ يَوْمَ يَغْشٰهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ

عذاب، اور دوزخ گھیر رہی ہے منکروں کو۔ جس دن گھیر لے گا ان کو عذاب ان کے اوپر سے

وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ وَيَقُوْلُ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۵﴾ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا

اور پاؤں کے نیچے سے اور کہے گا چکھو جیسا کچھ تم کرتے تھے۔ اے بندو میرے جو یقین لائے ہو

اِنَّ اَرۡضِیۡ وَاسِعَۃٌ فَاِیَّایَ فَاعۡبُدُوۡنِ ﴿۵۶﴾ کُلُّ نَفۡسٍ ذَآئِقَۃُ الۡمَوۡتِ قف ثُمَّ اِلَیۡنَا تُرۡجَعُوۡنَ ﴿۵۷﴾

میری زمین کشادہ ہے سو مجھی کو بندگی کرو۔ جو جی ہے سو چکھے گا موت، پھر ہماری طرف پھر آؤ گے۔

وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّہُمۡ مِّنَ الۡجَنَّۃِ غُرَفًا تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ

اور جو لوگ یقین لائے اور کئے بھلے کام ان کو ہم جگہ دیں گے بہشت میں جھروکے نیچے بہتی ہیں ان کے نہریں

خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَا ط نِعۡمَ اَجۡرُ الۡعٰمِلِیۡنَ ﴿۵۸﴾ الَّذِیۡنَ صَبَرُوۡا وَعَلٰی رَبِّہِمۡ یَتَوَکَّلُوۡنَ ﴿۵۹﴾

سدا رہیں ان میں، خوب ثواب ملا کام والوں کو۔ جنہوں نے صبر کیا اور اپنے رب پر بھروسہ کیا۔

وَکَاَیِّنۡ مِّنۡ دَآبَّۃٍ لَّا تَحۡمِلُ رِزۡقَہَا ٭ۖ اَللّٰہُ یَرۡزُقُہَا وَاِیَّاکُمۡ ۫ۖ وَہُوَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ ﴿۶۰﴾

اور کتنے جانور ہیں جو اٹھا نہیں رکھتے اپنی روزی، اللہ روزی دیتا ہے ان کو اور تم کو بھی اور وہی ہے سننے والا جاننے والا۔

وَلَئِنۡ سَاَلۡتَہُمۡ مَّنۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ وَسَخَّرَ الشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ لَیَقُوۡلُنَّ اللّٰہُ ط فَاَنّٰی

اور اگر تو لوگوں سے پوچھے کہ کس نے بنایا ہے آسمان اور زمین کو اور کام میں لگایا سورج اور چاند کو تو کہیں اللہ نے، پھر کہاں سے

یُؤۡفَکُوۡنَ ﴿۶۱﴾ اَللّٰہُ یَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ یَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِہٖ وَیَقۡدِرُ لَہٗ ط اِنَّ اللّٰہَ

الٹ جاتے ہیں اللہ پھیلاتا ہے روزی جس کے واسطے چاہے اپنے بندوں میں اور ماپ کر دیتا ہے جسکو چاہے، بیشک اللہ

بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ ﴿۶۲﴾ وَلَئِنۡ سَاَلۡتَہُمۡ مَّنۡ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحۡیَا بِہِ الۡاَرۡضَ

ہر چیز سے خبردار ہے۔ اور جو تو پوچھے ان سے کس نے اتارا آسمان سے پانی پھر زندہ کر دیا اس سے زمین کو

مِنۡۢ بَعۡدِ مَوۡتِہَا لَیَقُوۡلُنَّ اللّٰہُ ط قُلِ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ ط بَلۡ اَکۡثَرُہُمۡ لَا یَعۡقِلُوۡنَ ﴿۶۳﴾ ع وَمَا ہٰذِہِ

اس کے مرجانے کے بعد تو کہیں اللہ نے، تو کہہ سب خوبی اللہ کو ہے، پر بہت لوگ نہیں سمجھتے۔ اور یہ

الۡحَیٰوۃُ الدُّنۡیَاۤ اِلَّا لَہۡوٌ وَّلَعِبٌ ط وَاِنَّ الدَّارَ الۡاٰخِرَۃَ لَہِیَ الۡحَیَوَانُ م لَوۡ کَانُوۡا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۶۴﴾

دنیا کا جینا تو بس جی بہلانا اور کھیلنا ہے، اور پچھلا گھر جو ہے سو وہی ہے زندہ رہنا، اگر ان کو سمجھ ہوتی۔

فَاِذَا رَکِبُوۡا فِی الۡفُلۡکِ دَعَوُا اللّٰہَ مُخۡلِصِیۡنَ لَہُ الدِّیۡنَ ۬ۚ فَلَمَّا نَجّٰہُمۡ اِلَی الۡبَرِّ اِذَا ہُمۡ

پھر جب سوار ہوئے کشتی میں پکارنے لگے اللہ کو خالص اسی پر رکھ کر اعتقاد، پھر جب بچا لایا ان کو زمین کی طرف اسی وقت

يُشْرِكُوْنَ ﴿٦٥﴾ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۚ لا وَلِيَتَمَتَّعُوْا وقفه فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿٦٦﴾

لگے شریک بنانے۔تا کہ مکرتے رہیں ہمارے دیئے ہوئے سے،اور مزے اڑاتے رہیں،سوعنقریب جان لیں گے۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ ط اَفَبِالْبَاطِلِ

کیانہیں دیکھتے کہ ہم نے رکھ دی ہے پناہ کی جگہ امن کی اور لوگ اچکے جاتے ہیں ان کے آس پاس سے،کیا جھوٹ پر

يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَكْفُرُوْنَ ﴿٦٧﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ

یقین رکھتے ہیں اور اللہ کا احسان نہیں مانتے۔اور اس سے زیادہ بے انصاف کون جو باندھے اللہ پر جھوٹ یا

كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهٗ ط اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿٦٨﴾ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا

جھٹلائے سچی بات کو جب اس تک پہنچے،کیا دوزخ میں بسنے کی جگہ نہیں منکروں کے لئے۔اور جنہوں نے محنت کی

فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ط وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٦٩﴾ ع

ہمارے واسطے ہم سجھا دیں گے ان کو اپنی راہیں،اور بیشک اللہ ساتھ ہے نیکی والوں کے۔

سورۃ الکہف کی آیات ۲۷ تا ۲۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ ط لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ قف وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ

اور پڑھ جو وحی ہوئی تجھ کو تیرے رب کی کتاب سے،کوئی بدلنے والا نہیں اس کی باتیں،اور کہیں نہ پائے گا تو اس کے سوائے

مُلْتَحَدًا ﴿٢٧﴾ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ

چھپنے کو جگہ۔اور روکے رکھ اپنے آپ کو ان کے ساتھ جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح اور شام طالب ہیں اس کے

وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ

منہ کے اور نہ دوڑیں تیری آنکھیں ان کو چھوڑ کر،تلاش میں رونق زندگانی دنیا کی،اور نہ کہا مان اس کا جس کا دل غافل کیا ہم نے

عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ﴿٢٨﴾ وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ قف

اپنی یاد سے اور پیچھے پڑا ہوا ہے اپنی خوشی کے اور اس کا کام ہے حد پر نہ رہنا۔اور کہہ سچی بات ہے تمہارے رب کی طرف سے،

فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ج اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا اَحَاطَ بِهِمْ

پھر جو کوئی چاہے مانے اور جو کوئی چاہے نہ مانے، ہم نے تیار کر رکھی ہے گنہگاروں کے واسطے آگ کہ گھیر رہی ہیں ان کو

سُرَادِقُهَا ط وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ ط بِئْسَ الشَّرَابُ ط

اس کی قناتیں، اور اگر فریاد کریں گے تو ملے گا پانی جیسے پیپ بھون ڈالے منہ کو، کیا برا پینا ہے

وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا ﴿۲۹﴾

اور کیا برا آرام۔

مدنی دور کے آغاز میں اہلِ ایمان کو پیشگی تنبیہ

سورۃ البقرہ کی آیات ۱۵۳ تا ۱۵۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ط اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۳﴾ وَلَا تَقُوْلُوْا

اے مسلمانوں مدد لو ساتھ صبر اور نماز کے، بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ اور نہ کہو

لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ط بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ

ان کو جو مارے گئے خدا کی راہ میں کہ مُردے ہیں، بلکہ وہ زندے ہیں لیکن تم کو خبر نہیں۔ اور البتہ ہم آزمائیں گے تم کو

بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ط وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۵﴾

تھوڑے سے ڈر سے اور بھوک سے اور نقصان سے مالوں کے اور جانوں کے اور میووں کے، اور خوشخبری دے ان صبر کرنیوالوں کو۔

الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ لا قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾

کہ جب پہنچے ان کو کچھ مصیبت، تو کہیں ہم تو اللہ ہی کا مال ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ قف وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۷﴾

ایسے ہی لوگوں پر عنایتیں ہیں اپنے رب کی اور مہربانی، اور وہی ہیں سیدھی راہ پر۔

حصہ پنجم

درسِ سوم

دورِ قتال فی سبیل اللہ کا آغاز

غزوۂ بدر ۱۷ر رمضان المبارک ۲ھ

یَوۡمَ الۡفُرۡقَانِ یَوۡمَ الۡتَقَی الۡجَمۡعٰنِ

اور

ایمانِ حقیقی کے لوازم وثمرات

سورۃ الانفال کی ابتدائی اور آخری آیات کی روشنی میں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یَسۡـَٔلُوۡنَکَ عَنِ الۡاَنۡفَالِ ؕ قُلِ الۡاَنۡفَالُ لِلّٰہِ وَالرَّسُوۡلِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاَصۡلِحُوۡا ذَاتَ

تجھ سے پوچھتے ہیں حکم غنیمت کا تو کہہ دے کہ مال غنیمت اللہ کا ہے اور رسول کا، سو ڈرو اللہ سے اور صلح کرو

بَیۡنِکُمۡ ۪ وَاَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَرَسُوۡلَہٗۤ اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ﴿۱﴾ اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ الَّذِیۡنَ اِذَا

آپس میں، اور حکم مانو اللہ کا اور اس کے رسول کا اگر ایمان رکھتے ہو۔ ایمان والے وہی ہیں کہ جب

ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتۡ قُلُوۡبُہُمۡ وَاِذَا تُلِیَتۡ عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتُہٗ زَادَتۡہُمۡ اِیۡمَانًا وَّعَلٰی رَبِّہِمۡ

نام آئے اللہ کا تو ڈر جائیں ان کے دل اور جب پڑھا جائے ان پر اس کا کلام تو زیادہ ہو جاتا ہے انکا ایمان اور وہ اپنے رب پر

یَتَوَکَّلُوۡنَ ﴿۲﴾ الَّذِیۡنَ یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقۡنٰہُمۡ یُنۡفِقُوۡنَ ﴿۳﴾ اُولٰٓئِکَ ہُمُ

بھروسا رکھتے ہیں۔ وہ لوگ جو کہ قائم رکھتے ہیں نماز کو اور ہم نے جو ان کو روزی دی ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ وہی ہیں

الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۴﴾ كَمَآ اَخْرَجَكَ

سچے ایمان والے،ان کے لئے درجے ہیں اپنے رب کے پاس اور معافی اور روزی عزت کی۔ جیسے نکالا تجھ کو

رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ ۙ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ ﴿۵﴾ يُجَادِلُوْنَكَ

تیرے رب نے تیرے گھر سے حق کام کے واسطے،اور ایک جماعت اہل ایمان کی راضی نہ تھی۔وہ تجھ سے جھگڑتے تھے

فِى الْحَقِّ بَعْدَمَا تَبَيَّنَ كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ﴿۶﴾ وَاِذْ يَعِدُكُمُ

حق بات میں اسکے ظاہر ہو چکنے کے بعد گویا وہ ہانکے جاتے ہیں موت کی طرف آنکھوں دیکھتے اور جس وقت تم سے وعدہ کرتا تھا

اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ

اللہ دو جماعتوں میں سے ایک کا کہ وہ تمہارے ہاتھ لگے گی اور تم چاہتے تھے کہ جس میں کانٹا نہ لگے وہ تم کو ملے

وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷﴾ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ

اور اللہ چاہتا تھا کہ سچا کردے سچ کو اپنے کلاموں سے اور کاٹ ڈالے جڑ کافروں کی۔تاکہ سچا کرے سچ کو اور جھوٹا کردے

الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۸﴾ اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّىْ

جھوٹ کو اور اگرچہ ناراض ہوں گنہگار۔جب تم لگے فریاد کرنے اپنے رب سے تو وہ پہنچا تمہاری فریاد کو کہ میں

مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ ﴿۹﴾ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى وَلِتَطْمَئِنَّ بِهٖ

مدد کو بھیجوں گا تمہاری ہزار فرشتے لگا تار آنے والے اور یہ تو دی اللہ نے فقط خوشخبری اور تاکہ مطمئن ہو جائیں اس سے

قُلُوْبُكُمْ ۚ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۰﴾ ع

تمہارے دل،اور مدد نہیں مگر اللہ کی طرف سے، بیشک اللہ زور آور ہے حکمت والا۔

سورۃ الانفال کی آخری آیات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا

جو لوگ ایمان لائے اور گھر چھوڑا اور لڑے اپنے مال اور جان سے اللہ کی راہ میں اور جن لوگوں نے جگہ دی

وَنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ط وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يُهَاجِرُوْا

اور مدد کی وہ ایک دوسرے کے رفیق ہیں، اور جو ایمان لائے اور گھر نہیں چھوڑا

مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا ج وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ

تم کو ان کی رفاقت سے کچھ کام نہیں جب تک وہ گھر نہ چھوڑ آئیں، اور اگر وہ تم سے مدد چاہیں دین میں

فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰى قَوْمٍ ۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ ط وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿٧٢﴾

تو تم کو لازم ہے انکی مدد کرنی مگر مقابلہ میں ان لوگوں کے کہ ان میں اور تم میں عہد ہو، اور اللہ جو تم کرتے ہو اس کو دیکھتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ط اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ ﴿٧٣﴾

اور جو لوگ کافر ہیں وہ ایک دوسرے کے رفیق ہیں، اگر تم یوں نہ کروگے تو فتنہ پھیلے گا ملک میں اور بڑی خرابی ہوگی۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ

اور جو لوگ ایمان لائے اور اپنے گھر چھوڑے اور لڑے اللہ کی راہ میں اور جن لوگوں نے انکو جگہ دی اور انکی مدد کی وہی ہیں

الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ط لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿٧٤﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَهَاجَرُوْا

سچے مسلمان، ان کے لئے بخشش ہے اور روزی عزت کی۔ اور جو ایمان لائے اس کے بعد اور گھر چھوڑ آئے

وَجَاهَدُوْا مَعَكُمْ فَاُولٰٓئِكَ مِنْكُمْ ط وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ

اور لڑے تمہارے ساتھ ہو کر سو وہ لوگ بھی تمہی میں ہیں، اور رشتہ دار آپس میں حق دار زیادہ ہیں ایک دوسرے کے

فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿٧٥﴾ ع

اللہ کے حکم میں، تحقیق اللہ ہر چیز سے خبردار ہے۔

حصہ پنجم

درسِ چہارم

کفر واسلام کا دوسرا بڑا معرکہ

غزوۂ اُحد شوال ۳ھ

عارضی شکست اور شدید آزمائش

وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ

آزمائش کا مقصد: تمحیص وتمیز

اور

مومنین صادقین کا طرزِ عمل

سورۃ آل عمران کی آیات ۱۲۱ تا ۱۲۹ اور ۱۳۹ تا ۱۴۸ کی روشنی میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ط وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۲۱﴾

اور جب صبح کو نکلا تو اپنے گھر سے بٹھلانے لگا مسلمانوں کو لڑائی کے ٹھکانوں پر، اور اللہ سب کچھ سنتا جانتا ہے۔

اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا لا وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا ط وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲۲﴾

جب قصد کیا دو فرقوں نے تم میں سے کہ نامردی کریں، اور اللہ مددگار تھا ان کا، اور اللہ ہی پر چاہیئے بھروسہ کریں مسلمان۔

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ج فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾

اور تمہاری مدد کر چکا ہے اللہ بدر کی لڑائی میں اور تم کمزور تھے، سو ڈرتے رہو اللہ سے تاکہ تم احسان مانو۔

اِذۡ تَقُوۡلُ لِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ اَلَنۡ يَّكۡفِيَكُمۡ اَنۡ يُّمِدَّكُمۡ رَبُّكُمۡ بِثَلٰثَةِ اٰلَافٍ مِّنَ الۡمَلٰٓئِكَةِ

جب تو کہنے لگا مسلمانوں کو کیا تم کو کافی نہیں کہ تمہاری مدد کو بھیجے رب تمہارا تین ہزار فرشتے آسمان سے

مُنۡزَلِيۡنَ ﴿۱۲۴﴾ بَلٰٓى اِنۡ تَصۡبِرُوۡا وَتَتَّقُوۡا وَيَاۡتُوۡكُمۡ مِّنۡ فَوۡرِهِمۡ هٰذَا يُمۡدِدۡكُمۡ رَبُّكُمۡ

اترنے والے۔ البتہ اگر تم صبر کرو اور بچتے رہو اور وہ آئیں تم پر اسی دم تو مدد بھیجے تمہارا رب

بِخَمۡسَةِ اٰلَافٍ مِّنَ الۡمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيۡنَ ﴿۱۲۵﴾ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشۡرٰى لَكُمۡ وَلِتَطۡمَئِنَّ

پانچ ہزار فرشتے نشان دار گھوڑوں پر۔ اور یہ تو اللہ نے تمہارے دل کی خوشی کی اور تا کہ تسکین ہو تمہارے

قُلُوۡبُكُمۡ بِهٖ ؕ وَمَا النَّصۡرُ اِلَّا مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ الۡعَزِيۡزِ الۡحَكِيۡمِ ﴿۱۲۶﴾ لِيَقۡطَعَ طَرَفًا

دلوں کو اس سے، اور مدد ہے صرف اللہ ہی کی طرف سے جو کہ زبردست ہے حکمت والا۔ تا کہ ہلاک کرے

مِّنَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا اَوۡ يَكۡبِتَهُمۡ فَيَنۡقَلِبُوۡا خَآئِبِيۡنَ ﴿۱۲۷﴾ لَيۡسَ لَكَ مِنَ الۡاَمۡرِ شَىۡءٌ اَوۡ

بعضے کافروں کو یا ان کو ذلیل کرے تو پھر جاویں محروم ہو کر۔ تیرا اختیار کچھ نہیں یا

يَتُوۡبَ عَلَيۡهِمۡ اَوۡ يُعَذِّبَهُمۡ فَاِنَّهُمۡ ظٰلِمُوۡنَ ﴿۱۲۸﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ

ان کو توبہ دیوے خدائے تعالیٰ یا ان کو عذاب کرے کہ وہ ناحق پر ہیں۔ اور اللہ ہی کا مال ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے

وَمَا فِى الۡاَرۡضِ ؕ يَغۡفِرُ لِمَنۡ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۱۲۹﴾ ع

اور جو کچھ کہ زمین میں ہے، بخش دے جس کو چاہے اور عذاب کرے جس کو چاہے، اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

سورۃ آل عمران کی آیات ۱۳۹ تا ۱۴۸

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

وَلَا تَهِنُوۡا وَلَا تَحۡزَنُوۡا وَاَنۡتُمُ الۡاَعۡلَوۡنَ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ﴿۱۳۹﴾ اِنۡ يَّمۡسَسۡكُمۡ قَرۡحٌ فَقَدۡ

اور سست نہ ہو اور نہ غم کھاؤ اور تم ہی غالب رہو گے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔ اگر پہنچا تم کو زخم تو

مَسَّ الۡقَوۡمَ قَرۡحٌ مِّثۡلُهٗ ؕ وَتِلۡكَ الۡاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيۡنَ النَّاسِ ۚ وَلِيَعۡلَمَ اللّٰهُ

پہنچ چکا ہے ان کو بھی زخم ایسا ہی، اور یہ دن باری باری بدلتے رہتے ہیں ہم ان کو لوگوں میں، اور اس لئے کہ معلوم کرے اللہ

الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَيَتَّخِذَ مِنۡكُمۡ شُهَدَآءَ ‌ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيۡنَ ۝١٤٠ وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ

جن کوایمان ہے اور کرے تم میں سے شہید، اور اللہ کو محبت نہیں ظلم کرنے والوں سے۔ اور اس واسطے کہ پاک صاف کرے اللہ

الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَيَمۡحَقَ الۡكٰفِرِيۡنَ ۝١٤١ اَمۡ حَسِبۡتُمۡ اَنۡ تَدۡخُلُوا الۡجَـنَّةَ وَلَمَّا يَعۡلَمِ اللّٰهُ

ایمان والوں کو اور مٹا دیوے کافروں کو۔ کیا تم کو خیال ہے کہ داخل ہو جاؤ گے جنت میں اور ابھی تک معلوم نہیں کیا اللہ نے

الَّذِيۡنَ جَاهَدُوۡا مِنۡكُمۡ وَيَعۡلَمَ الصّٰبِرِيۡنَ ۝١٤٢ وَلَقَدۡ كُنۡتُمۡ تَمَنَّوۡنَ الۡمَوۡتَ

جو لڑنے والے ہیں تم میں اور معلوم نہیں کیا ثابت رہنے والوں کو۔ اور تم تو آرزو کرتے تھے مرنے کی

مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ تَلۡقَوۡهُ ص فَقَدۡ رَاَيۡتُمُوۡهُ وَاَنۡتُمۡ تَنۡظُرُوۡنَ ۝١٤٣ ع وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوۡلٌ ‌ۚ

اس کی ملاقات سے پہلے، سو اب دیکھ لیا تم نے اس کو آنکھوں کے سامنے۔ اور محمد ﷺ تو ایک رسول ہے،

قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِهِ الرُّسُلُ ‌ؕ اَفَا۟ٮِٕنْ مَّاتَ اَوۡ قُتِلَ انْقَلَبۡتُمۡ عَلٰٓى اَعۡقَابِكُمۡ‌ ؕ وَمَنۡ

ہو چکے اس سے پہلے بہت رسول، پھر کیا اگر وہ مر گیا یا مارا گیا تو تم پھر جاؤ گے الٹے پاؤں، اور جو کوئی

يَّنۡقَلِبۡ عَلٰى عَقِبَيۡهِ فَلَنۡ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيۡـــًٔا ‌ؕ وَسَيَجۡزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيۡنَ ۝١٤٤

پھر جائے گا الٹے پاؤں تو ہرگز نہ بگاڑے گا اللہ کا کچھ، اور اللہ ثواب دے گا شکرگزاروں کو۔

وَمَا كَانَ لِنَفۡسٍ اَنۡ تَمُوۡتَ اِلَّا بِاِذۡنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ‌ؕ وَمَنۡ يُّرِدۡ ثَوَابَ الدُّنۡيَا نُؤۡتِهٖ

اور کوئی مر نہیں سکتا بغیر حکم اللہ کے لکھا ہوا ہے ایک وقت مقرر، اور جو کوئی چاہے گا بدلہ دنیا کا دیویں گے ہم اس کو

مِنۡهَا ‌ۚ وَمَنۡ يُّرِدۡ ثَوَابَ الۡاٰخِرَةِ نُؤۡتِهٖ مِنۡهَا ‌ؕ وَسَنَجۡزِى الشّٰكِرِيۡنَ ۝١٤٥

دنیا ہی سے، اور جو کوئی چاہے گا بدلہ آخرت کا اس میں سے دیویں گے ہم اس کو، اور ہم ثواب دیں گے احسان ماننے والوں کو۔

وَكَاَيِّنۡ مِّنۡ نَّبِىٍّ قٰتَلَ ۙ مَعَهٗ رِبِّيُّوۡنَ كَثِيۡرٌ ‌ۚ فَمَا وَهَنُوۡا لِمَاۤ اَصَابَهُمۡ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ

اور بہت نبی ہیں جن کے ساتھ ہو کر لڑے ہیں بہت خدا کے طالب، پھر نہ ہارے ہیں کچھ تکلیف پہنچنے سے اللہ کی راہ میں

وَمَا ضَعُفُوۡا وَمَا اسۡتَكَانُوۡا ‌ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيۡنَ ۝١٤٦ وَمَا كَانَ قَوۡلَهُمۡ اِلَّاۤ اَنۡ قَالُوۡا

اور نہ سست ہوئے ہیں اور نہ دب گئے ہیں، اور اللہ محبت کرتا ہے ثابت قدم رہنے والوں سے۔ اور کچھ نہیں بولے مگر یہی کہا کہ

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَإِسْرَافَنَا فِي أَمْرِنَا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِينَ ﴿۱۴۷﴾

اے رب ہمارے بخش ہمارے گناہ اور جو ہم سے زیادتی ہوئی ہمارے کام میں اور ثابت رکھ قدم ہمارے اور مدد دے ہم کو قوم کفار پر۔

فَاٰتٰهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ط وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴿۱۴۸﴾ ع

پھر دیا اللہ نے ان کو ثواب دنیا کا اور خوب ثواب آخرت کا، اور اللہ محبت رکھتا ہے نیک کام کرنے والوں سے۔

حصۂ پنجم

درسِ پنجم

ابتلاء وامتحان کا نقطۂ عروج

اور نصرتِ الٰہی کا ظہور اور حالات کی فیصلہ کن تبدیلی

غزوۂ احزاب ذوالقعدہ ۵ھ

هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُونَ وَزُلْزِلُوا زِلْزَالًا شَدِيدًا

لن یغزوکم قریش بعد عامکم هٰذا ولکنکم تغزونهم (الحدیث)

اور

غزوۂ بنی قریظہ اور یہودِ مدینہ کا استیصال

سورۃ الاحزاب: رکوع ۲، ۳ کی روشنی میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا

اے ایمان والو یاد کرو احسان اللہ کا اپنے اوپر جب چڑھ آئیں تم پر فوجیں پھر ہم نے بھیج دی ان پر ہوا

وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۝۹ اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ

اور وہ فوجیں جو تم نے نہیں دیکھیں، اور ہے اللہ جو کچھ کرتے ہو دیکھنے والا۔ جب چڑھ آئے تم پر اوپر کی طرف سے

وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ

اور نیچے سے اور جب پھرنے لگیں آنکھیں اور پہنچ گئے دل گلوں تک اور اٹکلنے لگے تم اللہ پر

الظُّنُوْنَا ﴿۱۰﴾ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ﴿۱۱﴾ وَاِذْ يَقُوْلُ

طرح طرح کی اٹکلیں۔ وہاں جانچے گئے ایمان والے اور جھڑ جھڑائے گئے زور کا جھڑ جھڑانا۔ اور جب کہنے لگے

الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲﴾ وَاِذْ قَالَتْ

منافق اور جن کے دلوں میں روگ ہے جو وعدہ کیا تھا ہم سے اللہ نے اور اس کے رسول نے سب فریب تھا۔ اور جب کہنے لگی

طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ يٰٓاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ وَيَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ

ایک جماعت اُن میں اے یثرب والو تمہارے لیے ٹھکانہ نہیں سو پھر چلو، اور رخصت مانگنے لگا ایک فرقہ اُن میں نبی سے

يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ ۛ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۚ اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ﴿۱۳﴾ وَلَوْ

کہنے لگے ہمارے گھر کھلے پڑے ہیں، اور وہ کھلے نہیں پڑے، ان کی کوئی غرض نہیں مگر بھاگ جانا۔ اور اگر

دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوْا بِهَآ اِلَّا يَسِيْرًا ﴿۱۴﴾

شہر میں کوئی گھس آئے ان پر اس کے کناروں سے پھر ان سے چاہے دین سے بچلنا تو مان لیں اور دیر نہ کریں اس میں مگر تھوڑی۔

وَلَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ ؕ وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ مَسْئُوْلًا ﴿۱۵﴾ قُلْ

اور اقرار کر چکے تھے اللہ سے پہلے کہ نہ پھیریں گے پیٹھ، اور اللہ کے قرار کی پوچھ ہوتی ہے۔ تو کہہ

لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۶﴾

کچھ کام نہ آئے گا تمہارے یہ بھاگنا اگر بھاگو گے مرنے سے یا مارے جانے سے اور پھر بھی پھل نہ پاؤ گے مگر تھوڑے دنوں۔

قُلْ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَعْصِمُكُمْ مِّنَ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوْٓءًا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ؕ وَلَا

تو کہہ کون ہے کہ تم کو بچائے اللہ سے اگر چاہے تم پر برائی یا چاہے تم پر مہربانی ، اور نہ

يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۱۷﴾ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ

پائیں گے اپنے واسطے اللہ کے سوا کوئی حمایتی اور نہ مددگار۔ اللہ کو خوب معلوم ہیں جو روکنے والے ہیں تم میں

وَالْقَآئِلِيْنَ لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَيْنَا ۚ وَلَا يَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۸﴾ اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ۖ

اور کہتے ہیں اپنے بھائیوں کو چلے آؤ ہمارے پاس، اور لڑائی میں نہیں آتے مگر کبھی۔ دریغ رکھتے ہیں تم سے

فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ كَالَّذِيْ يُغْشٰى عَلَيْهِ

پھر جب آئے ڈر کا وقت تو تو دیکھے ان کو کہ تکتے ہیں تیری طرف پھرتی ہیں آنکھیں ان کی جیسے کسی پر آئے بے ہوشی

مِنَ الْمَوْتِ ج فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ ط اُولٰٓئِكَ

موت کی، پھر جب جاتا رہے ڈر کا وقت چڑھ چڑھ بولیں تم پر تیز تیز زبانوں سے ٹوٹے پڑتے ہیں مال پر، وہ لوگ

لَمْ يُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ ط وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۱۹﴾ يَحْسَبُوْنَ

یقین نہیں لائے پھر اکارت کر ڈالے اللہ نے ان کے کیے کام، اور یہ ہے اللہ پر آسان۔ سمجھتے ہیں کہ

الْاَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوْا ج وَاِنْ يَّاْتِ الْاَحْزَابُ يَوَدُّوْا لَوْ اَنَّهُمْ بَادُوْنَ فِي الْاَعْرَابِ

فوجیں کفار کی نہیں پھر گئیں، اور اگر آجائیں وہ فوجیں تو آرزو کریں کسی طرح ہم باہر نکلے ہوئے ہوں گاؤں میں

يَسْاَلُوْنَ عَنْ اَنْبَآئِكُمْ ط وَلَوْ كَانُوْا فِيْكُمْ مَّا قٰتَلُوْٓا اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۲۰﴾ ع لَقَدْ كَانَ لَكُمْ

پوچھ لیا کریں تمہاری خبریں، اور اگر ہوں تم میں لڑائی نہ کریں مگر بہت تھوڑی۔ تمہارے لیے

فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ﴿۲۱﴾

بھلی تھی سیکھنی رسول اللہ کی چال اس کیلئے جو کوئی امید رکھتا ہے اللہ کی اور پچھلے دن کی اور یاد کرتا ہے اللہ کو بہت سا۔

وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ لا قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ

اور جب دیکھی مسلمانوں نے فوجیں، بولے یہ وہی ہے جو وعدہ دیا تھا ہم کو اللہ نے اور اسکے رسول نے اور سچ کہا اللہ نے

وَرَسُوْلُهٗ ز وَمَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا ﴿۲۲﴾ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا

اور اسکے رسول نے، اور ان کو اور بڑھ گیا یقین اور اطاعت کرنا۔ ایمان والوں میں کتنے مرد ہیں کہ سچ کر دکھلایا

مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ج فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ز صلے وَمَا بَدَّلُوْا

جس بات کا عہد کیا تھا اللہ سے، پھر کوئی تو ان میں پورا کر چکا اپنا ذمہ اور کوئی ہے ان میں راہ دیکھ رہا، اور بدلا نہیں

تَبْدِيْلًا ﴿۲۳﴾ لِّيَجْزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ شَآءَ اَوْ يَتُوْبَ

ایک ذرہ۔ تا کہ بدلا دے اللہ سچوں کو ان کے سچ کا اور عذاب کرے منافقوں پر اگر چاہے یا توبہ ڈالے

عَلَيۡهِمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوۡرًا رَّحِيۡمًا ﴿۲۴﴾ وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا بِغَيۡظِهِمۡ لَمۡ يَنَالُوۡا

انکے دل پر، بیشک اللہ ہے بخشنے والا مہربان۔ اور پھیر دیا اللہ نے منکروں کو اپنے غصہ میں بھرے ہوئے ہاتھ نہ لگی

خَيۡرًا ؕ وَكَفَى اللّٰهُ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ الۡقِتَالَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيۡزًا ﴿۲۵﴾ وَاَنۡزَلَ الَّذِيۡنَ

کچھ بھلائی، اور اپنے اوپر لے لی اللہ نے مسلمانوں کی لڑائی، اور ہے اللہ زور آور زبردست۔ اور اتار دیا ان کو جوان کے

ظَاهَرُوۡهُمۡ مِّنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ مِنۡ صَيَاصِيۡهِمۡ وَقَذَفَ فِىۡ قُلُوۡبِهِمُ الرُّعۡبَ فَرِيۡقًا

پشت پناہ ہوئے تھے اہل کتاب سے ان کے قلعوں سے اور ڈال دی ان کے دلوں میں دھاک کتنوں کو تم

تَقۡتُلُوۡنَ وَتَاۡسِرُوۡنَ فَرِيۡقًا ﴿۲۶﴾ وَاَوۡرَثَكُمۡ اَرۡضَهُمۡ وَدِيَارَهُمۡ وَاَمۡوَالَهُمۡ وَاَرۡضًا

جان سے مارنے لگے اور کتنوں کو قید کر لیا۔ اور تم کو دلائی ان کی زمین اور ان کے گھر اور ان کے مال اور ایک زمین

لَّمۡ تَطَئُوۡهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرًا ﴿۲۷﴾ ع

کہ جس پر نہیں پھیرے تم نے اپنے قدم، اور ہے اللہ سب کچھ کر سکتا۔

❀ ❀ ❀

حصہ ٔ پنجم

درسِ ششم

صحابہ کرامؓ سے اللہ تعالیٰ کے راضی ہو جانے کا اعلانِ عام

بیعتِ رضوان

﴿لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ﴾

اور

فتح و نصرت کا نقطۂ آغاز

صلح حدیبیہ ذوالقعدہ ٦ھ

﴿اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا﴾

سورۃ الفتح کے آخری رکوع کی روشنی میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ج لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ

اللہ نے سچ دکھلایا اپنے رسول کو خواب تحقیقی، کہ تم داخل ہو رہو گے مسجد حرام میں اگر اللہ نے چاہا آرام سے

مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ لا لَا تَخَافُوْنَ ط فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ

بال مونڈتے ہوئے اپنے سروں کے اور کترتے ہوئے، بے کھٹکے، پھر جانا وہ جو تم نہیں جانتے پھر مقرر کر دی

مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿۲۷﴾ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ

اس سے ورے ایک فتح نزدیک۔ وہی ہے جس نے بھیجا اپنا رسول سیدھی راہ پر اور سچے دین پر تا کہ اوپر رکھے اس کو

عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ط وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿۲۸﴾ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ

ہر دین سے، اور کافی ہے اللہ حق ثابت کرنے والا۔ محمد (ﷺ) رسول اللہ کا اور جو لوگ اس کے ساتھ ہیں زور آور ہیں

عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا قف يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ز

کافروں پر نرم دل ہیں آپس میں تو دیکھے ان کو رکوع میں اور سجدہ میں، ڈھونڈ ھتے ہیں اللہ کا فضل اور اس کی خوشی،

سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ط ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ صلے وَمَثَلُهُمْ فِي

نشانی ان کی ان کے منہ پر ہے سجدہ کے اثر سے، یہ شان ہے ان کی تورات میں، اور مثال ان کی

الْاِنْجِيْلِ قف كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ

انجیل میں، جیسے کھیتی نے نکالا اپنا پٹھا پھر اس کی کمر مضبوط کی پھر موٹا ہوا پھر کھڑا ہو گیا اپنی نال پر خوش لگتا ہے

الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ط وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ

کھیتی والوں کو تا کہ جلائے ان سے جی کافروں کا، وعدہ کیا ہے اللہ نے ان سے جو یقین لائے ہیں اور کیے ہیں بھلے کام

مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۲۹﴾ ع

معافی کا اور بڑے ثواب کا

❀❀❀

حصہ پنجم

درسِ ہفتم

دعوتِ محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے بین الاقوامی دور کا آغاز:

غزوۂ تبوک رجب ۹ھ

جہاد و قتال فی سبیل اللہ کیلئے نفیرِ عام!

منافقین کی آخری پردہ دری اور ضعفاء کو شدید سرزنش!

سورۃ التوبہ کی آیات ۳۸ تا ۵۷ کی روشنی میں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مَا لَـكُمۡ اِذَا قِيۡلَ لَـكُمُ انْفِرُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ اثَّاقَلۡتُمۡ اِلَى الۡاَرۡضِ ‌ؕ

اے ایمان والو تم کو کیا ہوا جب تم سے کہا جاتا ہے کہ کوچ کرو اللہ کی راہ میں تو گرے جاتے ہو زمین پر،

اَرَضِيۡتُمۡ بِالۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا مِنَ الۡاٰخِرَةِ‌ ۚ فَمَا مَتَاعُ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا فِى الۡاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيۡلٌ ۝۳۸

کیا خوش ہوگئے دنیا کی زندگی پر آخرت کو چھوڑ کر، سو کچھ نہیں نفع اٹھانا دنیا کی زندگی کا آخرت کے مقابلہ میں مگر بہت تھوڑا۔

اِلَّا تَنۡفِرُوۡا يُعَذِّبۡكُمۡ عَذَابًا اَلِيۡمًا ۙ وَّيَسۡتَبۡدِلۡ قَوۡمًا غَيۡرَكُمۡ وَلَا تَضُرُّوۡهُ شَيۡــًٔـا‌ ؕ

اگر تم نہ نکلو گے تو دے گا تم کو عذاب دردناک، اور بدلے میں لائیگا اور لوگ تمہارے سوا اور کچھ نہ بگاڑ سکو گے تم اس کا،

وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ۝۳۹ اِلَّا تَـنۡصُرُوۡهُ فَقَدۡ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذۡ اَخۡرَجَهُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا

اور اللہ سب چیز پر قادر ہے۔ اگر تم نہ مدد کرو گے رسول کی تو اس کی مدد کی ہے اللہ نے جس وقت اس کو نکالا تھا کافروں نے

ثَانِىَ اثۡنَيۡنِ اِذۡ هُمَا فِى الۡغَارِ اِذۡ يَقُوۡلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحۡزَنۡ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا‌ ۚ

کہ وہ دوسرا تھا دو میں کا جب وہ دونوں تھے غار میں جب وہ کہہ رہا تھا اپنے رفیق سے تو غم نہ کھا بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے،

فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا

پھر اللہ نے اتاری اپنی طرف سے اس پر تسکین اور اس کی مدد کو وہ فوجیں بھیجیں کہ تم نے نہیں دیکھیں

وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ط وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ط وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٤٠﴾

اور نیچے ڈالی بات کافروں کی، اور اللہ کی بات ہمیشہ اوپر ہے، اور اللہ زبردست ہے حکمت والا ۔

اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ط ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ

نکلو ہلکے اور بوجھل اور لڑو اپنے مال سے اور جان سے اللہ کی راہ میں، یہ بہتر ہے تمہارے حق میں

اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿٤١﴾ لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيْبًا وَّسَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوْكَ وَلٰكِنْۢ بَعُدَتْ

اگر تم کو سمجھ ہے۔ اگر مال ہوتا نزدیک اور سفر ہلکا تو وہ لوگ ضرور تیرے ساتھ ہو لیتے لیکن لمبی نظر آئی

عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ ط وَسَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ ج يُهْلِكُوْنَ

ان کو مسافت، اور اب قسمیں کھائیں گے اللہ کی کہ اگر ہم سے ہو سکتا تو ہم ضرور چلتے تمہارے ساتھ، وبال میں ڈالتے ہیں

اَنْفُسَهُمْ ج وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿٤٢﴾ ع عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ ج لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ

اپنی جانوں کو، اور اللہ جانتا ہے کہ وہ جھوٹے ہیں۔ اللہ بخشے تجھ کو، کیوں رخصت دیدی تو نے ان کو یہاں تک کہ ظاہر ہو جاتے

لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَتَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿٤٣﴾ لَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ

تجھ پر سچ کہنے والے اور جان لیتا تو جھوٹوں کو۔ نہیں رخصت مانگتے تجھ سے وہ لوگ جو ایمان لائے اللہ پر

وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ط وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿٤٤﴾

اور آخرت کے دن پر اس سے کہ لڑیں اپنے مال اور جان سے، اور اللہ خوب جانتا ہے ڈر والوں کو۔

اِنَّمَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوْبُهُمْ

رخصت وہی مانگتے ہیں تجھ سے جو نہیں ایمان لائے اللہ پر اور آخرت کے دن پر اور شک میں پڑے ہیں دل ان کے

فَهُمْ فِيْ رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُوْنَ ﴿٤٥﴾ وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً وَّلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ

سو وہ اپنے شک ہی میں بھٹک رہے ہیں اور اگر وہ چاہتے نکلنا تو ضرور تیار کرتے کچھ سامان اس کا لیکن پسند نہ کیا اللہ نے

انْبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَقِيلَ اقْعُدُوا مَعَ الْقٰعِدِينَ ﴿۴۶﴾ لَوْ خَرَجُوا فِيكُمْ مَّا زَادُوكُمْ

ان کا اٹھنا سو روک دیا ان کو اور حکم ہوا کہ بیٹھے رہو ساتھ بیٹھنے والوں کے۔ اگر نکلتے تم میں تو کچھ نہ بڑھاتے تمہارے لیے

اِلَّا خَبَالًا وَّلَاَاوْضَعُوا خِلٰلَكُمْ يَبْغُونَكُمُ الْفِتْنَةَ ج وَفِيكُمْ سَمّٰعُونَ لَهُمْ ط

مگر خرابی اور گھوڑے دوڑاتے تمہارے اندر بگاڑ کروانے کی تلاش میں، اور تم میں بعضے جاسوس ہیں ان کے،

وَاللّٰهُ عَلِيمٌۢ بِالظّٰلِمِينَ ﴿۴۷﴾ لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ وَقَلَّبُوا لَكَ الْاُمُورَ حَتّٰى جَآءَ

اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو وہ تلاش کرتے رہے ہیں بگاڑ کی پہلے سے اور الٹتے رہے تیرے کام یہاں تک کہ آ پہنچا

الْحَقُّ وَظَهَرَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ كٰرِهُونَ ﴿۴۸﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُولُ ائْذَنْ لِّي وَلَا تَفْتِنِّي ط

سچا وعدہ اور غالب ہوا حکم اللہ کا اور وہ ناخوش ہی رہے اور بعضے ان میں کہتے ہیں مجھ کو رخصت دے اور گمراہی میں نہ ڈال،

اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوا ط وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌۢ بِالْكٰفِرِينَ ﴿۴۹﴾ اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ

سنتا ہے وہ تو گمراہی میں پڑ چکے ہیں، اور بے شک دوزخ گھیر رہی ہے کافروں کو۔ اگر تجھ کو پہنچے کوئی خوبی

تَسُؤْهُمْ ج وَاِنْ تُصِبْكَ مُصِيبَةٌ يَّقُولُوا قَدْ اَخَذْنَآ اَمْرَنَا مِنْ قَبْلُ وَيَتَوَلَّوْا

تو وہ بری لگتی ہے ان کو، اور اگر پہنچے کوئی سختی تو کہتے ہیں ہم نے تو سنبھال لیا تھا اپنا کام پہلے ہی اور پھر کر جائیں

وَّهُمْ فَرِحُونَ ﴿۵۰﴾ قُلْ لَّنْ يُّصِيبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ج هُوَ مَوْلٰنَا ج وَعَلَى اللّٰهِ

خوشیاں کرتے۔ تو کہہ دے ہم کو ہرگز نہ پہنچے گا مگر وہی جو لکھ دیا اللہ نے ہمارے لیے، وہی ہے کارساز ہمارا، اور اللہ ہی پر

فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿۵۱﴾ قُلْ هَلْ تَرَبَّصُونَ بِنَآ اِلَّآ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ ط وَنَحْنُ

چاہیئے کہ بھروسہ کریں مسلمان۔ تو کہہ دے تم کیا امید کرو گے ہمارے حق میں مگر دو خوبیوں میں سے ایک کی، اور ہم

نَتَرَبَّصُ بِكُمْ اَنْ يُّصِيبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖٓ اَوْ بِاَيْدِينَا صلے زق فَتَرَبَّصُوٓا اِنَّا

امیدوار ہیں تمہارے حق میں کہ ڈالے تم پر اللہ کوئی عذاب اپنے پاس سے یا ہمارے ہاتھوں، سو منتظر رہو ہم بھی

مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُونَ ﴿۵۲﴾ قُلْ اَنْفِقُوا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ ط اِنَّكُمْ كُنْتُمْ

تمہارے ساتھ منتظر ہیں۔ کہہ دے کہ مال خرچ کرو خوشی سے یا ناخوشی سے ہرگز قبول نہ ہو گا تم سے، بے شک تم

قَوْمًا فٰسِقِیْنَ ﴿۵۳﴾ وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّاۤ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ

نافرمان لوگ ہو۔اور موقوف نہیں ہوا قبول ہونا ان کے خرچ کا مگر اسی بات پر کہ وہ منکر ہوئے اللہ سے

وَبِرَسُوْلِهٖ وَلَا یَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى وَلَا یُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ﴿۵۴﴾

اور اس کے رسول سے اور نہیں آتے نماز کو مگر ہارے جی سے اور خرچ نہیں کرتے مگر برے دل سے۔

فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا

سو تو تعجب نہ کر ان کے مال اور اولاد سے، یہی چاہتا ہے اللہ کہ انکو عذاب میں رکھے ان چیزوں کی وجہ سے دنیا کی زندگی میں

وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَیَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ ؕ وَمَا هُمْ مِّنْكُمْ

اور نکلے ان کی جان اور وہ اس وقت تک کافر ہی رہیں۔اور قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی کہ وہ بیشک تم میں ہیں، اور وہ تم میں نہیں

وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ یَّفْرَقُوْنَ ﴿۵۶﴾ لَوْ یَجِدُوْنَ مَلْجَاً اَوْ مَغٰرٰتٍ اَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا اِلَیْهِ

ولیکن وہ لوگ ڈرتے ہیں تم سے۔اگر وہ پائیں کوئی پناہ کی جگہ یا غار یا سر گھسانے کو جگہ تو الٹے بھاگیں اسی طرف

وَهُمْ یَجْمَحُوْنَ ﴿۵۷﴾

رسیاں تڑاتے۔

❀ ❀ ❀

حصہ ششم

اُمّتِ مسلمہ سے خطاب کے ضمن میں

قرآن حکیم کی جامع ترین سورت

اُمُّ الْمُسَبّحَات سورۃ الحدید

مضامین کا تجزیہ

آیات ۱ تا ۶:	ذات وصفاتِ باری تعالیٰ کا بیان انتہائی جامعیت کے ساتھ اور اعلیٰ ترین علمی سطح پر!
آیات ۷ تا ۱۲:	خالق ومالکِ ارض وسماوات اور ذاتِ اول وآخر وظاہر وباطن کے انسانوں سے دو تقاضے: ایمان وانفاق جو کر گزریں ان کا اعزاز واکرام: عطائے نور، بشارتِ جنت فوز عظیم!
آیات ۱۳ تا ۱۵:	ان مطالبات کے پورا کرنے سے پہلو تہی کا نتیجہ: نفاق
آیات ۱۶ تا ۱۹:	مسلمانوں کو آمادۂ عمل کرنے کے لئے ترغیب وترہیب سلوکِ قرآنی کا اصل الاصول: انفاق ترقی کے امکانات: مراتبِ صدّیقیّت وشہادت کا حصول!
آیات ۲۰ تا ۲۱	حیاتِ دنیوی کے ناگزیر مراحل، آخرت بمقابلہ دنیا مسابقت الی الجنّت!
آیات ۲۲ تا ۲۵:	ایمانِ حقیقی کے مضمرات ومقدرات: تسلیم ورضا ایتاء مال اور جہاد وقتال کے ذریعے اللہ اور اس کے رسولوں کی نصرت
آیات ۲۶ تا ۲۹:	دوسری انتہائی غلطی: متّبعینِ مسیحؑ کی اختیار کردہ بدعت: ترکِ دنیا اور رہبانیت نجات اور فوز وفلاح کی واحد راہ: اتباعِ محمد ﷺ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ١ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ

اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں، اور وہی ہے زبردست حکمتوں والا۔ اسی کیلئے ہے راج آسمانوں کا

وَالْاَرْضِ ۚ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ٢ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ

اور زمین کا، جلاتا ہے اور مارتا ہے، اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ وہی ہے سب سے پہلا اور سب سے پچھلا اور باہر

وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ٣ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ

اور اندر، اور وہ سب کچھ جانتا ہے۔ وہی ہے جس نے بنائے آسمان اور زمین چھ دن میں

ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۭ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ

پھر قائم ہوا تخت پر، جانتا ہے جو اندر جاتا ہے زمین کے اور جو اس سے نکلتا ہے اور جو کچھ اترتا ہے

مِنَ السَّمَاۗءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ۭ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ٤

آسمان سے اور جو کچھ اس میں چڑھتا ہے، اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں تم ہو، اور اللہ جو تم کرتے ہو اس کو دیکھتا ہے۔

لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ٥ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ

اسی کیلئے ہے راج آسمانوں کا اور زمین کا، اور اللہ ہی تک پہنچتے ہیں سب کام۔ داخل کرتا ہے رات کو دن میں اور داخل کرتا ہے

النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۭ وَهُوَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ٦ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا

دن کو رات میں، اور اس کو خبر ہے جیوں کی بات کی۔ یقین لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور خرچ کرو اس میں سے

جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَاَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ٧ وَمَا لَكُمْ

جو تمہارے ہاتھ میں دیا ہے اپنا نائب کر کر، سو جو لوگ تم میں یقین لائے ہیں اور خرچ کرتے ہیں ان کو بڑا ثواب ہے۔ اور تم کو کیا ہوا

لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۚ وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ لِتُؤْمِنُوْا بِرَبِّكُمْ وَقَدْ اَخَذَ مِيْثَاقَكُمْ اِنْ

کہ یقین نہیں لاتے اللہ پر، اور رسول بلاتا ہے تم کو کہ یقین لاؤ اپنے رب پر اور لے چکا ہے تم سے عہد پکا اگر

كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٨﴾ هُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ عَلٰى عَبْدِهٖٓ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ

ہوتم ماننے والے۔ وہی ہے جو اتارتا ہے اپنے بندے پر آیتیں صاف کہ نکال لائے تم کو اندھیروں سے

اِلَى النُّوْرِ ط وَاِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿٩﴾ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلِلّٰهِ

اجالے میں، اور اللہ تم پر نرمی کرنے والا ہے مہربان۔ اور تم کو کیا ہوا ہے کہ خرچ نہیں کرتے اللہ کی راہ میں اور اللہ ہی کو

مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ط

بچ رہتی ہے ہر شے آسمانوں میں اور زمین میں، برابر نہیں تم میں جس نے کہ خرچ کیا فتح مکہ سے پہلے اور لڑائی کی،

اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ط وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ط

ان لوگوں کا درجہ بڑا ہے ان سے جو کہ خرچ کریں اس کے بعد اور لڑائی کریں، اور سب سے وعدہ کیا ہے اللہ نے خوبی کا،

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿١٠﴾ ع مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ

اور اللہ کو خبر ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔ کون ہے ایسا کہ قرض دے اللہ کو اچھی طرح پھر وہ اس کو دونا کر دے اس کے واسطے

وَلَهٗٓ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ﴿١١﴾ يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ

اور اس کو ملے ثواب عزت کا۔ جس دن تو دیکھے ایمان والے مردوں کو اور ایمان والی عورتوں کو دوڑتی ہوئی چلتی ہے انکی روشنی انکے آگے

وَبِاَيْمَانِهِمْ بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ط ذٰلِكَ هُوَ

اور ان کے داہنے خوشخبری ہے تم کو آج کے دن باغ ہیں کہ نیچے بہتی ہیں جن کے نہریں سدا رہو ان میں، یہ جو ہے یہی ہے

الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿١٢﴾ يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ

بڑی مراد ملنی۔ جس دن کہیں گے دغا باز مرد اور عورتیں ایمان والوں کو راہ دیکھو ہماری ہم بھی روشنی لے لیں

مِنْ نُّوْرِكُمْ ج قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ط فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ ط

تمہارے نور سے، کوئی کہے گا لوٹ جاؤ پیچھے پھر ڈھونڈ لو روشنی، پھر کھڑی کر دی جائے ان کے بیچ میں ایک دیوار،

بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ﴿١٣﴾ يُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ط

جس میں ہوگا دروازہ اس کے اندر رحمت ہوگی اور باہر کی طرف عذاب۔ یہ ان کو پکاریں گے کیا ہم نہ تھے تمہارے ساتھ،

قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ

کہیں گے کیوں نہیں لیکن تم نے بچلا دیا اپنے آپ کو اور راہ دیکھتے رہے اور دھوکے میں پڑے اور بہک گئے اپنے خیالوں پر

حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿١٤﴾ فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَّلَا

یہاں تک کہ آ پہنچا حکم اللہ کا اور تم کو بہکا دیا اللہ کے نام سے اس دغا باز نے۔ سو آج تم سے قبول نہ ہوگا فدیہ دینا اور نہ

مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ مَاْوٰىكُمُ النَّارُ ۭ هِيَ مَوْلٰىكُمْ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿١٥﴾ اَلَمْ يَاْنِ

منکروں سے، تم سب کا گھر دوزخ ہے، وہی ہے رفیق تمہاری، اور بری جگہ جا پہنچے۔ کیا وقت نہیں آیا

لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ ۙ وَلَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ

ایمان والوں کو کہ گڑگڑائیں ان کے دل اللہ کی یاد سے اور جو اترا ہے سچا دین، اور نہ ہوں ان جیسے جن کو

اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ ۭ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿١٦﴾

کتاب ملی تھی اس سے پہلے پھر دراز گزری ان پر مدت پھر سخت ہو گئے ان کے دل، اور بہت ان میں نافرمان ہیں۔

اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿١٧﴾

جان رکھو کہ اللہ زندہ کرتا ہے زمین کو اس کے مر جانے کے بعد، ہم نے کھول کر سنا دیئے تم کو پتے اگر تم کو سمجھ ہے۔

اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ

تحقیق جو لوگ خیرات کرنے والے ہیں مرد اور عورتیں اور قرض دیتے ہیں اللہ کو اچھی طرح ان کو ملتا ہے دونا اور ان کو

اَجْرٌ كَرِيْمٌ ﴿١٨﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ ڰ

ثواب ہے عزت کا۔ اور جو لوگ یقین لائے اللہ پر اور اس کے سب رسولوں پر وہی ہیں سچے ایمان والے،

وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اور لوگوں کا احوال بتلانیوالے اپنے رب کے پاس، انکے واسطے ہے ان کا ثواب اور ان کی روشنی اور جو لوگ منکر ہوئے

وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿١٩﴾ ع اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ

اور جھٹلایا ہماری باتوں کو وہ ہیں دوزخ کے لوگ۔ جان رکھو کہ دنیا کی زندگانی یہی ہے کھیل اور تماشا

وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ؕ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ

اور بناؤ اور بڑائیاں کرنی آپس میں اور بہتایت ڈھونڈنی مال کی اور اولاد کی، جیسے حالت ایک مینہہ کی جو خوش لگا کسانوں کو

نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطٰمًا ؕ وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۙ

اس کا سبزہ پھر زور پر آتا ہے پھر تو دیکھے زرد ہو گیا پھر ہو جاتا ہے روندا ہوا گھاس، اور آخرت میں سخت عذاب ہے،

وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿٢٠﴾ سَابِقُوْٓا

اور معافی بھی ہے اللہ سے اور رضامندی، اور دنیا کی زندگانی تو یہی ہے مال دغا کا۔ دوڑو

اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۙ اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ

اپنے رب کی معافی کی طرف کو اور بہشت کو جس کا پھیلاؤ ہے جیسے پھیلاؤ آسمان اور زمین کا، تیار رکھی ہے واسطے انکے

اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿٢١﴾

جو یقین لائے اللہ پر اور اس کے رسولوں پر، یہ فضل اللہ کا ہے دے اس کو جس کو چاہے، اور اللہ کا فضل بڑا ہے۔

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ؕ

کوئی آفت نہیں پڑتی ملک میں اور نہ تمہاری جانوں میں جو لکھی نہ ہو ایک کتاب میں پہلے اس سے کہ پیدا کریں ہم اسکو دنیا میں،

اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿٢٢﴾ لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰىكُمْ ؕ

بے شک یہ اللہ پر آسان ہے۔ تا کہ تم غم نہ کھایا کرو اس پر جو ہاتھ نہ آیا اور نہ شیخی کیا کرو اس پر جو تم کو اس نے دیا،

وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرِ ﴿٢٣﴾ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ ؕ

اور اللہ کو خوش نہیں آتا کوئی اترانے والا بڑائی مارنے والا۔ وہ جو کہ آپ نہ دیں اور سکھلائیں لوگوں کو بھی نہ دینا،

وَمَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿٢٤﴾ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ

اور جو کوئی منہ موڑے اللہ آپ ہے بے پروا سب خوبیوں کے ساتھ موصوف۔ ہم نے بھیجے ہیں اپنے رسول نشانیاں دے کر

وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ

اور اتاری ان کے ساتھ کتاب اور ترازو تا کہ لوگ سیدھے رہیں انصاف پر، اور ہم نے اتارا لوہا اس میں

بَأْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ ط

سخت لڑائی ہے اور لوگوں کے کام چلتے ہیں اور تا کہ معلوم کرے اللہ کون مدد کرتا ہے اس کی اور اس کے رسولوں کی بن دیکھے،

اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۲۵﴾ ع وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّاِبْرٰهِيْمَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ

بے شک اللہ زور آور ہے زبردست۔ اور ہم نے بھیجا نوح کو اور ابراہیم کو اور ٹھہرا دی دونوں کی اولاد میں پیغمبری

وَالْكِتٰبَ فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ ج وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۲۶﴾ ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا

اور کتاب پھر کوئی ان میں راہ پر ہے، اور بہت ان میں نافرمان ہیں۔ پھر پیچھے بھیجے ان کے قدموں پر اپنے رسول

وَقَفَّيْنَا بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ لا وَجَعَلْنَا فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً

اور پیچھے بھیجا ہم نے عیسیٰ مریم کے بیٹے کو اور اس کو ہم نے دی انجیل، اور رکھ دی اس کے ساتھ چلنے والوں کے دل میں نرمی

وَّرَحْمَةً ط وَرَهْبَانِيَّةَ ۨابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ

اور مہربانی، اور ایک ترک کرنا دنیا کا جو انہوں نے نئی بات نکالی تھی ہم نے نہیں لکھا تھا یہ ان پر مگر کیا چاہنے کو اللہ کی رضامندی

فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ج فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ ج وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۲۷﴾

پھر نہ نباہا اس کو جیسا چاہیئے تھا نباہنا، پھر دیا ہم نے ان لوگوں کو جو ان میں ایماندار تھے ان کا بدلہ اور بہت ان میں نافرمان ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَيَجْعَلْ

اے ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے اور یقین لاؤ اس کے رسول پر دے گا تم کو دو حصے اپنی رحمت سے اور رکھ دے گا

لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۸﴾ لِّئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ

تم میں روشنی جس کو لیے پھرو اور تم کو معاف کرے گا اور اللہ معاف کرنے والا ہے مہربان۔ تا کہ نہ جانیں کتاب والے

اَلَّا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ط

کہ پا نہیں سکتے کوئی چیز اللہ کے فضل میں سے اور یہ کہ بزرگی اللہ کے ہاتھ ہے دیتا ہے جس کو چاہے،

وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۹﴾ ع

اور اللہ کا فضل بڑا ہے۔

❀❀❀

تنظیمِ اسلامی کا پیغام نظامِ خلافت کا قیام

تنظیمِ اسلامی

مروجہ مفہوم کے اعتبار سے

نہ کوئی سیاسی جماعت نہ مذہبی فرقہ

بلکہ ایک اصولی

اسلامی انقلابی جماعت

ہے جو اولاً پاکستان اور بالآخر ساری دنیا میں

دینِ حق

یعنی اسلام کو غالب یا بالفاظ دیگر

نظامِ خلافت

کو قائم کرنے کیلئے کوشاں ہے!

امیر: **حافظ عاکف سعید**

مرکزی **انجمن خُدّامُ القرآن** لاہور

کے قیام کا مقصد

مَنبعِ ایمان ......اور...... سرچشمۂ یقین

قرآنِ حکیم

کے **علم وحِکمت** کی

وسیع پیمانے......اور......اعلیٰ علمی سطح

پر تشہیر واشاعت ہے

تا کہ امتِ مسلمہ کے فہیم عناصر میں **تجدیدِ ایمان** کی ایک عمومی تحریک برپا ہو جائے

اور اس طرح

اسلام کی نشأۃِ ثانیہ۔اور۔غلبۂ دینِ حق کے دَورِ ثانی

کی راہ ہموار ہو سکے

وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ